

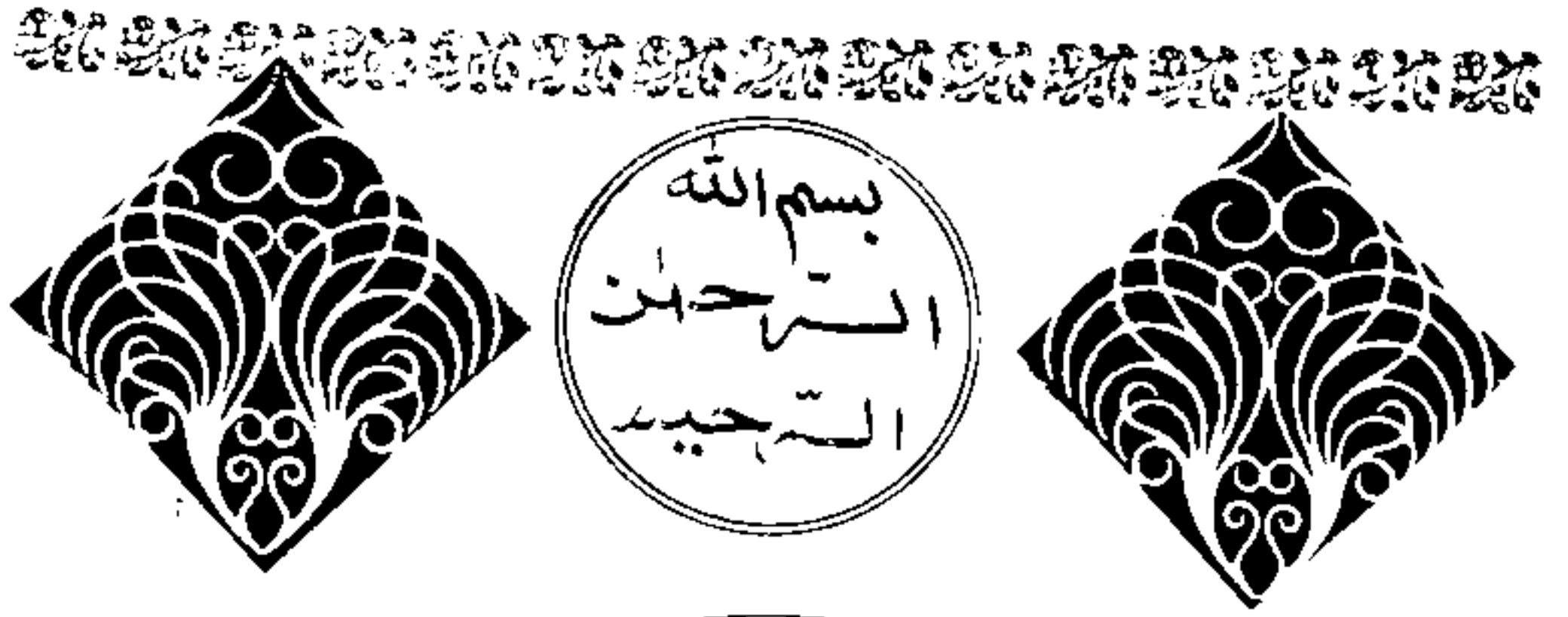


مولانا ابن سیر و سید شجاع علی قادری

مکتبہ اشک کبیری، ایم۔ ایس۔ جناح روڈ، کراچی







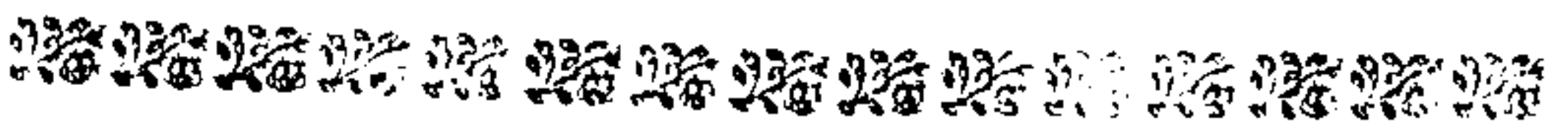
تصنیف

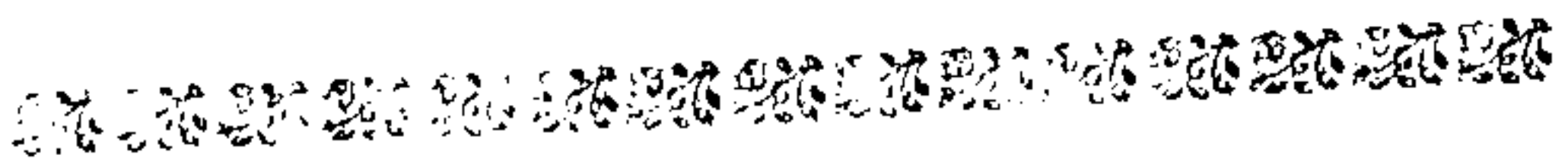
علامہ سید شجاعت علی قادری

مفتی اہلسنت کراچی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم ای جٹ روڈ کراچی





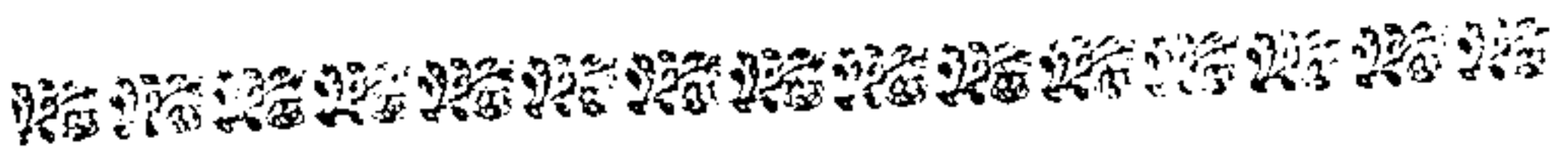
جملہ حقوقِ اشاعت بحقِ ناشر محفوظ ہیں

•

سال طبع \_\_\_\_\_ ۱۹۸۸ء  
تعداد \_\_\_\_\_ ایک ہزار

ناشر

مَدَنی پبلشنگ کمپنی ایم ایے جناح روڈ کراچی



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



# تقدیم

اسلام ایک مکمل دین ہے جسکی تعلیمات قیامت تک انسانیت کی رہبری و رہنمائی کرتی رہیں گی۔ اس میں ہر شے کا کام کی سیرابی کا انشٹام ہے۔ یہ بے قرار روحوں کا قرار، مضطرب نفوس کا چین، اور بے نواؤں کی مدد و نوبہ جاننا ہے، ناقصوں کی تکمیل اور کاملوں کو بام عروج تک پہنچانے کا کفیل ہے۔ حیات انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جسکی ضروریات و مقتضیات کا جواب اسلامی تعلیمات میں موجود نہیں۔ اللہ کا یہ کامل دین اپنی اس جامعیت کی وجہ سے ایک جتنا جالتا معجزہ ہے۔ اسکی ہمہ گیری اور آفاقیت خلاق فطرت کے عطا کردہ ان اصولوں اور کلیوں کی رہنمائی منت ہے۔ جو انسانی فطرت کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور کیوں نہ ہو بہ آخر انسانی فطرت کا علم اس کے خالق سے زائد اور کس کو ہو سکتا ہے۔

فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ  
ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ -

ترجمہ :- یہ اللہ کی وہ فطرۃ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے  
خدا کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی درست دین ہے۔

سلسلہ نبوت و وحی، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ اب علمائے امت ہر دور کے جدید مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کرتے رہیں گے۔ انہی کلیات کے لہجے سے جزئیات و تفصیل ظاہر ہوتی رہیں گی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار کے مژدہ جانفزا، نے امت مسلمہ کو کتاب



الہی کے فہم کا یار دیا اور اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالٌ رَّسَا  
کے دلولہ انگیز پیغام نے وحی ربانی کے وسیع و عریض میدان میں فکر انسانی کو ہمیز  
رکائی۔ پھر کیا تھا! مجتہدین امت کو ایسی روشنی ملی کہ ہر خشک و تر، کتاب مبین  
میں نظر آنے لگا۔ وہ پکارا اٹھے،

جمع العلوم فی القرآن لسن تقاصر عنه افہام الرجال  
عقائد کے مسائل ہوں یا عبادات کے، روح کے مسائل ہوں یا جسم کے، زمین  
کے مسائل ہوں یا زمان کے، طبیعیات کے ہوں یا مابعد الطبیعیات کے، زندگی  
کا معاملہ ہو یا موت کا مرحلہ سب کچھ اللہ کے اس دین میں یعنی قرآن و سنت  
میں موجود ہے۔ یہ اذن اجتہاد ہی ہے جس نے ہمارے دین کو جمود و خمود  
سے محفوظ رکھا ہے۔

اگر نیک نیتی سے پورے شرائط کے ساتھ کوئی عالم اپنے  
دور کے کسی مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے تو خدا کے یہاں اس خدمت خلق کے سلسلے  
میں اس کو دہرا اجر ملے گا، اور اگر بالفرض خطا ہو جائے تو ایک اجر پھر بھی ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی نیا مسئلہ درپیش آتا ہے علماء اس کا حل پیش  
کرتے ہیں، اس حل میں اختلاف ہوتا ہے، پھر یہ اختلاف کم ہوتا جاتا ہے۔  
بعض علماء اپنے پہلے اقوال سے رجوع کر لیتے ہیں۔ عوام الناس سمجھتے ہیں کہ بولوی  
اختلاف کرتے ہیں۔ ایک بات کہہ کر پھر پلٹ جاتے ہیں۔ مگر اہل علم جانتے ہیں کہ  
اس کا سبب یہ ہے کہ جب کوئی مسئلہ نیا سامنے آتا ہے تو علماء کامل دیانت  
داری اور نیک نیتی سے اس کا حل تلاش کرنے میں لگ جاتے ہیں، قرآن و سنت  
کی روشنی میں اسے پرکھتے ہیں، عہد صحابہ و تابعین میں اسکی نظائر تلاش کرتے  
ہیں پھر جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ امت مسلمہ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ فکر  
انسانی کے اختلاف کی بنا پر نتیجہ بھی مختلف ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ لوگ حق  
کا



گو اور راست باز ہوتے ہیں اس لئے بلا خوف و ہراس لاکھ لاکھ اپنے اپنے اجتہاد کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر بحث و مباحثہ شروع ہوتا ہے اور بعض حضرات اپنی پہلی رائے سے نئے دلائل یا شرح صدر کی بنیاد پر رجوع کر لیتے ہیں اور اس رجوع میں انکی جلت شان اور مرتبہ علمی کبھی حائل نہیں ہوتا۔ اس کی بہترین مثال حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ رحمہما اللہ کے اجتہاد کی کارنامے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شاگردوں نے اپنے استاد سے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا اور اس طرح وہ کسی بے ادبی گستاخی یا بے دینی کے مرتکب نہ ہوئے پھر ایسا بھی ہوا کہ استاد نے اپنی پہلی رائے سے رجوع کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی خفت و ندامت محسوس نہ کی۔ امام شافعیؒ نے بہت سے مسائل میں تین مختلف اوقات میں تین مختلف آپیش کیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو عمل امام کے کسی ایسے قول سے لیا گیا تھا جس سے خود امام نے بعد میں رجوع کر لیا شرعاً درست پائے گا۔ اسکی واضح مثال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شرائع میں احکام مختلف صورتوں میں رہے ہیں۔ بعد کے احکام نے پہلی شریعتوں کے احکام کو منسوخ کر دیا۔ مگر وہ کہ جنہوں نے ناسخ پر یا منسوخ پر عمل کیا دونوں حق پر ہیں۔ خود ہماری شریعت میں اسکی کئی مثالیں ہیں۔ دیکھئے ابتدا اسلام میں نماز کی حالت میں لوگ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے رہتے تھے اور انکی نماز نہیں ٹوٹتی تھی۔ پھر کلام کو ناقص صلوٰۃ قرار دیا گیا تو کیا پہلے لوگوں کی نمازیں باطل ہوئیں؟ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ دین خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کا نام ہے وہ جو وقت جو حکم ارشاد فرمائیں وہ واجب التعمیل ہے اور علماء مجتہدین اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں۔ انکو جس وقت کسی بھی مسئلہ کا ادراک حاصل ہوتا ہے وہ بیان فرماتے ہیں اور حق وہی ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ کوئی اور مستحکم دلیل اسکو بدل نہ دے۔ یہ محقر گفتگو اسلام کے شرعی نظام پر اس لئے کی گئی ہے تاکہ عوام فقہاء و مجتہدین کے اختلاف رحک وہ اپنی





## ص

فقیر نے نیک نیتی سے اپنی پوری کوشش سے یہی کچھ سمجھا ہے۔ اگر کوئی بزرگ، فقیہ اہلسنت اس کے خلاف کوئی رائے رکھتے ہوں اور اس پر دلائل بھی ہوں، ایسے دلائل جن سے مجھے شرح صدر حاصل ہو جائے تو میں اپنے قول سے رجوع کرنے میں خوشی محسوس کروں گا،

۲۔ کتاب میں اس امر کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے کہ فقہی مسائل کو محض کتب فقہ کے حوالے سے نہ لکھا جائے۔ بلکہ قرآن و سنت کا حوالہ بھی دیا جائے، تاکہ لوگوں میں یہ بدگمانی پیدا نہ ہو کہ ہم قرآن و سنت چھوڑ کر زید و بکر کے قول پر عمل کرتے ہیں۔

۳۔ حوالوں میں بہ نظر اختصار عبارات نقل نہیں کی ہیں، صرف کتابوں کے نام اور صفحات درج کئے ہیں۔ بعض جگہ اس خیال سے صفحہ نمبر نہیں دیا ہے کہ وہ حوالہ ایک متعین باب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے آسانی مل سکتا ہے۔

۴۔ چونکہ کتاب کو عام فہم رکھنا تھا اس لئے اس میں دلائل کا حصہ حذف ہے۔

۵۔ پوری کوشش اس امر کی کی گئی ہے کہ ہر معاملے میں زائد سے زائد مسائل جمع ہو جائیں اور کتاب کی ضخامت بھی نہ بڑھنے پائے تاکہ پڑھنے والے کی جیب پر بوجھ نہ پڑے۔

۶۔ میں اہل علم سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں جہاں کہیں مجھ سے کوئی لغزش ہوئی ہو اس پر مطلع فرمائیں، نیز جو مسائل اس میں درج ہوتا رہ گئے ہوں انکی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

۷۔ یہ کتاب کا پہلا حصہ ہے۔ باقی حصص لکھ رہا ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام آپ کے تعاون کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لہذا تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اس کتاب کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۸۔ عربی کتابوں کی مکمل عبارات اس لئے نقل نہیں کی ہیں کہ ایک عام قاری کے لئے انکے نقل کرنے کا فائدہ نہیں، البتہ اہل علم اگر اصل کتب کی طرف مراجعت چاہیں تو فٹ نوٹ پر حوالہ موجود ہے، کہیں کہیں صفحات کا حوالہ موجود ہے اور کہیں محض کتاب کا نام یہ سمجھتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ اہل علم کے لئے کسی مسئلہ کا اس کے متعلق باب میں تلاش کر لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ صحاح ستہ کے حوالہ جات عام طور پر اصح المطابع کراچی کی مطبوعہ کتب کے ہیں۔

۹۔ قارئین سے گزارش ہے کہ ان کے ذہن میں اس دور کا جو بھی نیا مسئلہ ہو یا انکے ذہن میں کوئی الجھن ہو تو فقیر کو لکھ بھیجیں تاکہ کتاب ثانی میں جو دوسرے حصے کے طور پر تصنیف کے مراحل میں ہے اسے شامل کیا جاسکے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دست برداء ہوں کہ وہ اپنے پیارے حبیب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا کے طفیل مجھ بے بضاعت کی اس حقیر کوشش کو با وقار بنا کر قبول عام و نفع تام کی دولت عطا فرمائے۔ آمین! و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

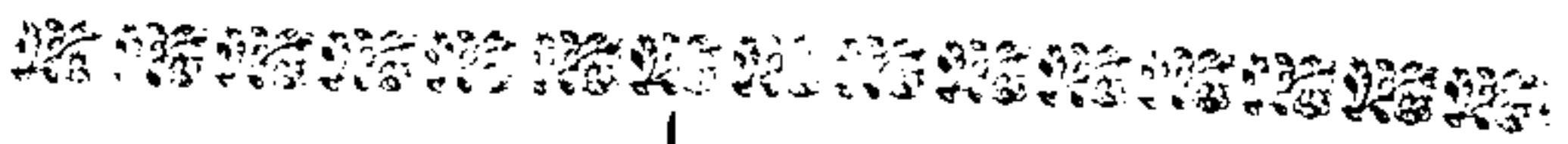
فقط سید شجاعت علی قادری

مفتی اہلسنت کراچی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



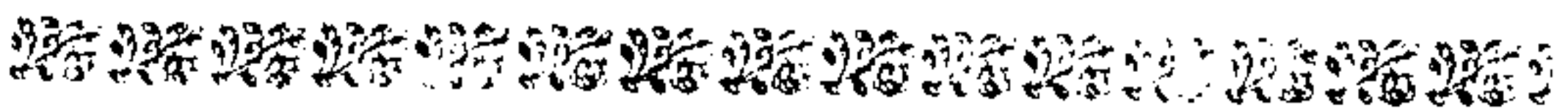


## حرف اولیں

برادر محترم مفتی سید شجاعت علی صاحب قادری زید مجدہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس نوعمری میں جہاں درس و تدریس، تحریر و تقریر فتویٰ نویسی اور عربی کتب کے تراجم میں ملکہ مرحمت فرمایا۔ وہیں پر قسام ازل نے موصوف کو تصنیف و تالیف کا ذوق لطیف بھی عطا فرمایا ہے برادر گرامی قدر اکابر اہلسنت سے اپنی بعض کتب پر خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں موصوف کی مندرجہ ذیل تراجم و تصانیف احقر کے علم میں ہیں۔ (۱) ترجمہ تفسیر مظہری (۲) ترجمہ مواہب اللدنیہ (۳) ترجمہ شرح الصدور (۴) ترجمہ الخیرات الحسان (۵) ترجمہ کتاب الشفاء شیخ الرئیس کے بعض حصے (۶) انشاء العربیہ کے چار حصے عربی اردو (۷) رسالہ ختم نبوت کا اردو سے عربی ترجمہ (۸) ایک رسالہ عربی میں ختم نبوت پر (۹) اسلام میں مرتد کی سزا۔ (۱۰) اسلام کا معاشی نظام (۱۱) عقائد و اعمال (۱۲) تین طلاقیں (۱۳) سورہ بنی اسرائیل کا ترجمہ و تفسیر اور اسی کے ساتھ سیرت رسول اکرم (۱۴) فقہ اہلسنت۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مختصر رسائل میں جن کا ذکر احقر خوف طوالت کی وجہ سے چھوڑتا ہے۔

ارباب دانش و بنیش کی نظریں کسی مصنف کا کمال اور تصنیف کی خوبی یہ ہے کہ تحریر نہ اتنی طویل ہو کہ ذوق مطالعہ پر گراں ہو اور نہ اس قدر مختصر کہ مفہوم واضح نہ ہو سکے بلکہ حضور اکرم مصباح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان کو پیش نظر رکھیے۔ خیر الکلام ماقول و دل پر اور عزیز کی تصنیفات و تالیفات میں یہ ہی رنگ نظر آتا ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد میں کسی تامل کے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ فاضل جلیل مفتی اہلسنت علامہ سید شجاعت علی صاحب قادری زید مجدہ نے فقہ اہلسنت کے ذریعہ اجاب اہلسنت کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمادی جو وہ چاہتے تھے۔ اسکولز اور کالجز کے طلبہ میں خاص طور پر اس چیز کو شدت سے محسوس کیا جاتا رہا ہے کہ کوئی ایسی کتاب منظر عام پر آئے جو متوسط بھی ہو اور عام فہم بھی نیز انداز بیان بھی سائنٹفک ہو یعنی وقت



کے جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہو۔ عزیز محترم کیونکہ ماشاء اللہ خود بھی علوم قدیمہ و جدیدہ سے واقف اور ایک کالج میں لیکچرار کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی درس و تدریس میں بھی اچھا ملکہ رکھتے ہیں۔ اور کتاب و سنت پر بھی انکی نظر وسیع ہے۔ اس لئے یہ کتاب مطلوبہ معیار پر پوری اترتی ہے،

مفتی صاحب نے متذکرہ بالا کتاب (یعنی فقہ اہلسنت) کے حصہ اول میں ایمانیات، طہارت اور عبادات ہی پر روشنی نہیں ڈالی بلکہ روزمرہ کی زندگی میں کام آنے والی باتوں کو بھی عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ یہ کتاب صرف اردو خواں طبقہ کے لئے ہی نہیں بلکہ علمائے کرام کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی اور طلبہ کی ایک دیرینہ ضرورت کو بھی پورا کرے گی۔

انشاء اللہ العزیز اس کے بعد جلد ہی دوسرا حصہ بھی منظر عام پر لانے کی کوشش کی جائے گی جو روزے، زکوٰۃ اور حج پر مشتمل ہوگا۔  
آخر میں احقر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو مولائے کریم اپنے فضل و کرم سے خواص و عوام کے لئے مفید عام فرمائے۔  
(آمین ثم آمین)

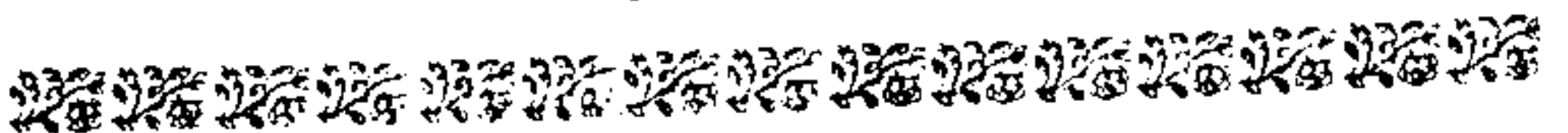
احقر

**جمیل احمد نعیمی غفرلہ القوی**

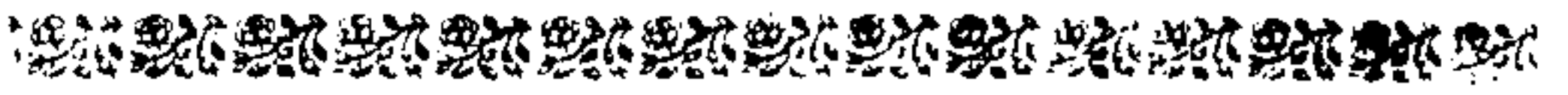
ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔ خطیب

سبز مسجد صرافہ بازار، سابق ناظم اعلیٰ مرکزی

جماعت اہلسنت پاکستان







# فہرست مضامین

## حصہ ایمانیات

- ۱۷ نیت کی اہمیت \_\_\_\_\_
- ۱۸ خدا ایک ہے \_\_\_\_\_
- ۱۹ اللہ قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا \_\_\_\_\_
- ۱۹ اللہ زندہ ہے \_\_\_\_\_
- ۱۹ وہ ہر چیز پر قادر ہے \_\_\_\_\_
- ۲۰ وہ ارادہ فرماتا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۰ اللہ علم والا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۰ وہ سننے والا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۱ وہ دیکھنے والا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۱ اللہ بولنے والا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۱ وہ پیدا کرنے والا ہے \_\_\_\_\_
- ۲۱ وہ کسی کا محتاج نہیں \_\_\_\_\_
- ۲۲ وہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے \_\_\_\_\_
- ۲۳ اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں اور نہ زمانہ ہے وہ حلول سے پاک ہے۔ \_\_\_\_\_
- ۲۴ اس کی ذات لافانی اور غیر متغیر ہے \_\_\_\_\_
- ۲۴ نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اسکی کوئی اولاد ہے \_\_\_\_\_
- ۲۵ اسپر کوئی چیز لازم نہیں \_\_\_\_\_

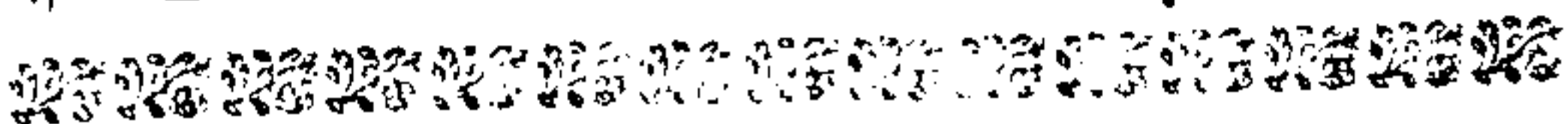


۲۵	اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا
۲۶	خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا
۲۶	اللہ کے نام
۲۸	نبی یا رسول
۲۹	سچے نبی کی دلیل
۲۹	معجزہ
۳۰	مقام نبوت
۳۳	ختم نبوت
۳۴	مقام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
۳۵	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق امت پر
۳۸	فرشتوں کا ذکر
۴۰	عالم برزخ
۴۱	قبر میں عذاب و ثواب
۴۳	منکر و نیکر
۴۴	روح کا مرنے کے بعد جسم سے تعلق
۴۵	قبر کا عذاب و ثواب
۴۵	انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں
۴۵	مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا
۴۶	علامات قیامت
۴۷	قیامت کا ذکر
۴۷	علامات قیامت
۴۸	دھواں
۴۸	دجال



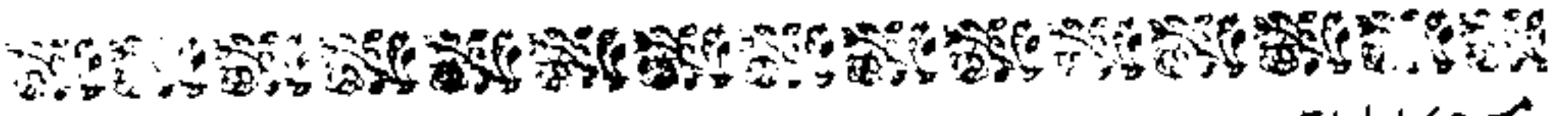


- ۵۰ عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ شخصیت
- ۵۱ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا
- ۵۸ نزول مسیح
- ۶۱ امام مہدی
- ۶۱ حلیہ مبارک
- ۶۱ بیعت
- ۶۱ دیگر علامات
- ۶۲ مہدی کے بارے میں عقیدہ
- ۶۲ یاجوج ماجوج
- ۶۲ شفاعت کا بیان
- ۶۵ حقیقت شفاعت
- ۶۶ شفاعت اور کفارہ میں فرق
- ۶۸ حساب
- ۷۰ بے حساب جنت میں جانے والے
- ۷۱ قیامت کے دن کی مقدار
- ۷۱ حوض کوثر
- ۷۲ جنت کی صفات
- ۷۷ دیدار خداوندی
- ۷۸ دوزخ کا بیان
- ۸۱ طہارت کا بیان
- ۸۱ وضوء
- ۸۱ وضوء کے فرائض
- ۱۲ وضوء کی سنتیں اور مستحبات



۸۱	وضوء کے ضروری مسائل
۸۵	وضوء کب ٹوٹ جاتا ہے
۸۶	غسل کا بیان
۸۶	غسل فرض کے مسائل
۸۸	غسل کی سنتیں
۸۹	غسل کب فرض ہوتا ہے
۹۰	غسل کی دوسری قسمیں
۹۱	پانی کے مسائل
۹۲	پانی کے ناپاک ہونے کی صورتیں
۹۱	وہ صورتیں جن میں تھوڑا سا پانی نکال دینا کافی ہے
۹۲	مرا ہوا جانور کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے
۹۲	کنویں سے پانی نکالنے کا طریقہ
۹۵	جاری پانی کا بیان
۹۶	بڑے حوض کے پانی کا حکم
۹۷	وہ پانی جس سے وضو اور غسل جائز ہے اور وہ جس سے ناجائز ہے
۹۷	استعمال کئے ہوئے پانی کا حکم
۹۸	انسان اور جانور کی جھوٹی چیزوں کا حکم
۹۹	تیمم کا بیان
۱۰۱	تیمم کے طریقے
۱۰۲	تیمم کی سنتوں کا بیان
۱۰۳	کس چیز سے تیمم کیا جائے
۱۰۳	وہ چیزیں جن سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے
۱۰۴	موزوں پر مسح کا بیان

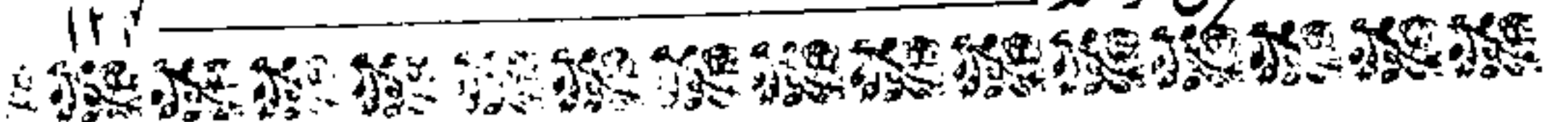




۱۰۲	مسح کا طریقہ
۱۰۵	وہ چیزیں جن سے مسح ٹوٹ جاتا ہے
۱۰۵	اعضائے وضو کے مسح کا بیان
۱۰۶	حیض کا بیان (ماہواری)
۱۰۶	نفاس کا بیان
۱۰۹	حیض و نفاس کے احکام شرعیہ
۱۱۰	استحاضہ کا بیان
۱۱۱	نجاستیں اور ان کے احکام
۱۱۱	نجاست غلیظہ کا حکم
۱۱۲	پیڑول اور مٹی کے تیل کا حکم
۱۱۲	نا پاک چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ
۱۱۶	استنجا کا ذکر

## حصہ عبادات

۱۱۹	عبادت کا جاہلانہ تصور
۱۲۰	عبادت کا راہبانہ تصور
۱۲۰	عبادت کا اسلامی تصور
۱۲۱	نماز کا بیان
۱۲۱	احساس بندگی
۱۲۲	اہمیت فرض
۱۲۲	تعمیر سیرت
۱۲۳	نفس پر کنٹرول
۱۲۳	نماز کے معاشرتی فوائد



۱۲۷	قرآن اور نماز
۱۲۵	پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن سے
۱۲۸	نماز خشوع و خضوع سے ادا کی جائے
۱۲۹	احادیث اور نماز
۱۲۹	نماز کی اہمیت
۱۳۰	نمازوں کے اوقات
۱۳۰	احادیث اور نمازوں کے اوقات
۱۳۲	چاند، مرتبہ وغیرہ پر نماز
۱۳۳	جن ممالک میں بعض نمازوں کے اوقات نہ ہوں وہاں نماز کا حکم
۱۳۲	مکروہ اور حرام اوقات
۱۳۵	اذان دینے کے فضائل
۱۳۶	اذان کے کلمات
۱۳۷	موذن کے صفات
۱۳۹	اذان بذریعہ ٹیپ ریکارڈر
۱۳۹	اقامت کا بیان
۱۴۰	ایک ہی مسجد میں دوبارہ اذان
۱۴۱	جواب اذان
۱۴۲	اذان کے بعد کی دعاء
۱۴۲	انگوٹھا چومنے کا مسئلہ
۱۴۳	تثویب
۱۴۳	موذن کی تنخواہ
۱۴۴	نماز کے فرائض
۱۴۴	تکبیر تحریمہ



۱۲۵	رفع یدین کرنا
۱۲۵	قیام
۱۲۵	قرأت
۱۲۶	رکوع
۱۲۶	سجدہ
۱۲۷	نعدہ اخیرہ
۱۲۷	خروج بصلوٰۃ
۱۲۷	ترتیب فرائض
۱۲۷	نماز کے واجبات
۱۲۹	چند اہم مسائل
۱۵۰	نماز کی سنتیں
۱۵۰	لاؤڈ اسپیکر کا استعمال
۱۵۲	ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ
۱۵۲	تہاء
۱۵۲	تشہد
۱۵۵	نمازیں سلام کے مسائل
۱۵۶	نماز کے مستحبات
۱۵۶	نماز کے بعد ذکر و دعاء
۱۵۷	نماز میں قرأت کے اہم مسائل
۱۵۸	نماز میں قرأت کے مسنون طریقے
۱۵۹	قرآن پڑھنے کے آداب
۱۶۰	قرأت میں غلطی کے احکام
۱۶۱	امامت

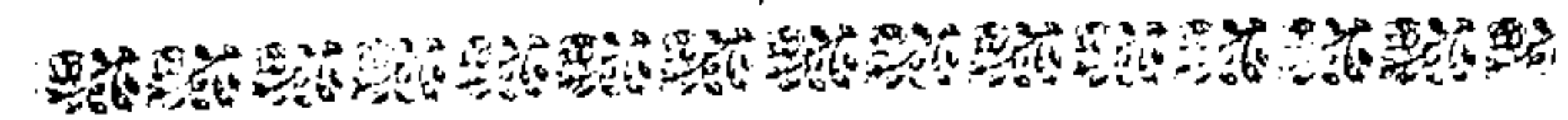


۱۶۴	نماز باجماعت کے فضائل
۱۶۴	جماعت کے احکام
۱۶۶	عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت
۱۶۷	ضروری مسئلہ
۱۶۷	صفت سیدھی کرنے کا حکم
۱۶۸	مقتدی کی چار اقسام
۱۶۹	پانچ چیزیں اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے
۱۶۹	چار چیزیں اگر امام کرے تو مقتدی ساتھ نہ دے
۱۷۰	نو چیزیں اگر امام نہ کرے تو مقتدی اسکی پیروی نہ کرے
۱۷۰	رکعات میں امام اور مقتدیوں کا اختلاف
۱۷۰	نماز میں بے وضو ہونے کے احکام
۱۷۱	خلیفہ کرنے کے احکام
۱۷۱	مفسدات نماز
۱۷۲	نماز کے مکروہات تحریمی کا بیان
۱۷۶	نماز کے مکروہات تنزیہی کا بیان
۱۷۸	وتر
۱۷۸	دعائے قنوت
۱۷۹	دعائے قنوت کے مسائل
۱۷۹	سنن مؤکدہ
۱۷۹	سنن مؤکدہ کی تعداد
۱۸۰	چند مسائل
۱۸۰	سنن غیر مؤکدہ
۱۸۱	صلوٰۃ اوابین





۱۸۱	ریل گاڑی پر نماز کا حکم
۱۸۳	تحیتہ المسجد
۱۸۳	تحیتہ الوضو
۱۸۳	نماز اشراق
۱۸۳	نماز چاشت
۱۸۳	نماز سفر
۱۸۳	نماز سفر واپسی
۱۸۳	نماز تہجد
۱۸۴	شب بیداری
۱۸۴	نماز استخارہ
۱۸۵	نماز تسبیح
۱۸۶	نماز حاجت
۱۸۶	نماز توبہ
۱۸۷	نوافل کی جماعت
۱۸۷	نماز تراویح
۱۸۷	وقت
۱۸۷	تعداد رکعات
۱۸۸	تسبیح تراویح
۱۸۹	دتر کی جماعت
۱۹۰	شبینہ
۱۹۰	نماز کی قضا کے مسائل
۱۹۱	قضاء عمری

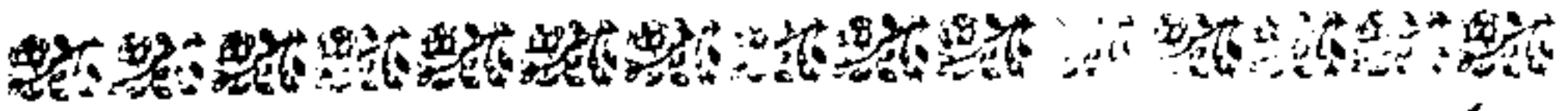


۱۹۱	نیت قضاء عمری
۱۹۲	نماز کا فدیہ
۱۹۲	سجدہ سہو کے مسائل
۱۹۵	حالت مرض میں نماز
۱۱۷	سجدہ تلاوت کے احکام
۱۹۸	حالت سفر میں نماز
۱۹۹	مسافت سفر
۲۰۱	سفر کے چند مسائل
۲۰۲	وطن اصلی
۲۰۲	وطن اقامت
۲۰۲	نماز جمعہ
۲۰۲	جمعہ کے دن کی فضیلت
۱۰۳	مقبولیت کی گھڑی
۲۰۲	جمعہ کے دن مرنے والا
۲۰۲	نماز ترک کرنے پر وعید
۲۰۲	غسل جمعہ
۲۰۲	نماز جمعہ کو جلد آنے کی فضیلت
۲۰۵	گردن پھلانگنے کی ممانعت
۲۰۵	خطبے کے وقت کلام کی ممانعت
۲۰۵	جمعہ کی نماز کہاں ہو سکتی ہے
۲۰۶	جمعہ کی پہلی شرط
۲۰۶	نماز جمعہ کس پر واجب ہے

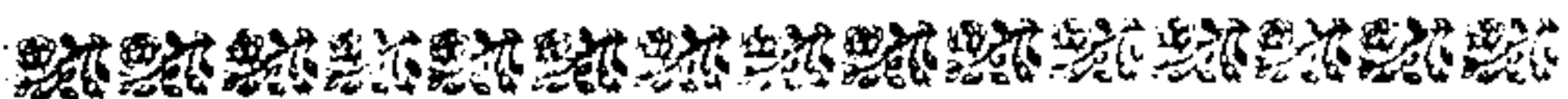




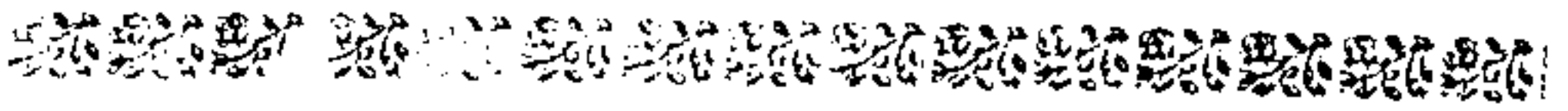
۲۰۶	جمعہ کی دوسری شرط
۲۰۷	جمعہ کی تیسری شرط
۲۰۷	جمعہ کی چوتھی شرط
۲۰۷	جمعہ کا خطبہ
۲۰۸	آداب خطبہ
۲۰۸	جمعہ کی پانچویں شرط
۲۰۸	جمعہ کی چھٹی شرط
۲۰۹	جمعہ کی اذانیں
۲۱۰	عید کا بیان
۲۱۰	عید کے مستحبات
۲۱۱	نماز عیدین کی ترکیب
۲۱۲	تکبیرات تشریقی
۲۱۳	مصائب کے وقت نماز
۲۱۳	موت اور اس کے متعلقات کا بیان
۲۱۴	سکرات کے وقت
۲۱۵	میت کا غسل
۲۱۸	کفن کا بیان
۲۱۹	جنازہ اٹھانے کا بیان
۲۲۰	نماز جنازہ
۲۲۱	نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے
۲۲۲	نماز جنازہ کی ترکیب
۲۲۲	نماز جنازہ کی نیت



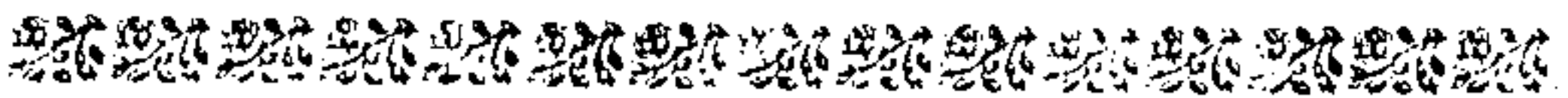
- ۲۲۲ \_\_\_\_\_ بچہ کے لئے دعاء
- ۲۲۵ \_\_\_\_\_ قبر اور دُفن کا بیان
- ۲۲۶ \_\_\_\_\_ متفرق مسائل
- ۲۲۷ \_\_\_\_\_ پختہ قبر بنانا اور کتبہ لکھنا۔
- ۲۲۹ \_\_\_\_\_ موت کے بعد شرعی احکام۔ ایصالِ ثواب
- ۲۳۱ \_\_\_\_\_ مالی عبادات کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے۔
- ۲۳۲ \_\_\_\_\_ زیارت قبور کا بیان
- ۲۳۲ \_\_\_\_\_ زیارت قبور کا طریقہ
- ۲۳۲ \_\_\_\_\_ ادراد و وظائف
- ۲۳۲ \_\_\_\_\_ حاکم کی ناراضگی سے نجات
- ۲۳۲ \_\_\_\_\_ امراضِ قلب کے لئے
- ۲۳۲ \_\_\_\_\_ بدخوابی کے لئے
- ۲۳۵ \_\_\_\_\_ عام امراض کے لئے
- ۲۳۶ \_\_\_\_\_ علم میں ترقی اور ذہن میں کشادگی کے لئے
- ۱۳۵ \_\_\_\_\_ ہر مصیبت کے لئے
- ۲۳۵ \_\_\_\_\_ گمشدہ کے لئے
- ۲۳۵ \_\_\_\_\_ ادائے قرض، خوشحالی اور حصولِ عزت کے لئے
- ۲۳۶ \_\_\_\_\_ برائے اولاد صالح
- ۲۳۶ \_\_\_\_\_ کشادگی رزق کے لئے
- ۲۳۶ \_\_\_\_\_ گمشدہ چیز کی باریابی
- ۲۳۶ \_\_\_\_\_ شیطان اور چور کو دور رکھنے کا وظیفہ





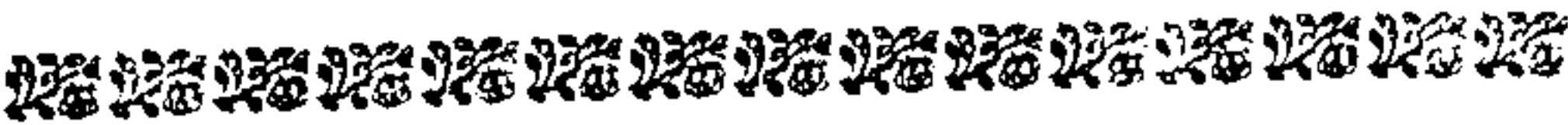


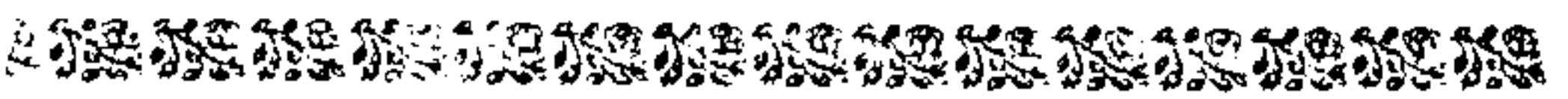
# حصّۃ ایمانیات



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على امام الاولين  
والآخرين خاتم النبيين وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين  
الى يوم الدين هـ

## نیت

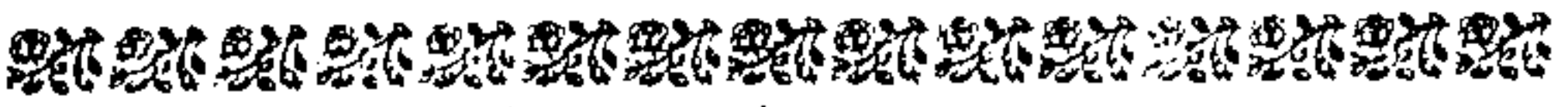
کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک ایمان نہ ہو، کافر اور غیر مسلم اگر  
کوئی نیک کام کرتے ہیں تو انکو اس کا بدلہ دنیا میں ملجائے تو ملجائے مگر آخرت میں نہیں  
ملیگا۔ بلکہ اگر کوئی صاحب ایمان بھی کوئی نیک کام اللہ اور یوم آخرت کے تصور کے بغیر  
کرے تو ثواب نہیں ملے گا۔ ایک مشہور حدیث ہے ”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“  
اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ یعنی اعمال کا ثواب اسی وقت ملیگا جبکہ انسان  
بہ نیت ثواب اس کام کو کرے۔ مثلاً ایک شخص نماز محلہ والوں کو دکھانے کے لئے  
پڑھتا ہے اور دوسرا شخص اس لئے کہ میں اپنے معبود اللہ کی عبادت کر رہا ہوں اب  
دونوں شخص نماز ایک ہی طریقہ سے پڑھیں گے، ثناء، حمد، قرأت، تسبیح، تحمید وغیرہ  
سب یکساں ہونگی۔ قیام، رکوع، سجد بھی ویسا ہی ہوگا، لیکن پہلے نمازی کیلئے قرآن  
میں ہلاکت کی خبر ہے اور دوسرے کیلئے کامیابی اور کامرانی کا اعلان ہے؟ وجہ ظاہر ہے کہ  
پہلا شخص نماز ایمانی تقاضا کے مطابق نہیں پڑھ رہا ہے اور دوسرا ایمانی تقاضا کے

۱۷ الماعون - قرآن ۸ پ

۱۷ بخاری







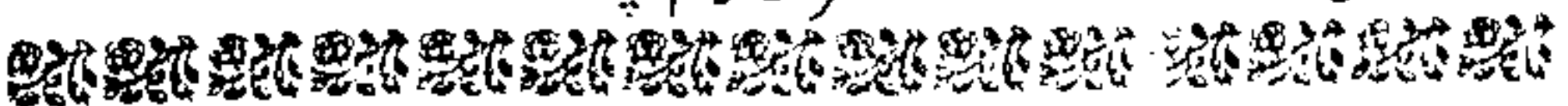
طابق پڑھ رہا ہے، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم جو کام کریں ایمانی تقاضوں کے مطابق کریں اور اس میں ثواب کا تصور رکھیں، اسی چیز کو حدیث میں ”ایمان و اعتساب کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے“ اب ضروری ہے کہ اُس ایمان کی حقیقت بیان کی جائے جس سے ہمارے اقوال و اعمال نتیجہ خیز ثابت ہوں اور ہم مستحق اجر و نسیب پائیں۔

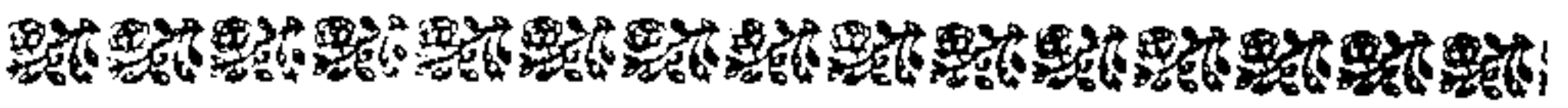
(۱)

## خدا ایک ہے

سب سے پہلی چیز جو ایمانیات کی بنیاد ہے، خدا کو ایک تسلیم کرنا ہے، یہ اتنی اہم چیز ہے کہ ہر نبی نے اپنی تبلیغ کی ابتداء اسی اعلان سے کی، کہ ”خدا ایک ہے“ قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا، قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ اللہ کے موجود ہونے پر تو دنیا کے تقریباً تمام انسانوں کا اتفاق ہے، یہ علیحدہ چیز ہے کہ کوئی اُسے کسی نام سے پکارتا ہے تو کوئی کسی سے، کوئی ایک مانتا ہے اور کوئی کئی ایک جو لوگ خدا کا انکار کرتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی بالادست طاقت کو تسلیم ہی کرتے ہیں، پھر بھی معمولی عقل رکھنے والا انسان سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک گھر کا نظم و نسق بغیر گھر والے کے نہیں چل سکتا، شہر کا نظام بغیر منتظم کے درست نہیں رہ سکتا، ایک ملک، چلانے والے کے بغیر نہیں چل سکتا تو پھر پوری دنیا کا نظام خود بخود کیونکر چل سکتا ہے؟ اور اُسکا ایک ہونا بھی ظاہر ہے، آپ ذرا اپنے گھر کے نظام میں غور کریں، کبھی میز کرسی ایک کونے میں ہوتی ہے الماری دوسرے کونے میں ہوتی ہے، چار پائیاں کہیں ہوتی ہیں، اور پھر کبھی یہ ترتیب بالکل بدلی ہوئی نظر آتی ہے، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ گھر کے چلانے میں کئی رائیں شامل ہو جاتی ہیں۔ کم از کم میاں بیوی کی سہی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی ایک کی مرضی کے

لے بخاری سے الاخلاق - قرآن کریم پ





مطابق کام ہوتا ہے کبھی دوسرے کی، کبھی اختلاف انا شدید ہو جاتا ہے کہ وہ کام ہی نہیں ہوتا، اور کبھی اتفاق رائے بھی ہو جاتا ہے۔ بہر حال جب منتظم ایک سے دو ہوتے ہیں تو انتظام میں اختلاف اور گڑبڑ ضرور واقع ہو جاتی ہے، لیکن جب ہم اس خاکدانِ عالم کے نظام کو دیکھتے ہیں تو اس میں حیرت انگیز یکسانیت پاتے ہیں اور ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک ہی منتظم کے زیر انتظام چل رہا ہے اور وہ اللہ جل جلالہ ہے۔

**اللہ قدیم ہے اور ابد تک رہے گا**

اللہ ہمیشہ سے ہے، اور ہمیشہ رہے گا، وہی اول ہے اور وہی آخر۔ قرآن کریم

میں ہے:-

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے، اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

**اللہ زندہ ہے**

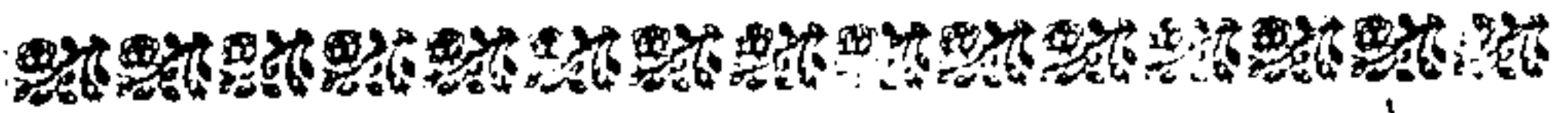
وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، اگر وہ مردہ ہوتا تو اس عالم کو کون چلاتا، قرآن کریم میں ہے: **اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ**، اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کار ساز عالم ہے۔

**اللہ ہر چیز پر قادر ہے**

اگر وہ قادر نہ ہوتا تو یہ عالم کیسے وجود میں آتا، وہ موجود کو معدوم، معدوم کو موجود، آسمان کو زمین، زمین کو آسمان، کافر کو ولی، ولی کو کافر، فقیر کو بادشاہ، بادشاہ کو فقیر کر سکتا ہے، وہ کسی چیز سے عاجز نہیں، قرآن کریم

لَهُ الْحَدِيدُ آيَاتٌ ۚ ۝۲۵ البقرہ آیت ۲۵





میں ہے، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔  
اور چونکہ محال شئی نہیں اس لئے وہ خارج از قدرت ہے، مثلاً کذب باری وغیرہ  
عُیُوبِ نَقَائِصُ،

اللہ ارادہ فرماتا ہے

یعنی اس میں ارادہ کی صفت ہے، جب وہ ارادہ کرتا ہے تو چیز وجود میں آتی  
ہے اس کے ارادہ کے بغیر نہیں، وقرآن کریم میں ہے: "فَعَالٌ لِّمَآ یُرِیدُ"  
جو وہ چاہتا ہے اسکو کرنے والا ہے۔ اس کائنات کا حسن و جمال بلا ارادہ کیسے  
ہو سکتا ہے، ہر چیز میں اَن گزشت حکمتیں خدا کے ارادہ سے ہی ہیں،

اللہ علم والا ہے

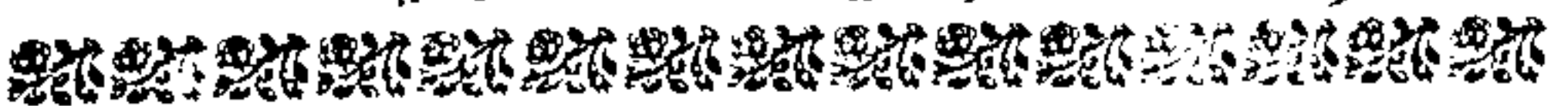
یعنی اسکو ہر چیز کی خبر ہمیشہ سے ہے، جو ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا،  
ان سب کا علم اس کو ہمیشہ سے حاصل ہے، اگر کسی کے دل میں کوئی دوسو سو بھی پیدا  
ہو تو وہ اس کے علم میں ہے، وقرآن کریم میں ہے: "وَنَعْلَمُ مَا تُسْوِسُ بِهٖ  
نَفْسُکَ" اور تم جانتے ہیں کہ اُسکا نفس اس میں کیا دوسو سو پیدا کرتا ہے۔

اگر وہ ہمارے حالات کو نہ جاننے والا ہوتا تو ہماری حاجت دوائی کیونکر کرتا،  
اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَيْءٍ عَلِیْمٌ۔ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔  
یہ عقیدہ غلط ہے کہ اللہ کو بندہ کے کام کر لینے کے بعد علم ہوتا ہے،

وہ سننے والا ہے

وہ ہر ایک کی سنتا ہے ہمہ وقت سنتا ہے، ساتویں زمین میں ایک

۱۔ الفرقان آیت ۲۰ ۲۔ البروج آیت ۱۶ ۳۔ ق آیت ۱۴







چیونٹی بھی بولے تو وہ سُن لیتا ہے، دل کی دھڑکنوں کو اور نبض کی حرکتوں کو سنتا ہے، وہ آہستہ اور بلند آوازیں دونوں یکساں سنتا ہے، قرآنِ کریم میں ہے، **وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ** : اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے، وہ دیکھنے والا ہے

وہ اُجالے، اندھیرے، ظاہر اور باطن سب کو ملاحظہ فرماتا ہے، قرآنِ کریم میں ہے، **اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ** = اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے، اللہ بولنے والا ہے

وہ جو حکم چاہتا ہے دیتا ہے، جس چیز سے چاہتا ہے منع کرتا ہے، وہ اپنے نبیوں سے ہم کلام ہوا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے۔ **وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰی تَكْلِیْمًا** اور اللہ نے موسیٰ سے خصوصی کلام کیا: اسی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام سے اللہ نے مختلف طریقوں سے کلام کیا۔ اب وحی منقطع ہے۔ وہ پیدا کرنے والا ہے

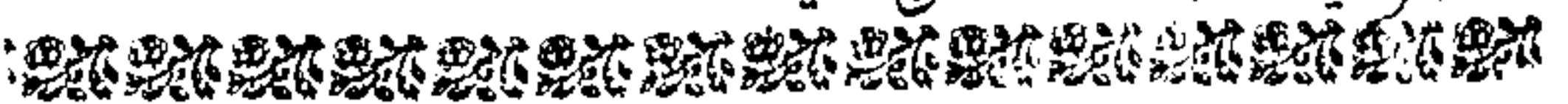
مارنا، جلانا، رزق دینا نہ دینا، اور دوسرے کام اسی صفت کے ماتحت آجاتے ہیں،

نوٹ ۱۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ صفات جو اللہ میں پائی جاتی ہیں ہماری صفات سے اور ان کی حقیقت سے سراسر مختلف ہیں، اس کا سننا ہمارے سننے سے اس کا دیکھنا ہمارے دیکھنے سے بالکل مختلف ہے، یہی حال دوسری صفات کا ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں

جس طرح اللہ اچھی صفات سے متصف ہے اسی طرح وہ بُری صفات سے

۱۔ البقرہ۔ آیت ۲۲۲ ۲۔ الحج۔ آیت ۷۶



پاک بھی ہے، اللہ کسی کا محتاج نہیں سب اُسی کی طرف محتاج ہیں، قرآن کریم میں ہے، **يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ**۔ اے لوگو! تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز، تعریف کیا ہوا ہے۔

## وہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے

اللہ کا جسم نہیں، اس کی شکل و صورت نہیں، اس کا نہ کوئی رنگ ہے نہ بو، یعنی جسم اور اس کے تقاضوں سے پاک ہے، یہ سب مخلوق کی صفات ہیں بعض جاہل کہتے ہیں ”خدا پیر یا رسول کی شکل میں ہے“ یہ سخت گمراہی ہے ایسا نہیں کہنا چاہئے، وہ کھانے پینے، سونے اونگھنے سے پاک ہے، ہم اسکو دنیا کی کسی چیز کے مشابہ بھی قرار نہیں دے سکتے ہیں، **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ**، اسکی مثل کوئی چیز نہیں، اگر قرآن و حدیث میں اللہ کے لئے کوئی لفظ اس قسم کا آیا ہے جس سے ظاہر ہو کہ اس کا جسم ہے تو علماء کے نزدیک اس کے ظاہری

قرآن میں اللہ نے، چہرہ، ہاتھ، نفس اور آنکھ کا جو ذکر کیا ہے یہ سب اس کی صفات ہیں یہ نہ کہا جائے کہ ید سے مراد قدرت یا نعمت ہے، کیونکہ اس طرح صفت کا باطل کرنا لازم آتا ہے اور یہ قدریہ اور معتزلہ کا قول ہے، ید تو صفت بلا کیف ہے۔	فقہ اکبر میں ہے، فما ذکر اللہ فی القرآن من ذکر الوجه والید والنفس والعین فهو له صفات ولا يقال ان یدہ قدر تاما ونعمته لان فیہ ابطال الصفة وهو قول اهل القدر والاعتزال ولكن یدہ صفة بلا کیف انتہی (فقہ اکبر)
--	--

امام مالک، احمد، شافعی اور جمہور محدثین کا یہی مسلک ہے۔ منہ ۱۲

معنی مراد نہیں، مثلاً یُدُّ اللہ، اللہ کا ہاتھ، اب اس سے ہاتھ مراد نہیں —  
اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ متشابہات ہیں یعنی ان کے حقیقی معنی  
اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں لہذا لازم ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں و حقیقت  
کو اللہ کے سپرد کریں۔

### اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں

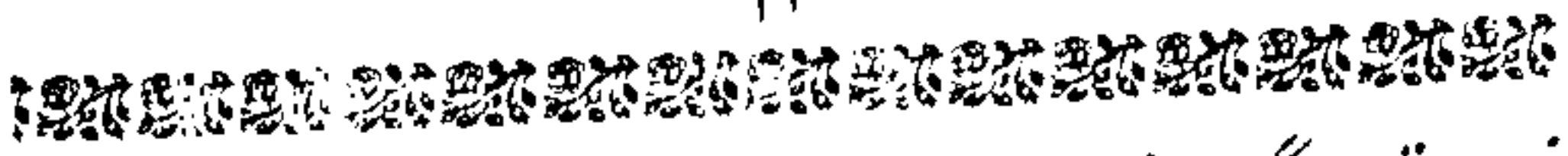
کسی مکان یا جگہ میں وہ چیز ہوتی ہے جس کا جسم ہو جب وہ جسم سے پاک ہے  
تو مکان سے بھی پاک ہے، یعنی وہ کسی ایک جگہ میں مقید نہیں، اس کے باوجود  
اس کی تجلیات سے ہر گوشہ معمور ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اور  
وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو، تمام کائنات اُس کے سامنے ایک ذرہ  
سے بھی کم ہے تو اس میں وہ کیوں کر سما سکتا ہے؟  
اس کے لئے کوئی زمانہ نہیں

جب زمانہ نہیں تھا تو بھی وہ تھا اور جب زمانہ نہ ہو گا تب بھی وہ رہے گا،  
وہ زمانہ کی طرف محتاج نہیں،  
وہ حلول سے پاک ہے

حلول سے مراد کسی چیز کا دوسری چیز میں داخل ہو جانا ہے، اللہ کسی چیز  
میں حلول نہیں کرتا، کسی بت، انسان، جن، فرشتے، درخت، پتھر یا جانور  
وغیرہ میں وہ حلول نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حلول کرتا ہے، بعض لوگ  
کہتے ہیں کہ اللہ کا دلی اللہ میں اس طرح گم ہو جاتا ہے جیسے برف پانی میں یا قطرہ  
دریا میں، یا یہ کہ اولیاء اللہ اور اللہ ایک ہی ہیں، صاف کافرانہ باتیں ہیں (معاذ اللہ)







بعض ناواقف لوگ جو نماز روزہ بھی صحیح معنی میں ادا نہیں کر سکتے، فنان فی اللہ اور بقار باللہ کی باتیں کر کے گمراہ ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اللہ کے صریح احکام ماننے کی کوشش کرے فرائض سنن و نوافل ادا کرے جب ان مقامات سے بخیریت گذر جائے اور شرعی ممنوعات سے مستقل بچتا رہے تو اصطلاحات صوفیہ کے معانی سمجھنے سمجھانے کی ضرورت نہ۔۔۔۔۔ رہیگی بلکہ خود ہی منکشف ہو جائیں گے۔

### اس کی ذات لافانی اور غیر متغیر ہے

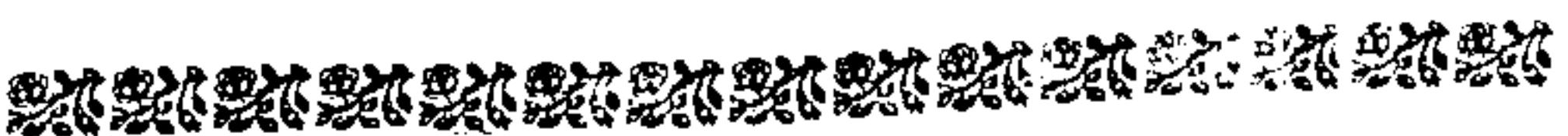
اس کی ذات ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگی، ایسے فنا نہیں، اگر فانی ہوتا تو خدا کیوں ہوتا؟ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے، نہ وہ بچہ تھا نہ جوان ہے اور نہ بوڑھا ہوگا، صحت و مرض سے بالاتر ہے، 'کُلُّ شَيْءٍ إِلَّا وَجْهَهُ' اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

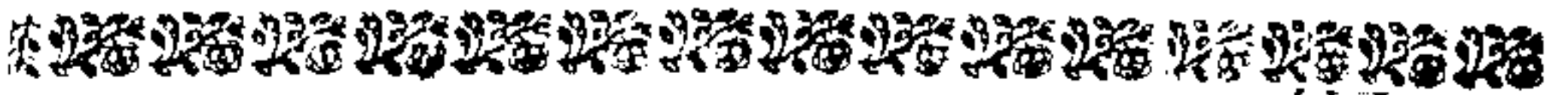
### نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ اس کی اولاد ہے

اللہ کسی کی اولاد نہیں اور اس کی اولاد نہیں، اگر ایسا ہوتا تو باپ بیٹوں میں مشابہت اور محابست ہوتی ہے، اللہ اور اس کے باپ اور بیٹوں میں بھی صورت ہوتی جو اس کی ذات کے لئے ممکن نہیں، عیسائی اسی لئے کافر ہوئے کہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا،۔۔۔۔۔ اُس کی بیوی بھی نہیں، وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ = نہ تو اُس نے جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔

۱۔ عنکبوت - آیت ۸۸





اس پر کوئی چیز لازم نہیں

اللہ کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں، اس کی مرضی ہے جو چاہے کرے، اس پر کوئی چیز لازم نہیں۔

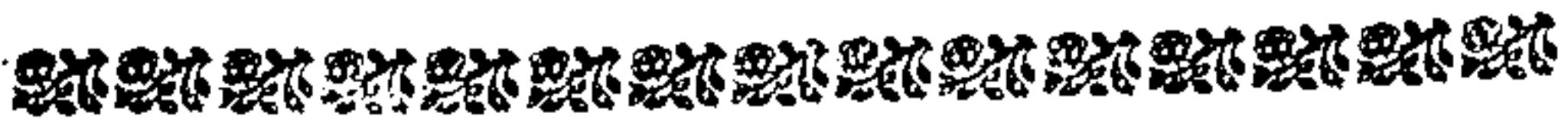
اس کے حکم کو کوئی نہیں ٹال سکتا

اس کا فیصلہ قطعی ہے جسے نہ کوئی رد کرنے والا ہے اور نہ روکنے والا، دُعا سے اللہ کا حکم ٹالا نہیں جاتا ہے بلکہ دعا کرنا بھی اللہ کے حکم ہی کی تعمیل ہے، اسی کا فرمان ہے۔ "ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ" تم مجھ سے دُعا کر دین تمہاری دعا قبول کروں گا۔

کوئی ولی یا رسول یا فرشتہ بھی اللہ کے حکم کو ٹال نہیں سکتا، ایسا کہنا یا سوچنا ان بزرگوں کی توہین ہے، یہ تو سب کے زائد اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں، تو یہ کیسی طاعت کہ آقا کے احکام کو ٹالیں یا اسکی مصلحتوں میں دخل اندازی کریں، یہاں اللہ کا اُپنرٹرا فضل ہے جب یہ دعائیں یا التجائیں کرتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے قبول فرماتا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ خدا کا یہ تصور تو ذہن سے بالاتر ہے ہم اس کو سوچ بھی نہیں سکتے، تو یہ درست ہے، اگر خدا ہمارے ذہنوں میں آجاتا تو وہ خدا نہ ہوتا اور نہ اسکی ذات و صفات بتانے کیلئے اس کے نبی اور رسول آتے، بلکہ ہر شخص خدا کا ایک تصور اپنے ذہن میں قائم کر لیتا، خدا تو ہماری عقل و خرد کا خالق ہے، وہ ہماری عقل میں کیونکر سما سکتا ہے، اگر وہ عقل میں سما جائے تو وہ عقل کو پیدا کرنے والا خدا نہ ہوگا بلکہ عقل کا پیدا کیا ہوا خدا ہوگا، بلاشبہ وہ عقل و خرد اور ہوش و حواس کی گرفت سے بالاتر ہے۔



۱۔ المؤمن - آیت - ۶۰



## خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا

ہماری آنکھیں عادتاً صرف انہی چیزوں کو دیکھتی ہیں جو رنگ والی ہوں، مگر خدا کوئی رنگین شے نہیں، اسلئے ہماری آنکھیں اس کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ قرآن میں ہے، لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ آنکھیں اس کو نہیں دیکھتی ہیں وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہ لطیف و خبردار ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر دیدارِ الہی کا مطالبہ کیا تھا، مگر اللہ نے فرمادیا، اے موسیٰ تم مجھ کو نہ دیکھ سکو گے، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی تجلی طور پر ڈالی تو طور سرمہ ہو گیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے، دنیاوی زندگی میں سر کی آنکھوں سے اللہ کا دیدار صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ہوا اللہ نے آپ کی نگاہ میں یہ قوت رکھی تھی کہ وہ خدا کا دیدار کر سکے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے کہ آپ نے اللہ کا دیدار اس طرح کیا: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ = نگاہ نہ ٹوٹی نہ مٹی ہوئی اور نہ اُس نے سرکشی کی۔

مومنین جنت میں اللہ کا دیدار اس طرح کریں گے جیسے چودھویں کی رات کو چاند دیکھتے ہیں، اور سب سے بڑی نعمت دیدارِ الہی کی ہوگی، جو جتنا صالح ہوگا اس کو اتنا ہی زائد دیدار نصیب ہوگا، یہ دیدار اس لئے ممکن ہوگا کہ وہاں آنکھوں میں اتنی قوت عطا کر دی جائیگی کہ وہ دیدارِ الہی کی مستحکم ہو سکیں۔

## اللہ کے نام

اللہ تعالیٰ کو انھیں ناموں سے یاد کرنا چاہئے جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں،

لہ الانعام۔ آیت = ۱۴۲ لہ النجم۔ آیت = ۱۸ لہ النور۔ آیت = ۱۸ لہ البقرہ۔ آیت = ۱۷۰ لہ البقرہ۔ آیت = ۱۷۰ لہ البقرہ۔ آیت = ۱۷۰





یا جو ان ناموں کا صحیح ترجمہ ہو مثلاً لفظ "خدا" یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام میں اللہ کو جن ناموں سے پکارا جاتا ہے ان سے احتراز کیا جانا چاہیے کیونکہ وہ نام اللہ کی بعض ایسی صفات پر دلالت کرتے ہیں جو اہل اسلام کے نزدیک اللہ کے لئے ثابت نہیں مثلاً یہود کہتے ہیں "یہوواہ" ایرانی کہتے ہیں "ایزد" ہندو، نارائن، بھگوان، پرشور وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں، یوں تو اللہ تعالیٰ کے بہت نام ہیں، مگر احادیث صحیحہ میں ننانوے (۹۹) نام آئے ہیں جو اللہ کی مختلف صفات پر دلالت کرتے ہیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ اللّٰهُ	الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	الرَّحْمٰنُ
الرَّحِیْمُ	الْمَلِکُ	السَّلَامُ
الْمُرُّ مِنْ	الْمُحِیْمُنْ	الْجَبَّارُ
الْمُتَّکَبِّرُ	الْخَالِیْقُ	الْمُصَوِّرُ
الْغَفَّارُ	الْقَهَّارُ	الرَّزَّاقُ
الْفَتَّاحُ	الْعَلِیْمُ	الْبَاسِطُ
الْخَافِضُ	الرَّافِعُ	الْمُذِلُّ
السَّمِیْعُ	الْبَصِیْرُ	الْعَدْلُ
اللطیفُ	الْخَبِیْرُ	الْعَظِیْمُ
الْغَفُوْرُ	الشَّکُوْرُ	الْکَبِیْرُ
الْحَفِیْظُ	الْمُقِیْتُ	الْجَلِیْلُ
الْکَرِیْمُ	الرَّقِیْبُ	الْوَاسِعُ
الْحَکِیْمُ	الْوَدُوْدُ	الْبَاعِثُ
الشَّهِیْدُ	الْحَقُّ	الْقَوِیُّ



الْمُتَيْنِ	الْوَلِيِّ	الْحَمِيدُ	الْمُحْصِي
الْمُبْدِي	الْمُعِيدُ	الْمُحْيِي	الْمُمِيتُ
الْحَيُّ	الْقَيُّومُ	الْوَاحِدُ	الْمَاجِدُ
الْوَاحِدُ	الْأَحَدُ	الصَّمَدُ	الْقَادِرُ
الْمُقْتَدِرُ	الْمُقَدِّمُ	الْمُؤَخِّرُ	الْأَقَلُّ
الْأَخِرُ	الظَّاهِرُ	الْبَاطِنُ	الْوَالِي
الْمُتَعَالِ	السَّابِقُ	الَّتَّوَابُ	الْمُنْتَقِمُ
الْعَفُو	الرَّؤُوفُ	مَالِكُ الْمُلْكِ	ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
الْمُقْسِطُ	الْحَبَامِعُ	الْغَنِيُّ	الْمَانِعُ
الضَّآئِرُ	الْبَاقِعُ	النُّورُ	الْهَادِي
الْبَدِيعُ	النَّبَاقِي	الْوَارِثُ	الرَّشِيدُ
الصَّبُورُ	= حَلَّ حَلَالُهُ وَ عَمَّ نَوَالُهُ		

ان ناموں کے پڑھنے | حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں، جو انہیں  
کی فضیلت | پڑھے گا جنت میں داخل ہوگا۔

## نبی یا رسول

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کی مرضی کے کام کرے اور جن کاموں  
سے اللہ ناخوش ہے ان سے بچے، لیکن ہر شخص کو اللہ کی پسند و ناپسند کا علم کیسے ہو؟  
اللہ نے ہماری اس مشکل کو اس طرح حل کیا کہ اس نے ہماری طرف اپنے نبی اور  
رسول بھیجے۔

۱۹۹۰ء

نبی اس کے معنی ہیں خبر رکھنے والا یا خبر دینے والا، ہر حال اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی خبریں رکھتا ہے اور ان ہی خبروں کو دوسروں تک پہنچاتا ہے، نبی کو کوئی نئی کتاب یا نئی شریعت دیکر نہیں بھیجا جاتا ہے بلکہ وہ پہلے رسول کی شریعت ہی کی تسلیغ کرتا ہے۔

رسول رسول کے معنی ہیں، پیغام پہنچانے والا، رسول نئی شریعت اور نئی کتاب لیکر آتا ہے، ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے جبکہ ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔

## سچے نبی کی دلیل

اب تو کسی مدعی نبوت سے دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا ہے کہ محمد ﷺ میرے آخری نبی ہیں، لہذا اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ قرآن کا منکر ہوگا اور کافر ہو جائے گا اور جو اس کو مانے گا وہ بھی۔ قرآن کریم میں ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ، محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، اور لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، لیکن جو انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تو ان کو اللہ نے معجزہ عطا فرمایا، معجزہ مختلف قسموں کا ہوتا ہے۔

## معجزہ

معجزہ عربی زبان میں عاجز کر دینے والی چیز کو کہتے ہیں، جب لوگ نبی کا انکار کرتے تو نبی کوئی ایسا کام کر کے دکھاتا جس سے اس کے زمانہ کے لوگ عاجز ہو جاتے تھے اور کسی طرح بھی اس جیسا کام کرنے پر قادر نہیں ہوتے تھے، اس

۱۔ الاحزاب - آیت - ۵۰



پتہ چل جانا کہ یہ شخص خاص اللہ کا بھیجا ہوا ہے جبھی تو اللہ نے اس کے ہاتھ پر ایسی چیز ظاہر کی ہے جس سے ہم عاجز ہیں، مثلاً صالح علیہ السلام نے دعا کی تو پہاڑ سے ایک ادنیٰ نکل آئی، جو ایک دن میں بستی کا تمام پانی پی جاتی تھی، اور انا دودھ دیتی تھی کہ تمام بستی والے اس سے شکم سیر ہو جاتے تھے، اور موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر لاٹھی ماری تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے اور ہمارے حضور ﷺ کو اللہ نے دوسرے معجزات کے ساتھ ہی قرآن بھی عطا فرمایا کہ اس جیسی کتاب تو کیا اس کی ایک چھوٹی سوت جیسی سوت بھی آج تک کوئی نہ بنا سکا، جن لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے انکے ہاتھ پر کوئی کام حیرت انگیز صادر ہی نہیں ہوا ورنہ اللہ کی مخلوق مغالطہ میں پڑ جاتی، بلکہ ثبوت کے جھوٹے دعوے دار ہمیشہ ذلیل و خوار ہو جاتے۔

## مقام نبوت

(ہر نبی چھوٹے بڑے گناہ سے پاک تھا)

ہر نبی تصدراً صغیرہ و کبیرہ گناہ سے پاک تھا، نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی، ہاں صغیرہ گناہ سہواً نبوت کے بعد صادر ہونا ممکن ہے بشرطیکہ

وتجاوز الصغائر سہواً بالاتفاق، هذا مذهب اکثر الاشاعرة و اکثر المعتزلات،  
كذا في شرح المواقف وبعض المشائخ على المنع فدعوى الاتفاق محل النظر وقال القاضي  
عباس ذهب طائفة من محققى الفقهاء والمتكلمين الى العصمة عن الصغائر  
كالعصمة من الكبائر للاختلاف فى الصغائر واشكال تمايزها عن الكبائر ولا  
المعلوم من السلف الاقتداء بكل ما صدر عن النبى صلى الله عليه وسلم والاحتجاج به -  
(نبراس ص ۲۵)

وہ گناہ صغیرہ حست پر دلالت نہ کر رہا ہو، لیکن محققین فقہاء و متکلمین کے نزدیک نبی سے گناہ صغیرہ بھی سرزد نہیں ہوتا، کیونکہ گناہ صغیرہ کی تعریف میں خود اختلاف ہے، کسے صغیرہ کہیں اور کسے کبیرہ، پھر بزرگوں سے یہی منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو کچھ بھی کیا انھوں نے اس کی تقلید کی اور اس کی پیروی کی، انبیاء کی عصمت اہل حق کے نزدیک قرآن، حدیث اور اجماع امت سے بھی ثابت ہے اور دلائل عقلیہ سے بھی، یہاں صرف ایک دلیل پیش کی جاتی ہے جو شرعی بھی اور عقلی بھی قرآن میں ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْهُ ۖ  
اور خدا کا رسول تم کو جو کچھ بھی دے وہ لو اور جس سے بھی روکے اُس سے تم رُک جاؤ۔

اس میں رسول کی اتباع کا ہر کام میں حکم دیا ہے، اب رسول معصیت اور گناہ کا کام کرتا تو اس میں بھی اتباع لازم ہوتی اور یہ سراسر غلط ہے۔

۲۔ جو چیزیں اللہ نے نبی کو تبلیغ کے لئے دی ہیں، ان میں نبی سے سہرو و نسیان بھی ممکن نہیں۔

۳۔ خدا کے نبی ایسے ہر مرض سے پاک تھے جس سے لوگ نفرت کھاتے ہیں، البتہ بخار درد سرد وغیرہ میں مبتلا ہوئے،

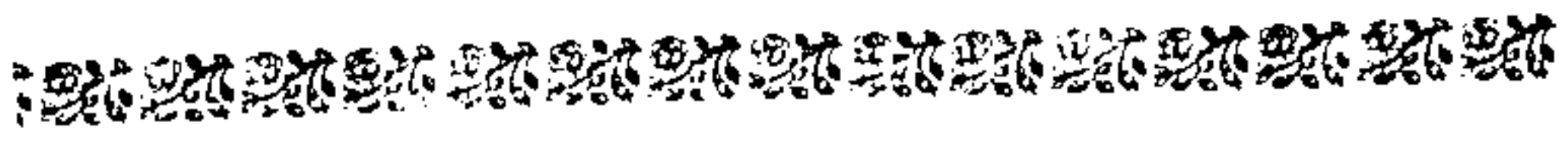
۴۔ اللہ نے اپنے تمام نبیوں کو ایسی چیزوں کا علم عطا فرمایا جو دوسرے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہیں وہ ان کو نہ تو اپنے حواس سے معلوم کر سکتے ہیں اور نہ عقل سے، اللہ نے اپنے نبی کو یہ چیزیں بذریعہ وحی بتائیں، قرآن میں ہے:-

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ أَرَدْتَنِي مَن رَّسُولٍ =  
وہ (اللہ) غیب کا جاننے والا ہے، تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا ہے مگر اس کو کہ جس کو پسند کرے یعنی رسول،

چنانچہ احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سے

۱۔ سورۃ المؤمن ۱۱۱ سورۃ الحج

۲۔ سورۃ المؤمن ۱۱۱ سورۃ الحج



کائنات پیدا ہوئی ہے اور جب تک رہیگی بلکہ اس کے بعد کے واقعات بھی لوگوں کو بتائے، اسی کو علم غیب کہتے ہیں۔

۵۔ نبی کی تعظیم فرض ہے اور اس کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔

۶۔ تمام نبیوں پر جو ہمارے حضور ﷺ سے پہلے آچکے ہیں ایمان لانا فرض ہے، خواہ ہم ان کے نام جانتے ہوں یا نہ، بعض روایات میں انکی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے، کم و بیش بھی ہو سکتے ہیں۔

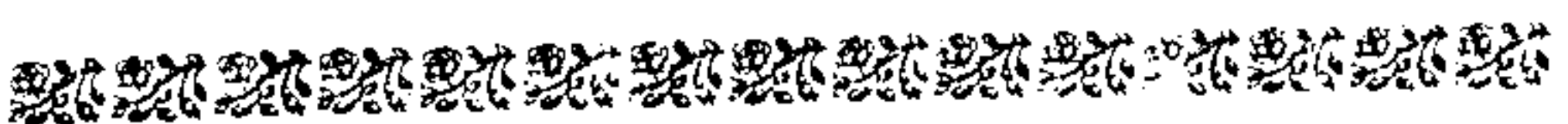
۷۔ قرآن میں مندرجہ ذیل نبیوں کا ذکر ہے:-

(۱) آدم (۲) نوح (۳) ابراہیم (۴) اسماعیل (۵) اسحاق (۶) یعقوب (۷) یوسف (۸) موسیٰ (۹) ہارون (۱۰) شعیب (۱۱) لوط (۱۲) ہود (۱۳) داؤد (۱۴) سلیمان (۱۵) الیاس (۱۶) الیسع (۱۷) یحییٰ (۱۸) عیسیٰ (۱۹) یونس (۲۰) ادریس (۲۱) ذوالکفل (۲۲) صالح (۲۳) ایوب علیہم الصلوٰۃ والسلام (۲۴) حضرت خاتم النبیین محمد ﷺ

۸۔ سب نبیوں میں افضل حضرت خاتم النبیین ﷺ ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام، پھر عیسیٰ علیہ السلام، پھر نوح علیہ السلام یہ سب الوالعزم رسول ہوئے۔ یہ حضرات خدا کی تمام مخلوق سے افضل ہیں،

۹۔ تمام نبی خدا کے یہاں بھی باعزت ہیں، اور ان کو خدا کی بارگاہ میں چورہ چار کی مثل قرار دینا کلمہ کفر ہے۔

۱۰۔ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، اور ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے۔







## ختم نبوت

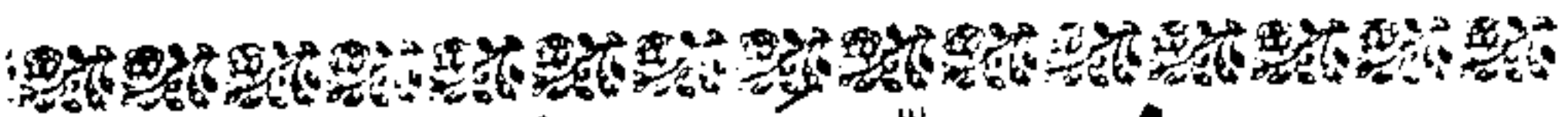
ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا میں جو کمال بھی ہے اسکی کوئی نہ کوئی انتہا ضرور ہے، نبوت بھی ایک کمال ہے، اس کا سلسلہ کہیں نہ کہیں ضرور ختم ہونا تھا، چنانچہ وہ ہمارے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام سے انسانیت کا آغاز فرمایا اور انہی سے نبوت کا آغاز کیا، ہر نبی کو اللہ نے تھوڑی تھوڑی ہدایات دیکر دنیا میں بھیجا، تاکہ لوگ آہستہ آہستہ ان کمالات کو حاصل کر لیں جو انسانیت کیلئے مقدر کئے گئے ہیں۔ ہر بعد والا رسول پہلے رسول سے کچھ نہ کچھ زائد لیکر آیا۔ یہاں تک کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لائے، آپ پر ۲۳ سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ احکام کو نازل کیا گیا، اور جب یہ احکام مکمل ہوئے تو ارشاد فرمایا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا	آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین منتخب کر کے میں راضی ہوا۔
--	--

جب دین مکمل ہو گیا اور اللہ کی نعمت پوری ہو گئی تو اب کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اب تو صرف اسی نعمت کو زائد سے زائد لوگوں تک پہنچانا ہے، اس کے لئے علماء فقہار اور اولیا کافی ہیں۔ پھر دوسری جگہ صراحت سے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ	محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔
--	--

۱۷ سورۃ المائدہ  
۲۷ الاحزاب - آیت - ۴۰



## حضرت محمد ﷺ کا مقام

آپ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا مقام پہچان کر آپ کو مانا جائے۔ اس مختصر کتاب میں نہ تو آپ کی سیرت کا بیان مقصود ہے اور نہ ہی آپ کے اخلاق حمیدہ کی تفصیل، اس وقت ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ بحیثیت مسلمان آپ کے بارے میں ہم کیا عقیدہ رکھیں۔

**رَسُولُ اللّٰہ** | آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ پر وحی فرمائی اور جو کچھ آپ نے کیا اور کہا اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ ہی کے حکم سے فرمایا۔ قرآن میں ہے :-

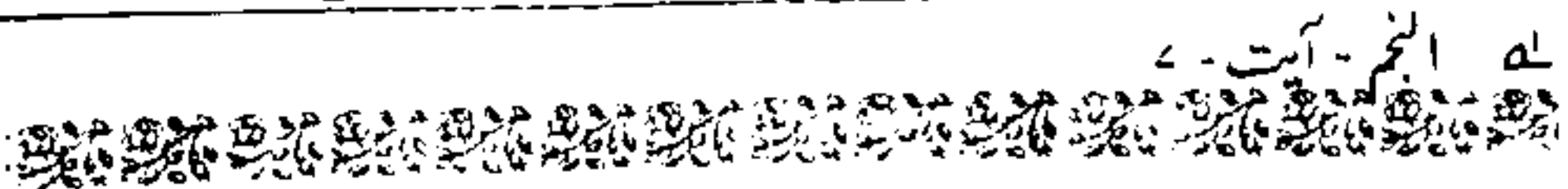
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُُّوحٰی  
اور وہ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو صرف وحی ہے جو انکی طرف آتی ہے۔

## مقامِ خاتم النبیین ﷺ

**عَبْدُ اللّٰہ** | آپ تمام کمالات کے باوجود اللہ کے بندے ہی تھے اس کے بیٹے، یا اُس کے شریک نہیں تھے، آپ میں اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت نہیں تھی۔ یعنی جس طرح وہ صفت اللہ کے لئے ثابت ہے۔

**اَفْضَلُ الرُّسُلِ** | آپ تمام رسولوں سے افضل ہیں، ہر کمال جو کسی نبی یا رسول کو دیا گیا تھا وہ آپ میں اکمل طریقہ پر موجود تھا

**رِسَالَتِہ** | آپ کی رسالت عرب و عجم اور پوری دنیا کے لئے قیامت تک جاری و ساری ہے، قرآن میں ہے :-



تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ  
عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ  
نَذِيرًا  
یا برکت ہے وہ خدا جس نے اپنے بند  
(محمد ﷺ) پر قرآن نازل کیا  
تاکہ وہ تمام جہانوں کو اسکا ڈر سنائیں۔

- (۱) آپ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔
- (۲) آپ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں
- (۳) آپ اللہ کے حبیب ہیں۔
- (۴) اللہ نے آپ کو معراج کرائی اور اپنا دیدار عطا کیا۔
- (۵) آپ نے اللہ کا کلام بلا واسطہ سنا۔
- (۶) قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت آپ ہی کریں گے آپ کے بعد دوسرے کریں گے۔
- (۷) ان کے علاوہ بھی آپ کے بہت خصائص ہیں۔

## نبی کریم (ﷺ) کے حقوق اُمت پر

- (۱) آپ کی اطاعت ہر حال میں فرض ہے، اور آپ کے جو ارشادات ہیں مومن کو چاہیے انھیں اس طرح ماننے کہ دل میں تنگی تک پیدا نہ ہو، جب آپ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے تو حکم تھا کہ اگر آپ کسی کو پکاریں اور وہ نماز میں بھی ہو تو فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور اس آٹنائیں راستہ چلنے، اور آپ سے گفتگو کرنیکی وجہ سے اس کی نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا بلکہ جہاں سے نماز چھوڑ کر آیا تھا پھر وہیں سے شروع کر دے۔
- (۲) آپ کی محبت دل میں ہر چیز سے زائد ہونی چاہیے۔ اُس وقت تک ایمان

لے اللہ تعالیٰ - آیت - اے یہ محبت رسول ہی کافی کہ جنگِ بدر میں ابو عبیدہ نے اپنے کافر  
باپ کو قتل کر دیا۔ ابن ہشام۔

اللہ تعالیٰ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کامل نہ ہوگا جب تک کہ آپ کی محبت دنیا کی ہر محبت سے زیادہ نہ ہو ۱  
(۳) آپ کی تعظیم، اللہ کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہے، ہر وہ طریقہ جو تعظیم کا ممکن ہو وہ اختیار کیا جائے (سوائے عبادت کے) آپ کی تعظیم جس طرح آپ کی حیات ظاہری میں فرض تھی اب بھی فرض ہے، سورہ حجرات شریف میں اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کے آداب تعلیم کئے ہیں فرمایا،  
اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرنے رہو، یقیناً اللہ جاننے اور سننے والا ہے ۲

اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز پر بلند نہ کرو، اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے آواز بلند کلام کرتے ہو نبی سے آواز بلند کلام نہ کرو، ورنہ تمہارے اعمال رائیگاں چلے جائینگے اور تم کو پتہ بھی نہ چلیگا۔ وہ لوگ جو بارگاہ رسالت میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے چاہنچ لیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

وہ لوگ جو آپ کو حجر دوں کر پیچھے سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں اور اگر وہ اتنی دیر صبر کر لیتے کہ آپ از خود ہی تشریف لے آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ مغفرت کرنے والا ہر بان ہے۔

ان آیات کے علاوہ قرآن میں کئی آیات اور بھی ہیں جن سے مقام رسالت کی عظمت کا حال معلوم ہوتا ہے۔

(۴) جب آپ کا اسم گرامی لینا ہو یا سننے کا موقع ہو تو از حد عجز و انکساری کا مظاہرہ

۱۔ عبد اللہ نے آپ سے اجازت چاہی کہ اپنے باپ ابی کو قتل کر دیں، مگر آپ نے منع کر دیا۔ (اصابہ) مصعب بن عمیر نے اپنے سگے بھائی کو قتل کر دیا۔ نسیم الریاض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہرگز نہ چاہیے اور نام لیتے ہی یا سنتے ہی درود پاک پڑھنا واجب ہے۔

۵۔ آپ کے اہل بیت صحابہ اور تمام متعلقین سے محبت کرنی چاہیے۔

۶۔ آپ کی طرف جو چیز بھی منسوب ہو واجب التعظیم ہے۔ اگر خدا خواستہ نسبت

غلط ہے تو ہمیں بہر حال ثواب ملے گا۔ گناہ غلط نسبت کرنے والے کے سر ہوگا۔

۷۔ آپ کا ذکر پورے ادب و احترام سے ہو کہ صاف پتہ چل جائے کہ یہ کسی بادشاہ

شاعر، ادیب اور ہیرو کا نام نہیں یا جارہا ہے بلکہ اللہ کے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی ہے۔

۸۔ آپ کی تعظیم کی کوئی حد نہیں اگر کچھ ہے تو وہ ہے جو ایک شاعر نے ان اشعار

میں بیان کی ہے۔

دَعَا مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَىٰ فِيهِمْ نَبِيِّهِمْ

وَالْحُكْمُ بِعَاشِيَّتٍ مَّدْحَافِيهِ وَاحْتِكِمِ

جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہا وہ چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو تعریف چاہو سو کر د

وَالنُّسْبُ إِلَىٰ ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

وَالنُّسْبُ إِلَىٰ قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

اور آپ کی ذات سے جو عظمت و شرافت چاہو سو منسوب کر د۔

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ كَيْسَ لَكَ

حَدٌّ فَيُعْرَبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کی کوئی حد نہیں ہے جسے کوئی

بولنے والا منہ سے ادا کر سکے۔

۹۔ جو شخص آپ کے کسی قول و فعل کو نظر حقارت دیکھے وہ کافر ہے۔

۱۰ قصیدہ بردہ ابو صیری

ہرگز نہ چاہیے اور نام لیتے ہی یا سنتے ہی درود پاک پڑھنا واجب ہے۔

۱۰۔ آپ کے کسی قول و فعل پر تنقید کرنا بلکہ آپ کے لباس کھانے پینے وغیرہ پر بھی تنقید کرنا مومن کی شان نہیں۔

## فرشتوں کا ذکر

اللہ تعالیٰ کے پیغامات بندوں تک پہنچانے والے فرشتے ہی ہیں۔ عام طور پر اللہ اور بندے کا تعلق اسی نورانی مخلوق کے ذریعے سے قائم ہوتا ہے اس لئے ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

۱۔ فرشتوں میں مذکر و مؤنث نہیں۔

۲۔ فرشتے نورانی مخلوق ہیں۔ اللہ کے حکم سے جو شکل چاہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام عام طور پر ایک صحابی وحیہ کلی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آیا کرتے تھے۔

۳۔ فرشتوں کی کل تعداد نہیں بتائی گئی ہے بلکہ قرآن میں ہے،

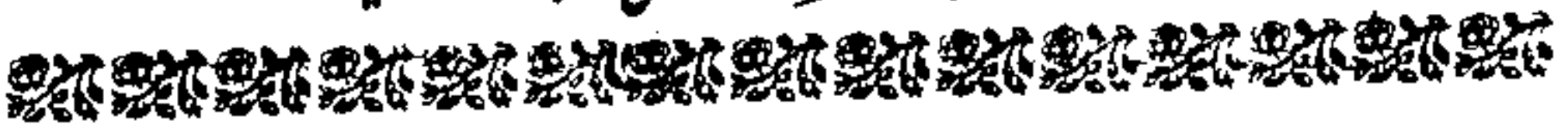
وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

اور تیرے رب کے لشکر کو وہی (اللہ) جانتا ہے۔

لشکر سے مراد فرشتے ہیں۔

۴۔ فرشتوں کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے۔ بعض لوگ اپنے دشمن کو دیکھ کر کہتے ہیں ”لویہ عزرائیل آگیا“ یہ سخت گستاخانہ جملہ ہے۔

۵۔ فرشتوں کا صریح انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ کوئی مخلوق نہیں بلکہ بھلائی کی قوت سے کنایہ ہے، کفر یہ باتیں ہیں۔ فرشتے حقیقی وجود رکھتے ہیں۔





Decorative floral border

ملکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح مادی بت پاش پاش کئے اسی طرح غیر مادی چیزوں کے معبود ہونے کی یا الوہیت میں شریک ہونے کی نفی کر دی اور صاف صاف بتا دیا کہ فرشتے خدا کی مخلوق ہیں۔ اس کے تابع فرمان ہیں، بلکہ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں اور یہ حکم الہی کو بجالائے تو یہ کس قدر نادانی ہے کہ وہ مخلوق جو انسان کے لئے جھکی اس کو انسان لائق پرستش سمجھے۔ فرشتوں کی مذکورہ صفات بتا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کی جڑ کاٹ دی۔

## عالم برزخ

برزخ کے معنی ہیں درمیانی چیز۔ مسلمانوں کے نزدیک دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ اس عالم میں اچھے لوگوں پر انعام الہی ہوتا ہے اور بُرے لوگوں پر عذاب الہی ہوتا ہے۔ اس کا نام تو قرآن میں مذکور نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ حساب کتاب سے قبل بھی لوگوں کو مرنے کے بعد راحت درج ہو جاتا ہے، اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا کیوں کہ یہ تو مناسب نہ تھا کہ ہر شخص کا حساب مختلف زمانوں میں ہو۔ کسی کا پہلی صدی میں کسی کا دوسری میں اور کسی کا تیسری میں دلیٰ ہذا القیاس یہ چیز خدا کی بڑی عدالت کے شایانِ شان نہیں۔ شان تو یہی ہے کہ تمام مخلوق کا حساب و کتاب ایک ساتھ ہی ہو تو ہر ایک دوسرے کے نتائج سے باخبر ہو اور یہ بھی ممکن نہیں کہ نیکی اور بدی کرنے والے ایک مدتِ دراز تک اپنے نیک و بد اعمال کے نتائج سے محروم انتظارِ حشر میں

رہیں لہذا اللہ نے ایک درمیانی عالم پیدا فرمادیا اور اسی کا نام برزخ ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۚ

وہ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن دکھا جائے گا کہ آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔ اس آیت میں جس عذاب کا ذکر ہے وہ مرنے کے بعد قیامت سے پہلے کا عذاب ہے۔ اسی طرح راحت کا ذکر بھی قرآن میں ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَلَيْسَتُبْشِرُونَ بِاللَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ

اور وہ لوگ جو راہ خدا میں قتل کر دیئے گئے تم ہرگز ان کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور اللہ نے ان کو جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اس سے خوش ہیں، اور وہ ان لوگوں سے خوش ہوتے ہیں جو کہ ابھی تک ان سے نہیں ملے ہیں کہ ان پر نہ تو ڈر ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے

## قبر میں عذاب و ثواب

قبر سے مراد یہاں صرف وہ جگہ ہی نہیں جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا

۱۷ سورۃ المؤمن ۱۸ آل عمران ۱۷۱





<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

**مُنْكَرٌ وَنَکِیْرٌ**

فرمایا جب میت کو قبر میں دفناتے ہیں تو اس کے پاس سیاہ

رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں ایک منکر اور دوسرے نوکیر کہتے ہیں۔

وہ مردے سے دریافت کرتے ہیں ”تو ان کے بارے میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کیا کہتا تھا؟ وہ کہے گا، وہ تو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

تب وہ کہیں گے ہمیں تو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو یہی جواب دے گا۔ اس وقت آسمان کے

نہاۓ گی، میرے بندے نے سچ کہا اس کیلئے جنت کا پھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس

پہناؤ اور اس کیلئے جنت کی کھڑکی کھول دو۔ جنت کی خوشبو اس کی طرف آتی ہے

گی اور حدنگاہ تک اس کی تیر بڑھادی جائے گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو دہن کی

طرح سو جا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ پہلے بائیں طرف جہنم کی کھڑکی کھولی جائے گی جس سے

گرم ہوائیں اور سخت بدبوئیں آئیں گی، پھر اس کو بند کر دیا جائے گا اس کے بعد دائیں

طرف کی کھڑکی کو کھول کر کہا جائے گا کہ اگر تو ان سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب نہ دیتا تو

تیرے لیٹے وہ جہنم تھا اور اب یہ (جنت) ہے، اور یہ اس لئے کہا جائے گا تاکہ اسے

عذاب الہی سے نجات کی خوشی اور نعمت کی قدر معلوم ہو۔ اور کافر کیلئے پہلے جنت کی

کھڑکی کھولی جائے گی تاکہ اس کی خوشبو، ٹھنڈک اور نعمتوں کو دیکھے پھر اس کو بند کر دیا جائے

گا اور دوزخ کی کھڑکی کھول دی جائے گی تاکہ جنت نہ ملنے کی حسرت اور جہنم میں جانے

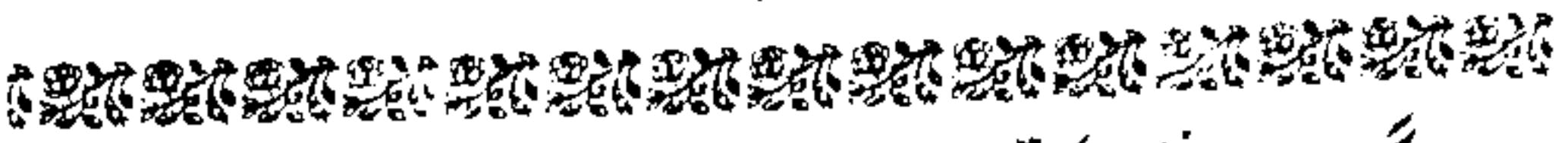
کی تکلیف دونوں ہوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز کی قبر میں تشریف لے جائینگے یا یہ کہ آپ کے اور مرے کے درمیان بڑا کٹھا

چیٹے جائیں گے اور ہر مردہ آپ کو اس طرح دیکھے گا جس طرح بیک وقت ہلوگ چاند کو دیکھتے ہیں کیونکہ اس عالم میں ان حجابات ہذا ضروری نہیں

زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ خود تشریف لائیں گے کیونکہ لفظ هذا کا وقار یہی ہے۔

!.....!



اگر مردہ منافق ہوگا تو ہر سوال کے جواب میں کہے گا ، ہا ہا ، ہا ہا لَا اَدْرِی  
کُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ یَقُولُوْنَ شَیْئًا قَوْلُ اَفْسُ اَفْسُ ! مجھے معلوم نہیں ، میں تو کچھ  
لوگوں کو کہتے سنا تھا وہی کہتا تھا ۔ اس وقت ایک ندا آئے گی یہ جھوٹا ہے ۔ اس کیلئے آگ کا  
بستر بچھاؤ اسے آگ ہی کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دو ، چنانچہ اس کی لپٹیں  
اور گرمی اس کو پہنچے گی ۔ اس کو عذاب دینے کیلئے دو فرشتے مقرر ہوں گے ۔ یہ نہ تو سنتے ہونگے  
اور نہ دیکھتے ہوں گے ، ان کے پاس لوہے کا ایسا گرنہ ہوگا اگر اس کو پہاڑ پر مار دیا جائے تو  
وہ مٹی ہو جائے ، اس شخص کو مسلسل اس گرنے سے مارا جائے گا ۔ سانپ اور بکھو علیحدہ اس کو  
تکلیف دیں گے ، اس کے برے کام پر ظاہری مشکلوں میں آکر اس کو ایذا دیتے رہیں گے ۔  
قبر ہر مردہ کو دباتی ہے اس کو ضعتہ قبر کہتے ہیں ۔ مسلمان کو اس طرح دباتی ہے  
جیسے ماں اپنے بچے کو محبت سے چٹالیتی ہے اور کافر ہے تو اس کو اس طرح دباؤ گی کہ ادھر کی لپٹیاں  
ادھر کی ادھر نکل آتی ہیں ۔

## روح کا مرنے کے بعد جسم سے تعلق

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی روح کا تعلق  
اس کے جسم سے یعنی جسم کے ذرات سے باقی رہتا  
ہے ، اس لئے مردہ قبر پر آنے والے کو پہچانتا

اور اس کی بات کو سنا ہے ۔ پھر مسلمان کی روح کہیں مقید نہیں ہوتی ہے بلکہ حسبِ منشاء  
آجا سکتی ہے ۔ حدیث میں ہے ۔

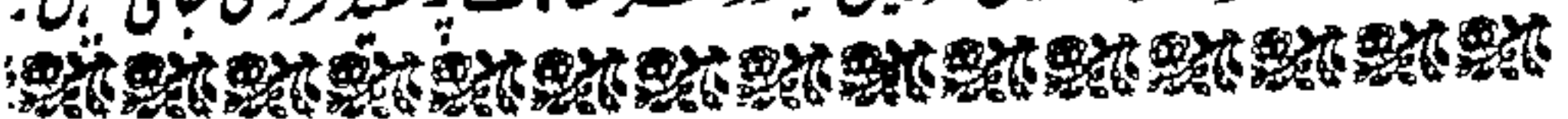
اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ مِنْ مَّيْخَلٍ سَرُبُهُ یَسْرَحُ حَيْثُ شَاءَ

جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے ۔ جہاں چاہے آئے جائے ۔

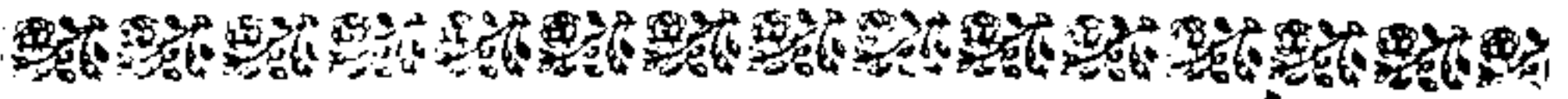
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ۔

”روح کیلئے دور و نزدیک سب یکساں ہے“

البتہ کافروں کی رو میں ”رجیم“ یا دوسرے مقامات پر مقید کر دی جاتی ہیں ۔







**قبر کا عذاب و ثواب** | جسم خواہ جل جائے، گل جائے یا سڑ جائے بہر حال اس کے اجزائے اصلیہ ضرور باقی رہتے ہیں اور موت کے بعد

روح انسانی۔۔۔۔۔ کا تعلق ایک خاص نوعیت سے ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کتنے ہی منتشر و متفرق کیوں نہ ہو۔ قبر میں جو تکلیف و راحت ہوگی وہ روح اور جسم دونوں کو ہوگی، ایک کو نہیں۔ اس لئے کہ نیک و بد کام کے وقت دونوں ہی شریک تھے، مردہ قبر میں ہو یا نہ ہو، کہیں ہو بہر حال اللہ اس سے پوری طرح واقف ہے اس لئے اس کو عذاب و ثواب دیں ملے گا۔

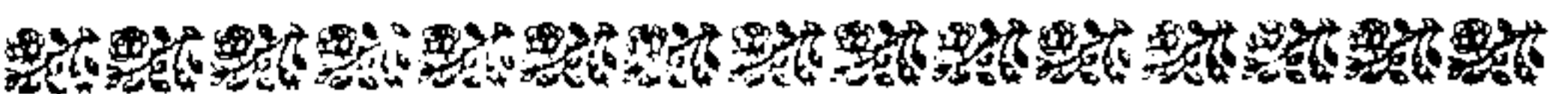
**انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں** | انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کے کھلنے

کو حرام قرار دیا ہے یہی حال شہدا کا ہے۔ اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے بدرجہا بلند ہے۔

**مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا** | مسلمان کیلئے یہ عقیدہ بھی رکھنا ضروری ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان

کے اجزائے اصلیہ میں روح کو واپس فرمادے گا، دنیا میں جو روح جس جسم میں تھی اسی جسم میں واپس کی جائے گی یہ نہیں کہ دوسرے جسم میں داخل کی جائے، کیوں کہ یہ بات عدل و عقل کے خلاف ہے کہ گناہ کوئی جسم کرے اور سزا کوئی اور بھگتے، اجزائے اصلیہ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ اجزاء ہیں جو انسان کے موٹے اور دبیلے ہونے کے وقت برقرار رہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

ثُمَّ أَنْتُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَبْعُثُونَ ﴿۱۶﴾ پھر تم بلاشبہ قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔



اُن بنی بن خاتم جو کہ فرمایا۔ ایک دن رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پرانی ٹہری اٹھا لایا اور کہنے لگا: بھلا اس کو کون دوبارہ زندہ کر سکتا ہے؟ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کہہ دیں۔

يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ اِسْ كُو وِ هِي زنده کرے

گا جس نے اسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔

سب سے پہلے ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبر شریف سے نکلیں گے۔ آپ کا ایک ہاتھ ابو جحیم کے کاندھے پر اور دوسرا عمرؓ کے کاندھے پر ہوگا۔

## علاماتِ قیامت

۱۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی بہت سی نشانیاں بیان فرمائی ہیں لیکن ان نشانیوں میں تین خصوصیات ہیں۔

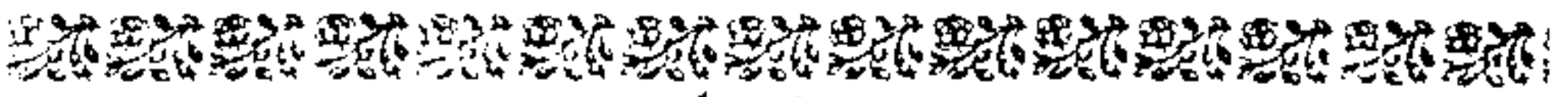
۱۔ مبہم ہیں۔ یعنی ان میں سے اکثر مختلف معانی اور مختلف توجیہات کا احتمال رکھتی ہیں اور غالباً یہ اس لئے ہوا کہ لوگ ہمہ وقت توبہ و استغفار میں مشغول رہیں اور قیامت کیلئے تیار رہیں۔

۲۔ ان نشانیوں میں تاریخ نہیں بتائی گئی ہے کہ فلاں نشانی کے ظہور کے کتنے دن یا کتنے گھنٹے بعد کیا ہوگا اور اگر کہیں دنوں کا ذکر بھی ہے تو وہ دن ان دنوں سے مختلف ہے لہذا قیامت کے وقت کا ٹھیک ٹھیک تعین ان نشانیوں سے ممکن نہیں۔ البتہ یہ فائدہ ضرور ہے کہ جب بھی مذکورہ علامات میں سے کوئی علامت ظاہر ہو جائے انسان کو توبہ و استغفار کرنی چاہیئے۔ قرآن میں ہے۔

۱۔ سورہ یس

۲۔ الصواعق المحرقة

Click For More Books



اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنُّشُقُ الْقَمَرُ لَه

قیامت قریب ہوگئی اور چاند شق ہو گیا ،

اب شق قمر کے واقعہ کو صدیاں گزر چکی ہیں مگر تا حال قیامت نہیں آئی کیوں کہ اللہ کے نزدیک قرب کی مقدار وہ نہیں ہے جو ہم سمجھتے ہیں۔ اسی طرح دوسری نشانیوں کا حال ہے کہ اگر ان میں کوئی ظاہر ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اب ہفتہ عشرہ میں ہی قیامت آنے والی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ۔

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ<sup>۱</sup> میں اور قیامت ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اپنی انگشت شہادت اور برابر والی انگلی ملا کر لوگوں کو دکھائی۔ لیکن چودہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک قیامت نہیں آئی اس کی وجہ وہی ہے جو میں نے عرض کی۔

## قیامت کا ذکر

قیامت کا ذکر مسنون ہے ، قرآن میں جا بجا قیامت کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قیامت کا ذکر فرماتے تو صحابہ رضی اللہ عنہ اتنا روتے کہ ان کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں اور خود صحابہ رضی اللہ عنہ آپس میں بیٹھ کر قیامت کا ذکر فرماتے تھے لیکن یہ کمال مسلمان ذکر قیامت سے بچتے ہیں کہ کہیں دل پر اثر ہو ہی نہ جائے۔

حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے قیامت کا ذکر کر رہے تھے ، اتنے میں رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ، آپ نے دریافت فرمایا ، کیا ذکر کر رہے ہو ہم نے عرض کی ، قیامت کا ذکر کر

۱۔ اقتربت - آیت - ۱۔





ہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئیگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔

۱۔ دھواں

۲۔ دجال

۳۔ دابہ

۴۔ آفتاب کا مغرب سے نکلنا۔

۵۔ عیسیٰ ابن مریم کا نازل ہونا ۶۔ یاجوج و ماجوج

۷۔ ایک خسف مشرق میں ۸۔ ایک خسف مغرب میں۔

۹۔ ایک خسف جزیرۃ العرب میں ۱۰۔ پھر سب سے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے

گی جو لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی، ایک روایت میں ہے کہ ایک آگ عدن کے گڑھے سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف لے جائیگی، اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ہوا چلے گی جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔ لہٰذا اب ہم ان نشانیوں کی قدسے تشریح کرتے ہیں

۱۔ دھواں طبعی نے کہا کہ اس دھوئیں کا ذکر سورہ دخان میں ہے۔

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ

جس دن آسمان واضح دھواں لائے گا

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس دھوئیں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا دھواں ہوگا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کو بھر دے گا۔ چالیس دن اور چالیس رات ہے گا۔ مومن پر اس دھوئیں سے زکام کی سی کیفیت طاری ہو جائے گی، اور کافروں پر مدہوشی طاری ہو جائے گی۔

یہ عین ممکن ہے کہ قرب قیامت میں کوئی ایسی کیس پھیل جائے جس سے یہ کیفیات پیدا ہوں۔ یا کسی بم سے یہ صورتحال پیدا ہو جائے،

**دجال** | دجال دجل سے بنا ہے۔ جس کے معنی ملانے اور دھوکہ دینے کے ہیں۔ یہ بھی حق کو

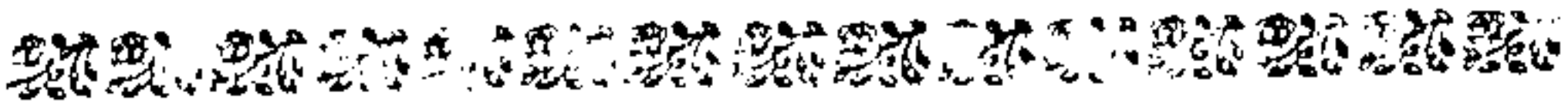
یہاں ایک خاص دجال کا ذکر ہے جس کی صفات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ احادیث میں تیس اور دجالوں کا ذکر ہے غرض کہ اس دجال معین کے علاوہ بہت دجال ہوئے اور ہوں گے اور ہر ایک نبوت کا مدعی ہوگا۔ بخاری ۱۰۵۵۔ مسلم شریف

باطل سملائے گا اور مکرو فریب کریگا اس لئے اس کو دجال کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بھی دیگر انبیاء علیہ السلام نے اپنی اپنی امتوں کو دجال کے فریب سے ڈرایا ہے۔ اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے البتہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے یہ یہودی النسل ہوگا۔ کانا ہوگا بندوں کے امتحان کیلئے اللہ اس کو بندوں پر مسلط کر دے گا۔ اس سے عجیب و غریب کمالات ظاہر ہوں گے۔ جنہیں دیکھ کر ان فتنہ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ ایک شخص سے کہے گا اگر میں قبرے مردوں کو زندہ کر دوں تو کیا تو مجھ پر ایمان لائے گا؟ وہ شخص کہے گا ہاں۔ یہ شیطانوں کو حکم دے گا وہ مردوں کی شکل اختیار کر کے حاضر ہو جائیں گے۔ جو اس پر ایمان لائے گا عیش عشرت کی زندگی گزاریے گا اور جو اس سے کفر کرے گا وہ شدید قحط میں مبتلا ہو جائے گا۔

نواس بن سمان کی طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ عبدالعزیٰ بن قطن کا ہمشکل ہوگا یہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ خزاعہ کا ایک بادشاہ تھا اگر تم میں سے کوئی اس کو پالے تو اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے کہ یہ اس کو فتنہ سے پناہ دینے والی ہیں۔ یہ شام و عراق کے درمیان ریگستانی علاقہ سے نکلے گا، وہ دائیں بائیں بڑی تیزی سے فساد پھیلائے گا۔ تم اس زمانہ میں ثابت قدم رہنا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ زمین پر کتنی مدت رہے گا؟ آپ نے فرمایا چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ ایک دن ایک ماہ کی طرح ہوگا ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا، اور باقی دن عام ایام کی طرح ہوں گے۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور ان کو اپنے آپ کا دعوت دے گا تو وہ ایمان لے آئیں گے پھر وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسا دے گا۔ پھر وہ زمین کو سبزہ اگانے کا حکم دے گا تو سبزہ اگا دے گی۔ ان کے جانور موٹے تازے ہو جائیں گے اور خوب دودھ دیں گے پھر ایک قوم کے پاس آکر اسے ایمان کی دعوت دے گا، لیکن وہ انکار کرے گی۔ یہ قوم قحط میں

بخاری و ترمذی و مشکوٰۃ ص ۴۵





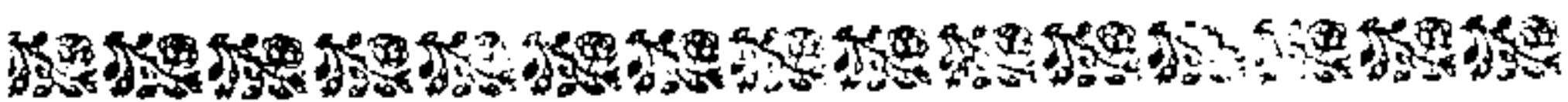
مبتلا ہو جائے گی، میدان میں سے گزے گا تو زمین کو حکم دے گا کہ اپنے خزانے نکال دے چنانچہ زمین کے خزانے ہتھ کی مکھوں کی طرح اس کے پیچھے چلیں گے۔ پھر ایک شخص کو دیکھے گا تو روتا روتا وہ نوجوان ہوگا اس کو اپنی تلوار سے دو ٹکڑے کر دے گا پھر اس کو پکارے گا تو وہ مسکراتا ہوا اٹھ کر اس کے پاس آجائے گا۔ اسی اثناء میں عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور اس کو لے کر شام کے ایک پہاڑ کا نام ہے کے دروازے پر قتل کر دیں گے۔ ابو ہریرہ کی تفسیق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ وہ کانا ہوگا۔ اس کے ساتھ جنت اور جہنم کی طرح کوئی چیز ہوگی جسے وہ جنت کہے گا، وہ درحقیقت جہنم ہوگا۔ مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھ لے گا۔  
دجال مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

## ۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ شخصیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر بنی اور رسول ہیں۔ قرآن کریم میں ان کا ذکر بڑی تفصیل سے ہے۔ اللہ نے ان کو نہ صرف یہ کہ معجزات عطا کیے بلکہ وہ خود سراپا معجزہ تھے۔ قرآن کریم نے ان کے بارے میں بتایا کہ :

اے آپ کو بغیر باپ کے کنواری مریم علیہا السلام سے اس طرح پیدا کیا گیا کہ جبریل علیہ السلام نے مریم پر ایک پھونک ماری۔ پس وہ حاملہ ہو گئیں۔

دجال کے بارے میں وارد شدہ احادیث حدیث تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ نے فرمایا کہ ”خروج دجال کی حدیثیں متواتر ہیں“۔ ہمزاس ۵۸۵ اس واقعہ کے محض تعجب خیز ہونے کی بناء پر اس کا انکار کرنا معقول نہیں۔ حضرت حذیفہ، ابو ہریرہ، عمران بن حصین، عبداللہ بن عمر، انس، نواس بن سمعان، ابوسعید خدری، ام شریک، ابو بکر، فاطمہ بنت متین رضی اللہ عنہم اس کے راویوں میں سے ہیں۔





۲۔ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ پیدائش کے وقت قوم کے طعنوں سے بچنے کیلئے جنگل میں چلی

گئیں۔

۳۔ جنگل میں فرشتہ پھر آپ سے ہمکلام ہوا اور آپ کو تسلی دی اور کہا کہ خدا نے تیرے نیچے پانی کا ایک چشمہ رواں کر دیا ہے، اور یہ کہ کھجور کے درخت کو ہلا تو بیکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا،

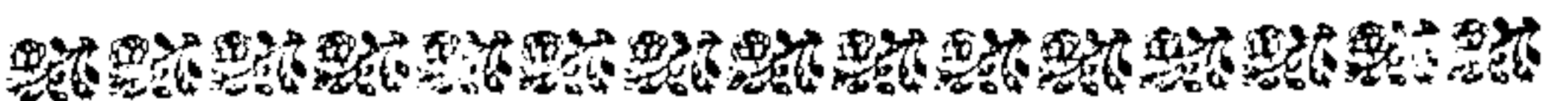
۴۔ مریم جن کے پاس بچپن میں بھی غیب سے بے موسم کے پھل ان کے حجرے میں پہنچ جایا کرتے تھے، اللہ کی مزید تائید دیکھ کر بہت مطمئن ہوئیں اور سمجھ گئیوں کہ یہ سب باتیں اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔

۵۔ بچہ پیدا ہو جانے کے بعد فطری طور پر مریم کو یہ فکر ہوئی کہ قوم کو کیا جواب دہنگی تو غیب سے آپ کو یہ جواب ملا کہ تم اپنی قوم کو دانشا سے (بتا دینا کہ آج میں نے خاموشی کا روزہ رکھ لیا ہے، میں کسی شخص سے کلام نہ کرونگی، تم خود اس بچہ سے اس کے باسے میں دریافت کر لو۔

۶۔ پہلے تو قوم نے مریم کی اس بات کا خوب مذاق اڑایا کہ ہم اس بچہ سے کیا کلام کریں جو پنکھوڑے میں ہے۔ لیکن پھر انہوں نے بچہ سے پوچھ ہی لیا۔ بچہ نے جواب دیا۔

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ قَدْ آتَانِي الْكِتَابُ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۖ وَجَعَلَنِي  
مُبَارَكًا أَيُّنَ مَا كُنْتُ مِصْرَ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ۖ مَا  
دُمْتُ حَيًّا ۖ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي ۖ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۖ  
وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ  
حَيًّا ۖ (پا موم)

یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے اس نے نبی بنایا اور میں جہاں بھی رہوں مجھے، بابرکت کیا، اور تادم حیات مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی اور مجھے والدہ کا فرمان بردار بنایا اور مجھے



جابر و بد بخت بندہ نہیں بنایا اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

۷۔ ابھی عیسیٰ علیہ السلام بچے ہی تھے کہ عینب کی خبریں بتانے لگے۔ وہ یہ بتا دیا کرتے تھے لوگوں نے کیا کھایا ہے اور کیا چھپا کر رکھا ہے<sup>۱</sup>

۸۔ وہ مٹی سے پرند کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ بحکم الہی پرند بن کر اڑ جاتی تھی۔<sup>۲</sup>

۹۔ مادر زاد اندھوں، کوڑھیوں اور لاعلاج مریضوں کو ایک پھونک مار کر بھلا چنگا کر دیتے تھے۔<sup>۳</sup>

۱۰۔ حتیٰ کہ مردوں کو بھی بحکم الہی زندہ کر دیا کرتے تھے۔<sup>۴</sup>

عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں پیدا ہوئے تقریباً تیس سال کی عمر میں تبلیغی کام شروع کیا۔ یہودیوں نے جو ظاہر پرست تھے اور جو دین کا مفہوم محض ظاہری شریعت کی پابندی جانتے تھے آپ کی مخالفت کی، بہر حال کچھ دھوبی اور مچھیرے آپ پر ایمان لے گئے۔ آپ ۲۹ برس میں آسمان پر تشریف لے گئے۔

عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے مختلف الزامات لگا کر آپ کو گرفتار کر دیا، مگر عدالت نے آپ کو ہر طرح بے قصور پایا۔ لیکن یہودی بار بار قتل کا مطالبہ دہرتے رہے۔ انہی مانہ میں دم تھی کہ ہر عید پر حاکم وقت قوم کے مطالبہ پر قوم کی خوشی

**عیسیٰ علیہ السلام**  
**کا آسمان پر اٹھایا جانا**

کی خاطر ایک ایسے شخص کو آزاد کر دینا تھا جس کو قتل کے عہدے کا فیصلہ ہو چکا ہوتا تھا۔ اس مرتبہ ایک ڈاکو قاتل ”برابا“ واجب القتل تھا۔ حاکم وقت نے قوم سے دریافت کیا کہ اگر تم کہو تو میں تمہاری خوشنودی کیلئے برا کو آزاد کر دوں اور اگر کہو تو عیسیٰ کو آزاد کر دوں۔ حاکم کا خیال تھا کہ قوم برا با جیسے قاتل کی بہ نسبت معصوم عیسے کو چھوڑ دینے پر راضی ہو جائے گی لیکن قوم کی بد بختی بہت بڑھ چکی

۱۔ آل عمران - آیت ۴۹، آل عمران - آیت ۴۹، آل عمران - آیت ۴۹

۲۔ آل عمران - آیت ۴۹، آل عمران - آیت ۴۹، آل عمران - آیت ۴۹

تھی وہ چلا کر بوسے، برابر کو آزاد کر دو، عیسیٰ کو مصلوب کر دو۔ اب مرس کی انجیل کا بیان ہے کہ عیسیٰ کو سولی دے دی گئی اور ان کو ایک پہاڑی پر دفن کر دیا گیا مگر تین دن بعد ان کی قبر خالی پائی گئی۔ پھر وہ کچھ لوگوں کو محسوس طور پر نظر آئے۔ لوگوں نے انہیں چھو کر دیکھا اور انہیں بھنی ہوئی مچھلی کا قندہ دیا جو انہوں نے کھالیا۔<sup>۱۵</sup>

اس سلسلہ میں تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دیجا سکی بلکہ ان کے شبہ میں انہی سے ملتی جلتی صورت کے دوسرے شخص کو مصلوب کر دیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے بحفاظت اٹھایا اور وہ اب بھی زندہ ہیں اور قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔ اس سلسلہ میں قرآن کا واضح بیان یہ ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ  
وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ  
اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا  
اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۚ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ  
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝<sup>۱۶</sup>

اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا، حالانکہ نہ تو انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ہی سولی دی، اور لیکن ان کیلئے شبہ پیدا کر دیا گیا، اور یقیناً وہ لوگ جو ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں بلاشبہ ان کی طرف سے شک میں ہیں۔ ان کو اس کا کچھ علم نہیں، سولے گمان کے پیچھے لگنے کے، اور انہوں نے انکو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

ان آیات کو بار بار پڑھیے اور بغور ملاحظہ کیجئے، ان الفاظ پر توجہ دیجئے جو استعمال

۱۵- ۱۶- آیت ۵۱

۱۷- ۱۸- آیت ۵۱



کئے گئے ہیں، پھر تصریحات دیکھئے۔ پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ حیاتِ مسیح کے بارے میں شک و شبہ کی گنجائش کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ مندرجہ ذیل امور پر خصوصی توجہ دیجئے۔

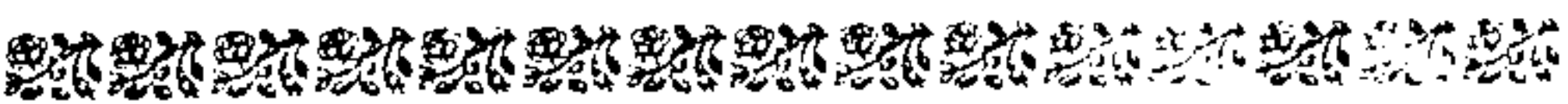
۱۔ سلسلہ کلام یہ ہے کہ اللہ نے یہود کے دلوں کو سزممہر کر دیا، ان کے مومن ہونے کی توقع اب فضول ہے۔ خدا کا یہ عظیم غضب ان پر اب کیوں نازل ہوا؟ اس کی چند وجوہات مذکورہ آیت سے قبل بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ خدا کے عہد کو توڑنا۔ ۲۔ اللہ کے نبیوں کو قتل کرنا۔ ۳۔ کفر کرنا۔ ۴۔ مریم پر بہتانِ عظیم باندھنا۔ ۵۔ اور یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کو قتل کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ عیسیٰ مقتول یا مصلوب ہوئے اور اللہ کی طرف زندہ نہیں اٹھائے گئے تو خطرہ ہے کہ خدا کی طرف سے اس کے دل پر کفر کی مہر لگ جائے۔ ۲۔ مسیح کی طبعی موت کا کوئی قائل نہ تھا۔ کچھ لوگ ان کے قتل اور کچھ ان کے مصلوب ہونے کا قول کرتے تھے، اللہ نے بلخ انداز میں قتل و صلب کی نفی کر دی، اور صرف نشی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مثبت طریقہ اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھایا۔

۳۔ لفظ "یقیناً" قرآن میں صرف اسی جگہ استعمال ہوا ہے جو حیاتِ مسیح کے عقیدہ کو یقینی طور پر پیش کرتا ہے۔

۴۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جو لوگ وفاتِ مسیح کا قول کرتے ہیں اور قرآن کے مقابلہ میں آتے ہیں ان کے پاس کوئی یقینی دلیل ہے جب کہ مسیح کا زمانہ تاریخ کی گرفت سے آزاد، صرف بخوبیوں کے زائچے کھینچنے سے کیا ہوتا ہے، ایک مسلمان کیلئے مسیح کی شخصیت سے متعارف ہونے کا کوئی ذریعہ قرآن سے زائد نہیں اور قرآن کا بیان آپ ملاحظہ کر چکے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہاں وضاحت کی گئی ہے کہ مسیح کے بارے میں اختلاف کرنے والے "ظن" کی پیروی کرتے ہیں۔ انہیں علم نہیں۔ بس ایک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ قرآن سے ہٹ کر اس مسئلہ پر نہ سوچے اگر کسی کے پاس قرآن کے برابر کوئی مضبوط دلیل ہو تو پیش کرے۔



۵۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی اللہ نے مسیح کو اٹھایا ، سوال یہ ہے کہ آخر مسیح کس چیز کا اٹھا تھا۔ کیا مسیح کی روح کا ، یا صرف مسیح کے جسم کا ، یا روح اور جسم دونوں کا ؟ دنیا جانتی ہے کہ مسیح روح اور جسم کے مجموعہ سے عبارت ہے اور اللہ کے کلام میں اسی کے اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔

۶۔ قرآن حکیم کا انداز پر از حکمت ہے۔ اس میں جب کسی مضمون کو ختم کیا جاتا ہے تو عام طور پر مقطع کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو سابقہ مضمون کو ثابت کرتی ہے مثلاً اگر کہیں لوگوں کو توبہ و استغفار کا حکم ہے تو آیت کا اختتام یوں ہوتا ہے ”وَكَانَ اللّٰهُ تَوَّابًا رَّحِيمًا“ اور اللہ توبہ قبول کرنے والا ، رحم فرمانے والا ہے۔ اب اس جملہ کا سابقہ مضمون سے ربط نظر ہر ہے۔ لیکن اگر یوں ہوتا کہ ”وَكَانَ اللّٰهُ جَبَّارًا مُّنتَقِمًا“ اور اللہ جبار ، بدلہ لینے والا ہے تو مناسبت نہ ہوتی۔ اسی حکیمانہ انداز کو ذہن میں رکھتے ہوئے زیر بحث آیت پر غور کیجئے۔ چونکہ یہاں ایک حیرت انگیز واقعہ مذکور ہوا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ اور حکمت کا ذکر کیا جس میں یہ اشارہ ہے کہ جس نے اللہ کو غالب اور حکیم مان لیا وہ عیسیٰ کے بارے میں نہ صرف یہ کہ قرآنی بیان کو بلا چھپکچاپ ہٹ قبول کرے گا بلکہ اس میں منکرانہ تعجب بھی نہ کرے گا۔

۷۔ ان تمام دلائل سے ہٹ کر ذرا سوچئے کہ مسیح کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا انکا تا آخر کس بنیاد پر ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہو سکا ہے اس کی بنیادیں دو ہیں۔  
۱۔ یہ بات بعید از عقل ہے ، اور یہ کہ ایسا کہنے سے غیر مذاہب والے اسلام کا مذاق اڑائیں گے۔

۲۔ اپنی نبوت کیلئے راہ نکالنا۔

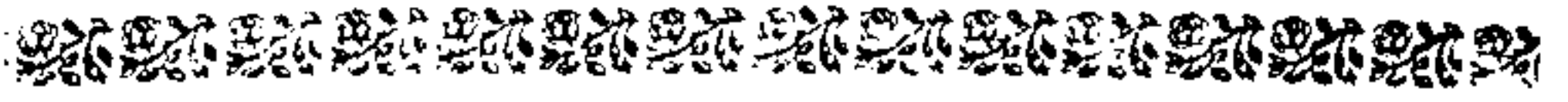
جہاں تک بعید از عقل ہونے کا معاملہ ہے تو مسیح کا صرف زندہ اٹھایا جانا ہی بعید از عقل نہیں بلکہ ان کی پیدائش ، ان کا جھوٹے میں کلام اور دوسری تمام چیزیں جو بیان ہوئیں سب ہی بعید از عقل ہیں۔ پس کہاں کہاں اور کیا کیا تاویلات کی جائیں گی۔ اور صرف ایک

مسیح کا معاملہ ہی انہیں بلکہ قرآن مجید میں لاتعداد واقعات انسانی عقل کیلئے کھلا چیلنج ہیں۔ اور یہی چیزیں درحقیقت قادرِ مطلق خدا کی عظمت و جبروت کا اعلان کرتی ہیں، اور انہی چیزوں کا رسولِ معصوم کی تعلیم سے مان لینا ایمان ہے۔ یہی بات کہ غیر مذاہب کے لوگ مذاہقِ اٹائیں گے تو اس سلسلہ میں میری درد مندانہ گزارش پر ضرور غور فرمائیں۔

۱۔ اگر ہم دوسروں کے مذاہق اڑانے کے ڈسے مسلمانوں کے چودہ سو سالہ مسلمہ عقائد کو جو قرآن و حدیث کی تصریحات سے ثابت ہیں ٹھکرا دیں تو ممکن ہے کہ ہمیں دوسرے لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے، مگر ان مسلمانوں کا کیا بنے گا جو ہر لحاظ سے ہم سے بہتر و بزرگ تھے اور انہی کے پُر فخر کارناموں سے آج ہم سیہ کاروں کا بھرم قائم ہے؟

۲۔ ہندوستان میں چند مشہور ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی بہت خدمت کی مگر جب انہوں نے غیر مسلموں کے طعنوں سے ڈر کر اسلام میں کتر و بیونت کی اور غیر مسلموں کی حسبِ منشا اسلام کی تعبیر کی تو کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ایسا کرنے سے کتنی تعداد میں غیر مسلم مشرفِ اسلام ہوئے۔ ان کو سوائے اس کے کچھ حاصل نہ ہوا کہ انہوں نے اپنے مسلمان کو خود بھی گالیاں دیں اور غیروں سے بھی دلوائیں اور پوری امت مسلمہ میں تشلک و یذبذب کو ہوا دی۔ اگر کوئی شخص بہتر ڈاکٹر ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ بہتر وکیل بھی ہو، اور اگر کوئی بہتر وکیل ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ قسم کا ڈاکٹر بھی ہو۔ اسی طرح کوئی شخص اعلیٰ مدبر اور سیاستدان ہو تو کیا ضروری ہے کہ وہ بہترین فقیہ اور محدث بھی ہو۔ اسی طرح وہ تمام لوگ جنہوں نے اسلام کو دوسرے مذاہب کے پیروکاروں سے متاثر ہو کر تبدیل کرنے کی کوشش کی وہ باوصف اچھے ادیب، مفکر، سیاستدان، قومی خادم ہونے کے ”علمِ دین“ میں راسخ نہ تھے، ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ ان لوگوں نے خلوص نیت سے کیا ہو، مگر ہمیں تو نتائج سے سروکار ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ ان حضرات کی تحریکات سے بجائے اس کے کہ غیر مسلم اسلام میں داخل رتے، ہوا یہ کہ جو مسلمان تھے ان کی بنیادیں بھی ہل کر رہ گئیں لہذا یہ حضرات اسلام کے نادان





دوست سے زائد کچھ بھی ثابت نہ ہوئے۔

ان ہمدردانِ قوم کے برعکس سرزمین ہند میں جو کچھ اسلام پھیلا وہ خواجہ معین الدین اجمیری علی بخش بھوی، زکریا ملتانی، موسیٰ پاک شہید اور دیگر بزرگانِ دین کی مساعی جلیلہ سے پھیلا ہے اور اسلام کی وہی تعبیر درست سے جو ان حضرات نے پیش کی۔

حق تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

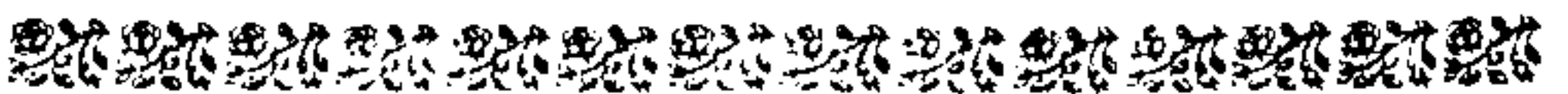
وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَبَيِّنَ لَهُمْ  
اور آپ سے یہود اور نصاریٰ اس وقت تک ہرگز بھی راضی نہ ہوں گے جب  
تک کہ آپ ان کے دین کو قبول نہ کر لیں۔

پس محترم قارئین! سوچنے کا یہ انداز سراسر غلط ہے کہ ہم اسلام کی وہ تعبیر کریں جس سے یہود و نصاریٰ راضی ہو جائیں۔ وہ تو اس وقت راضی ہوں گے جب آپ ان کے دین میں داخل ہو جائیں۔

یہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے جس کو ہم جتہ جتہ بیان کریں گے۔ یہاں ان چند معروضات کو ذہن میں رکھا جائے۔

۲۔ دوسری بنیاد یعنی اپنی نبوت کی راہ نکالنا، تو وہ بھی غلط ہے کیونکہ نبوت کی راہ کسی طرح نہیں نکل سکتی قرآن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا، جس کے معنی آخری نبی کے ہیں اور امت مسلمہ کا عمل بھی اس پر ہے۔ ابوبکر صدیق نے اور اسو غنی سے جنگ کی۔ ان دونوں نے حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو جس کے پیرو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں، امت مسلمہ نے ٹھکر ادیا اور آج مسلمانوں کا کوئی فرقہ اسے مسلمان نہیں مانتا۔ پاکستان کی عدالتوں تک سے ان کے کفر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب اس کے ماننے والے غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پاکستان میں رہتے ہیں۔  
لے البقرہ آیت ۱۲۰، ۱۲۱ تہ مذی شریف علیہ حکومت پاکستان نے قادیانوں کی کافر قرار دیا ہے۔



اور تمام مسلمان معاشرتی طور پر ان سے منع میں۔ ان کا فریضہ اور ان کے ہاں بیاہ شادی بھی نہیں کرتے بلکہ معلوم ہونے پر ان کے گھر کا پکا ہوا کھانے کے بھی احتراز کرتے ہیں۔

میں نے کئی مرتبہ قادیانیوں سے مناظرہ کیا، اور الحمد للہ ہر مرتبہ انہیں جواب کر دیا لہذا ایک سوال دنیا سے قادیانیت پر اب بھی قائم ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے ایک قادیانی مبلغ سے دریافت کیا کہ تم مرزا کو نبی کیوں مانتے ہو؟ کہنے لگے کہ اللہ نے فرمایا ہے ہر قوم کے لئے نبی ہوتا ہے اور ہر زمانے کیلئے نبی ہوتا ہے اس لئے ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے کہا اب تو مرزا صاحب سدھار گئے۔ اب اس زمانہ میں جو لوگ نبوت کے دعوے کر رہے ہیں تم ان کو کیوں نہیں مانتے ہو؟ اب خاموش ہو گئے۔ میں نے ان سے مزید کہا کہ دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تم آخری نبی نہیں مانتے ہو تو پھر مرزا کے بعد نبی کیوں نہیں تلاش کرتے ہو، اور بغیر نبی کے تمہارے ایمان کا کیا بنے گا؟  
۲۔ اور اگر مرزا کے بعد نبی نہیں آ سکتا تو اس سے بہتر یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تسلیم کر لو کہ آپ کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔  
غرض یہ کہ مسلمانوں میں کوئی فرقہ حیات مسیح کے خلاف نہیں اور سب ہی حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔

**نزول مسیح** | حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قرب قیامت میں جب کہ دجال اپنی فتنہ سامانیوں میں مصروف ہو گا۔ نزول فرمائیگا صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دجال کے قتل کیلئے عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی مینار پر زرد حلقہ پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر سہا تھ سکھے ہوئے اتریں گے۔ جب سر نیچا کریں گے تو پسینے کے قطرے پیشانی پر نمودار ہوں گے اور جب سر اونچا کریں گے تو موتیوں طرح پسینے کے قطرے گریں گے اور نہایت تواضع کے ساتھ پیش آئیں گے۔ مکاشفۃ یوحنا

میں بھی نزولِ مسیح کا ذکر ہے۔ آپ دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب جس کی پوجا عیسائی کرتے ہیں کو توڑ دیں گے۔ کافر جزیرہ دیں گے لگراپ قبول نہ کریں گے۔ اس دن صرف اسلام قبول کیا جائے گا۔ اب تمام رومے زمین پر اسلام کے سوا کوئی دین نہ ہوگا مال کی کثرت ہو جائے گی وہ ۵۰ سال تک زمین پر رہیں گے، ان کی شادی ہوگی، اولاد ہوگی پھر وفات پائیں گے اور حضور کے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے۔ ان کے اور کام بھی احادیث میں مذکور ہیں۔ نزولِ عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں یہ بات سمجھ لینی ضروری ہے کہ آپ کسی جدید نبوت پر فائز نہیں کئے جائیں گے۔ اگرچہ آپ کی شریعت منسوخ ہوگی ہے لیکن آپ نبی ہوں گے کیونکہ نبی کبھی نبوت سے معزول نہیں کیا جاتا ہے۔ آپ شریعتِ محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں گے، حتیٰ کہ حضور کے ایک امتی امام مہدی کے پیچھے نماز بھی ادا کریں گے۔ بخاری کی

۱۔ اسپر محمد متین نے کافی کلام کیا ہے۔ مسلم کی روایت میں سات سال کا ذکر ہے۔ اول تو اس کے ادی عبد اللہ بن عمر ہیں۔ دوم یہ کہ اس میں اس امر کی صراحت نہیں کہ یہ سات سال کی مدت عیسیٰ بن مریم کے رہنے کی ہے۔ وہاں تو یہ ہے، ثم یلبث الناس بعدہ سبع سنین للتلکون بین اثنین عداۃ یعنی پھر لوگ ان کے بعد سات سال تک اس حال میں رہیں گے کہ کسی دو افراد کے درمیان دشمنی نہ ہوگی۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ کی وفات کے بعد یہ شکل ہوگی۔ اب یہ وہ حدیثیں جن میں چالیس یا پینتالیس کا ذکر ہے تو ان میں کچھ تضاد نہیں کیوں کہ عربی میں عدد کا ذکر کرتے وقت دھائی سے کم کو بسا اوقات حذف کر دیتے ہیں۔ پس جس نے ۵۴ کہا اس نے پورا عدد ذکر کیا اور جس نے ۴۰ کہا اس نے دھائی سے کم کو عادت کے مطابق حذف کر دیا۔

۲۔ وہ جگہ جہاں عیسیٰ ابن مریم دفن کئے جائیں گے۔ حضور کے روضہ میں اب بھی محفوظ ہے، نزولِ عیسیٰ کا عقیدہ کتنا طے شدہ ہے۔ اس کے ثبوت کیلئے اس سے زائد اور کیا چاہیئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ میں صحابہ کا حلقہ چھوٹنے پر متفق کا ہونا اس عقیدہ کے اجماعی



روایت ”واما مکم منکم“ کا یہی مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے حضور کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا بلکہ اگر اللہ تعالیٰ ان تمام نبیوں کو پھر دنیا میں بھیج دے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل اپنی نبوت کا زمین پر اعلان فرما چکے ہیں تب بھی آپ کی ختم نبوت پر کچھ حرف نہیں اور اس کا صرف امکان ہی نہیں بلکہ معراج کی رات ایسا ہو چکا ہے اس مسئلہ کی تشریح پہلے ہو چکی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کے اعلان نبوت کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور کسی شخص کو نبوت کے عہدہ پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

بہر حال نزول عیسیٰ پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کا ۱۴ سو سال سے اتفاق ہے، اور یہی حق ہے۔ اگرچہ یہ مختصر کتاب طویل علمی بحث کی محتاج نہیں لیکن ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ وہ شبہ یہ ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ عیسیٰ ابن مریم حضور ہی کے دین کی تبلیغ فرمائیں گے تو اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹ جائیگی کیونکہ اس کا مطلب ہوگا کہ آپ تبلیغ اسلام کا کام خود نہ کر سکے، اور ایک اسرائیلی نبی کی مدد آپ کو لینا پڑی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے تمام افراد اسلام کے مبلغ ہیں۔ بالفرض اگر معترض کی بات تسلیم کر لی

بقیہ حاشیہ ص ۵۹ ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ بخاری میں نزول عیسیٰ بن مریم کا ذکر یوں ہے۔  
ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیف انتحرا اذ انزل ابن مریحہ ذیکرہ  
واما مکم منکم بخاری ص ۲۹ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے وہ آئی لیکہ  
تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔ بخاری میں نزول عیسیٰ ابن مریم کا ایک مستقل باب ہے۔ اسی میں ہے کہ ابو ہریرہ  
نے نزول عیسیٰ بن مریم کی حدیث سنا کر کہا کہ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو۔ اور ہر شخص اہل کتاب کا  
عیسیٰ کی موت سے قبل ان پر ایمان لائے گا۔ ابو ہریرہ کے اس استدلال سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان  
مذکورہ آیت کا مقصد یہی سمجھتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ قیامت کے قریب نازل  
ہوں گے تب کوئی بھی کتابی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ کے جیتے جی ان پر ایمان نہ لائے۔ اس طرح اللہ اپنے نبی کی فتح ظاہر کریگا  
بزرگ ایک زمانہ میں لوگ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے لیکن اب بالآخر انہیں ایمان لانا ہی پڑا۔

جائے تو معاذ اللہ یہ کہنا پڑے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ اسلام کا بوجھ خود برداشت کرے اور اپنی ذمہ داری امت کے کاندھوں پر ڈال کر چلے گئے، اگر یہ کہا جائے کہ امت تو اپنے نبی کی خادم ہے اس کا تبلیغ کرنا کچھ معیوب نہیں تو اس کا جواب بخاری کی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور کے ایک امتی کی اقتدا کریں گے اور اسلام کی تبلیغ اسی طرح کریں گے جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے امتی کرتے ہیں۔

**امام مہدی علیہ السلام** | مہدی کے معنی میں ہدایت یافتہ۔ اس معنی اور مفہوم کے مہدی تو بہت گزے اور آتے رہیں گے مگر احادیث شریف میں جس مہدی کا ذکر ہے بلاشبہ وہ شخص معین ہے۔ یہ مہدی امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے۔ چالیس سال کی عمر میں ظاہر ہوں گے۔ ان کا نام محمد والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔

**خلیفہ مبارک** | قدمائل بہ دازی، طاق تو حسیم، رنگ سپید مائل لبرخی، چہرہ کشادہ ہنس مٹھ، ناک تیلی اور بلند، زبان میں لکنت ہوگی۔ کلام کرتے وقت لکنت کی وجہ سے تنگ ہوں گے تو زانو پر ہاتھ ماریں گے۔ اتنا کہ پڑھائے بغیر علم ہوگا۔ اپنے ظہور کے بعد سات آٹھ سال تک زندہ رہیں گے۔

**بیعت** | مہدی چالیس سال کی عمر میں اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھ پر بار خلافت نہ ڈال دیں، مدینہ سے مکہ آجائیں گے لیکن یہاں بھی مسلمان آپ کو پہچان لیں گے اور زبردستی آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو جائیں گے۔ اتنے میں غیبی ندا آئیگی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاسمعوا واطیعوا۔ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ اس کی بات، سنو اور اس کی فرائض واری کرو۔

**دیگر علامات** | اس سال رمضان میں چاند سورج گرہن ہوں گے۔ روزانہ دو دراز کے

۱۔ ترند بن ابی ماجہ۔

۲۔

مسلمان آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ عرب کی کثیر فوج آپ کے ساتھ ہو جائے گی۔ امام مسلم نے یہ روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کی کہ جب امام مہدی عیسا یوں کے مقابلہ پر آئیں گے تو مسلمان قسم کھائیں گے کہ یا مر جائیں گے یا مار کے رہیں گے۔ تین دن جنگ رہے گی چوتھے روز عیسائی پیا ہو کر بھاگ جائیں گے۔ امام مہدی مال غنیمت تقسیم کریں گے لیکن مسلمان اس مال غنیمت سے خوش نہ ہوں گے کیوں کہ اس موقع پر ان کے بہت سے رشتہ دار جام شہادت نوش کر چکے ہوں گے حتیٰ کہ اگر کسی قبیلہ میں سو آدمی ہوں گے تو ایک آدمی بچے گا، پھر آپ اپنا لشکر ترتیب دے کر قسطنطنیہ کا محاصرہ کریں گے تو اولاد اسحاق میں سے ستر ہزار مسلمان آگے بڑھیں گے۔ قسطنطنیہ کے ایک طرف دریا اور دوسری طرف خشکی ہوگی۔ جب اولاد اسحق لغرہ کا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر بلند کریں گے تو دریا کی جانب سے دیوار گر پڑے گی اور دوسرے لغرہ سے سامنے کی دیوار گر کر راستہ صاف ہو جائے گا۔ مسلمان اندر گھس کر کافروں کا قتل عام کریں گے اور جب مسلمان مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو آواز آئے گی ”دجال تمہارے گھروں میں آیا ہے۔ تحقیق پر معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط ہے اور یہ شیطان کی آواز تھی۔ قسطنطنیہ کی فتح کے بعد امام مہدی اپنے لشکر کے ہمراہ شام آئیں گے تو دجال کا ظہور ہوگا۔

مسلمانوں کے عقائد کی اکثر کتب میں مہدی کا ذکر عقائد کے باب میں نہیں ہے۔ نمبر اس میں

## مہدی کے بارے میں عقیدہ

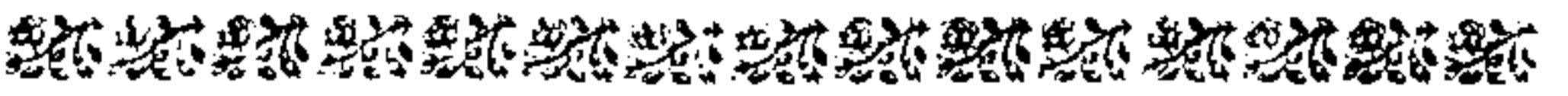
ہے۔ ”الحملۃ فالتصدیق بخروجہ واجب بہر حال آپ کے خروج کی تصدیق واجب ہے رہیں تفصیلات تو اخبار احادیث جو مختلف احادیث سے جمع کی گئی ہیں۔ جن کا انکار گمراہی ہے۔

یاجوج ماجوج | ہر روز نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امتحاناً چند سوالات کئے تھے۔ ان میں سے ایک ذوالقرنین سے متعلق تھا۔ آپ نے

سہ نمبر اس مسئلہ

یاجوج ماجوج





رجی الہی کے بعد ان تمام سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جوابات دے دیئے۔ اسی ضمن میں یا جوج ماجوج کا ذکر ہوا۔ قرآن میں ہے۔

”وہ لوے اے ذوالقرنین! یا جوج و ماجوج زمین میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں، تو ہم کیا تجھے کچھ محصول دے دیں؟ بشرطیکہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دے انہوں نے فرمایا، جو کچھ مجھے میرے رب نے دے رکھا ہے وہ بہتر ہے۔ ہاں قوت کے ذریعے تم میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک موٹی دیوار بنادوں گا۔ لوہے کے ٹکڑے لاؤ۔ حتیٰ کہ جب دیوار کو پہاڑ کے دونوں راسوں تک برابر کر دیا تو فرمایا۔ تم دھونکو دلوہے کو تپاؤ، جب وہ آگ ہو لیا تو کہا لاؤ اب اس پر میں پگھلا ہوا تانبا ڈال دیتا ہوں، چنانچہ پھر نہ تو وہ اس پر اس کی بلندی کے باعث چڑھ سکے اور نہ ہی اس میں نقب لگا سکے، پھر انہوں نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے، تو جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا (یعنی قیامت) تو وہ آسمان پر ریزہ کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ (قیامت) سچا ہے، اور اس دن ان کو اس حال میں چھوڑ دیں گے کہ کثرت کی وجہ سے، وہ ایک دوسرے میں موجھیں مارتے ہوں گے اور صور پھونکا جائے گا تو سب جمع کر لئے جائیں گے۔“

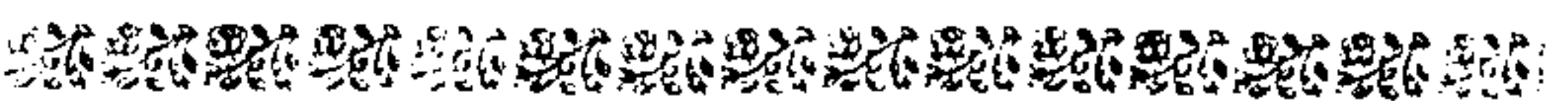
سورہ انبیاء میں قرب قیامت کے وقت خرمج یا جوج و ماجوج کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

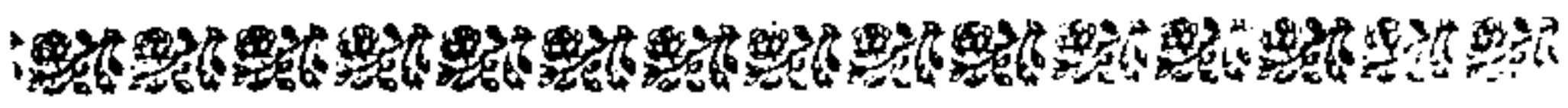
”یہاں تک کہ جب یا جوج و ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر ڈھلوان سے پھلتے چلے آئیں گے اور سچا وعدہ (قیامت) قریب ہو گیا پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں گی۔ منکروں کی آنکھیں“

یا جوج و ماجوج کے بارے میں ظاہر ہے کہ اتنے بیان پر یقین رکھنا فرض ہے

---

۱۔ الکہف از آیت ۹۲ تا آیت ۱۰۰ ۲۔ سورہ الانبیاء





## شفاعت کا بیان

یہ رستہ کہ یہ مصائب ایک دن میں ہی واقع ہوں گے مگر ایک دن پچاس برس کا ہوگا، ابھی یہ دن آدھا گزر رہا ہے پائے گا کہ اہل محشر کہیں گے کہ کون سفارش تلاش کر و جوان مصائب سے نجات دلائے۔ مشورے سے یہ بات طے پائے گی کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس چلو، ان کی خدمت میں عرض کریں گے اے آدم (علیہ السلام) آپ ہم سب کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا، جنت میں ٹھہرایا اور مرتبہ نبوت پر سرفراز کیا، مسجود ملائک کیا، اور تمام اشیاء کے نام آپ کو سکھائے، آپ صغی اللہ د خدا کے برگزیدہ ہیں) ہماری سفارش کیجئے تاکہ اس ہولناک منظر سے نجات ہو، وہ فرمائیں گے، یہ میرے بس کی بات نہیں مجھے خود اپنی پڑی ہے، آج خدا نے ایسا غضب فرمایا کہ نہ کبھی فرمایا نہ فرمائے کسی اور کے پاس جاؤ، وہ انہی سے دریافت کریں گے کہ آخر ہم کس کے پاس جائیں؟ آپ فرمائیں گے نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ پہلے رسول ہیں جو ہدایت کے لئے دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ (یعنی صاحب شریعت رسول) اہل محشر آپ کے حضور پہنچیں گے۔ آپ کے فضائل و مناقب عرض کر کے کہیں گے کہ اللہ کے حضور ہماری سفارش کر دیجئے تاکہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ وہ بھی وہی جواب دیں گے جو جناب آدم علیہ السلام نے دیا تھا۔ لوگ ان سے دریافت کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجیں گے؟ وہ مشورہ دیں گے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا خلیل بنایا ہے۔ لوگوں کو یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ نفسی نفسی، مجھے اپنی نکر ہے۔ پھر لوگ ان سے دریافت



کریں گے کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجیں گے؟ وہ کہیں گے آپ لوگ ان کے پاس جائیں۔ جن کے ہاتھ پر فتح مبین رکھی گئی ہے، آج ان پر کوئی خوف نہیں، وہ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں، یعنی حضرت خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو، اب لوگ ہر طرف سے ناکام ہو کر شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اللہ کے نبی ہیں، اللہ نے آپ کے نام پر فتح مبین رکھی ہے۔ اور دوسرے بہت سے فضائل بیان کر کے کہیں گے حضور ہماری شفاعت فرمائیں گے! حضور فرمائیں گے، اَنَا لَهَا، اَنَا لَهَا، یعنی ہاں یہ میرا ہی کام ہے، میرا ہی کام ہے۔ اَنَا صَاحِبُكُمْ! میں ہی تمہارا ساتھی ہوں، جسے تم ڈھونڈنے یہاں آئے ہو۔ آپ حضور بارگاہ رب العزت جل مجدہ میں سجدہ ریز ہو جائیں گے اور تادیر سجدہ سے سر نہ اٹھائیں گے۔ اب رب العزت ارشاد فرمائیں گے۔ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاسْأَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنا سر اٹھائیے! اور کہیے تو آپ کی سنی جائے گی اور مانگیے تو آپ کو دیا جائے گا۔ اور سفارش کیجئے تو آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ اب شفاعت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور گناہگار سے گناہگار شخص بالآخر آپ کی شفاعت سے جہنم سے نکالا جائے گا خواہ عرصہ دراز کے بعد ہی کیوں نہ نکالا جائے۔

**حقیقت شفاعت** | شفاعت کا مقصد یہ نہیں کہ کوئی نبی یا ولی وغیرہ اللہ پر زور زبردستی کر کے اپنی بات

منولے گایا یہ کہ اللہ کو اس سے کوئی لالچ ہو گا جسکی بنا پر اس کی بات مان لی جائے گی، بلکہ شفاعت درحقیقت بندے کی طرف سے اپنے آقا کے حضور رخصت ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔



عجز و انکسار دعا ہے، اور یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے گا۔ وہ چاہے تو رد کر دے اور چاہے تو قبول فرمائے، مگر اس آقائے کریم نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندگان خاص کی دعاؤں کو ان کے اور درمیان کے حق میں قبول فرمائے گا، اور کریم جب وعدہ فرماتا ہے تو پورا کرتا ہے،

## شفاعت اور کفارہ میں فرق

یہاں یہ خیال ہرگز نہ کیا جائے کہ مسئلہ شفاعت

تو عقیدہ کفارہ کی طرح ہے، کیونکہ کفارہ اور شفاعت میں بہت فرق ہے عیسائیوں کے نزدیک کفارہ کا مفہوم تو یہ ہے کہ جو لوگ عیسیٰؑ پر ایمان لائے تھے یا قیامت تک لائیں گے خواہ وہ کتنے ہی گناہ کیوں نہ کر چکے ہوں اور کتنے ہی آئندہ کریں۔ ان سب گناہوں کی سزا اللہ نے اپنے اکلوتے بیٹے عیسیٰؑ (معاذ اللہ) کو سولی پر چڑھا کر دے دی، کفارہ کا عقیدہ مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہے۔

۱۔ گناہ معاف نہیں ہوگا سزا ملے گی۔

۲۔ سزا گناہ گار کو نہیں بلکہ اس کے بدلے بے گناہ کو مل چکی۔

۳۔ گناہ کی سزا گناہ کرنے سے پہلے ہی مل چکی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں عقل سلیم سے کچھ علاقہ نہیں رکھتیں اور شفاعت کو قانونِ مکافاتِ عمل کے اس اسلامی پس منظر میں سمجھنا چاہیئے۔

۱۔ قانونِ مکافاتِ عمل برحق ہے، مگر قادر مطلق خدا سزا دینے پر مجبور نہیں ہے۔

۲۔ سزا مجرم ہی کو دی جائے گی۔ اس کے بدلے دوسرے کو نہیں دی جائے گی۔

۳۔ سزا دینے میں کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

۴۔ اللہ اگر چاہے تو سزا معاف کر سکتا ہے اور یہ معاف کرنا بلا شفاعت کے

بھی ہو سکتا ہے اور شفاعت سے بھی -

قانونِ مکافات کے اسلامی نظریے کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ شفاعت کا تصور لوگوں میں بے عملی پیدا کرے گا، بالخصوص جبکہ بہت سی صورتیں شریعت میں ایسی بتائی گئی ہیں جن میں انسان شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے -

پھر یہ بات خوب ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے وہ بالآخر جنت میں جائے گا۔ لیکن جہنم کے ایک لمحہ کا عذاب بھی ناقابلِ تصور ہے۔ تو اگر معاذ اللہ کچھ عرصہ بھی عذاب ہو گیا اور باقی عذاب شفاعت سے ختم ہوا تب بھی تباہی و بربادی کا ایسا طوفان ہو گا جسے ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ ذرا تصور کیجئے کہ اگر آپ کو یہ بتا دیا جائے کہ فلاں کام خلافتِ قانون کرنے کی سزا دس ہزار کوڑے ہیں، اور آپ کو یہ امید بھی ہو کہ کسی کی سفارش سے بچ بھی سکتا ہوں اور یہ سزا کم بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ کھٹکا بھی ہو کہ سزا دی بھی جا سکتی ہے تو ایسی صورت میں گناہ پر اقدام کتنا ممکن رہ جاتا ہے اور کیا بالکل بے پناہ کی امید آپ کو گناہ پر اکسائے گی؟ اس کے برعکس اگر آپ سے یہ کہو یا جائے کہ آپ بعد شوق گناہ کرتے رہیں۔ بس صرف چند مخصوص کلمات اپنی زبان سے کہہ لیں کیونکہ آپ کے گناہوں کی سزا قاضی شہر کو پھانسی پر چڑھا کر دی جا چکی ہے تو بتائیے کہ آپ کو نفسانی خواہشات کی غلط پیرری سے کون سی چیز روک سکتی ہے؟ کفارہ کی صورت یہی ہے، جو ذکر کی گئی -

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَكَ إِلَّا بِإِذْنِهِ

کون ہے جو اللہ کے حضور شفاعت کرے گا؟ ہاں اس کی اجازت

یعنی رزقِ قیامت بلا اذنِ الہی شفاعت کوئی نہیں کرے گا، اللہ کی اجازت

لے

سے ہی شفاعت کا آغاز ہوگا۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی، اور یہی شفاعت کبریٰ ہے۔ بعد میں دیگر انبیاء کرام و اولیاء عظام، حفاظ، حجاج، حتیٰ کہ نابالغ بچے اور ناتمام بچے بھی شفاعت کریں گے۔

## حَسَابُ

تمام انسانوں اور جنوں سے حساب لیا جائے گا، اس کا ثبوت قرآن کی صریح آیات اور صحیح احادیث سے ہے۔

وَإِنْ تَبَدُّرًا مَّا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تَخَفُوهَ يُحَاسِبُكُمْ  
بِهِ اللَّهُ

اور اگر تم اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کر دیا چھپائے رکھو تو اللہ اس کا بھی حساب لے لے گا۔

قرآن کریم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض لوگوں کا حساب آسان اور بعض کا سخت ہوگا، کیونکہ ان کے اعمال ہی ایسے ہوں گے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِمِيزِينٍ (۹) فَسَوْفَ  
يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا (۱۰) وَيُنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا (۱۱)  
وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ (۱۲) فَسَوْفَ يَدْعُوا  
ثُمَّ يُرَادُّ (۱۳) وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا (۱۴)

تو وہ کہ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش و خرم لوٹے گا۔ اور جس کا اعمال نامہ پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ سوت کو پکارے گا اور جہنم میں پہنچے گا۔

۱۰ البقرہ - آیت ۲۸۳ ۱۱ البروج - آیت از ۹ تا ۱۴



اللہ تعالیٰ کی صفات میں سرلیح الحساب کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

احادیث صحیحہ میں حساب کی تفصیلات ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جو قیامت کے دن حساب و کتاب کے وقت درپیش آئیں گے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومن سے دریافت کرے گا کیا تو نے فلاں فلاں گناہ کئے تھے؟ بندہ جب اقرار کر لے گا اور بالکل یہ سمجھنے لگے گا کہ میں تو ہلاک ہوا تو اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں بھی تجھ پر پردہ ڈالے رکھا اور آج بھی میں تیرے ان گناہوں کو بخشتا ہوں لے

اس دن کوئی دروغ گوئی سے کام نہ لے سکے گا، زبان گنگ اور اعضاء گویا ہوں گے۔ قرآن کریم میں ہے۔

أَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ  
وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۲۸﴾ (قرآن)

ہم آج ان کے منہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے ہم کلام ہوں گے اور ان کی ٹانگیں ان کے کئے کی گواہی دینگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پر داز ہوا کہ میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے، خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں ان کو گالیاں دیتا ہوں اور مارتا پیٹتا ہوں اب فرمائیے کہ اللہ کے یہاں میرا اور ان کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا قیامت کے دن جو خیانت جھوٹ اور نافرمانی انھوں نے کی ہے اسکا اور تیری سزا کا حساب ہوگا۔ اب اگر تیری

۲۸ یسین - آیت = ۶۲

اللہ متفق علیہ۔

ان کے جرائم کی مقدار ہوگی تو معاملہ برابر رہے گا۔ اور اگر تیری سزا ان کے جرائم سے کم ہوگی تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوگا اور اگر تیری سزا ان کے قصور سے زائد ہوگی تو تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔

آسان حساب عزت ان لوگوں کا ہوگا جن کے نامہ اعمال صرف دیکھے جائیں گے ان پر کوئی اعتراض۔۔۔۔۔ نہ ہوگا۔ اور جس پر اعتراض ہوگا وہ ہلاکت کے گڑھوں میں گر جائے گا۔

نیک لوگوں کے کچھ گروہ بلا  
حساب جنت میں جائیں گے

## بے حساب جنت میں جانے والے

ان کا ذکر اجمالی طور پر اس حدیث میں ہے۔

ابو امامہ سے مروی ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور میرا رب اپنے تین چلو بھر کر جنت میں مزید بلا حساب داخل فرمائے گا۔

اس حدیث میں ستر ہزار کا لفظ تعین کے لئے نہیں بلکہ محض کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔ پھر اللہ کا چلو کتنا وسیع ہوگا۔ وہ بھی ایک نہیں بلکہ تین چلو، حق تو یہ ہے کہ اگر اللہ خور ہی اپنے چلو کو محدود نہ کرے تو اسکی کائنات کا کوئی فرد اس کے چلو سے باہر نہیں رہ سکتا۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ اللہ کے مقدس چلو میں صرف وہی لوگ لائے جائیں گے جو اس میں آنے کا حق رکھتے ہیں اور جنہیں اللہ چاہے گا۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ چلو کب بھرا جائے گا؟ کیا جہنم میں ڈالتے ہی کچھ عرصہ جہنم میں سزا چکھنے کے بعد؟ حق تو یہ ہے کہ جہنم میں داخل ہونا ہی

لے ترمذی - مسند احمد - ترمذی - ابن ماجہ -

بہت بڑی سزا ہے، بہر حال ”رَجَاءُ“ میں یہ حدیث بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔  
شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی فتوحات میں اس پر عجیب و غریب کلام کیا ہے کہ  
اسما بنت یزید سے مروی ہے، کہ وہ لوگ جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کے حضور  
سر بسجود ہوتے ہیں وہ جنت میں بلا حساب داخل کئے جائیں گے بعد میں دوسرے  
لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔

قیامت کے دن کی مقدار | ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن  
کی لمبائی کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے؟ تو  
آپ نے فرمایا بخدا مومن کے حق میں یہ اتنا کم ہو گا کہ دنیا میں فرض نماز کی ادائیگی  
کے وقفہ سے بھی کم ہے۔

اسی مفہوم کی طرٹ قرآن کریم میں بھی اشارہ ہے۔  
فَاِذَا انْقَرَضَ فِي النَّاسِ قُوْرٌ فَذٰلِكَ يَوْمٌ مِّدٍ يَوْمٌ عَسِيْرٌ  
عَلَى الْكَافِرِيْنَ غَيْرٌ مِّسِيْرٌ  
تو جس دن صور پھونکا جائے گا تو وہ دن سخت ہو گا۔ کافروں  
پر آسان نہ ہو گا۔

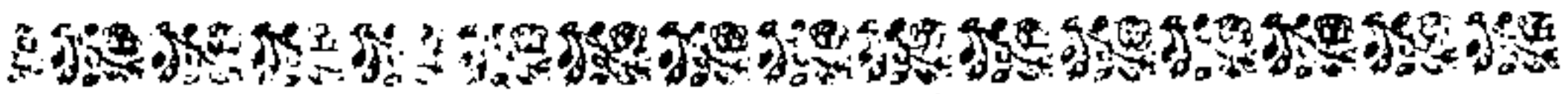
اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دن مومنین پر آسان ہو گا۔  
حوض کوثر | قرآن کریم میں ہے اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ لَقِيْنَاهُمْ  
راہے محمد، آپ کو کوثر عطا کیا۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ”حوض کوثر“ کا مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کو بنایا ہے۔

۱۔ ایواقیۃ والجواہر ۲۔ بیہقی ۳۔ بیہقی ۴۔ المدثر۔ آیت۔ ۷۔

۵۔





## جنت کی صفات

اس عنوان کے تحت جنت کی ان صفات کا ذکر کیا جائے گا جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں۔ بیشک جنت کی بہت سی صفات انسانی عقل کے لئے حیرت و استعجاب کا باعث ہیں۔ مگر مومن کی عقل ان تمام چیزوں کو خدا کی عظیم قدرت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے قبول کرنے میں کچھ پس و پیش نہیں کرتی ہے، قرآن و حدیث کے پہلے مخاطب چونکہ اہل عرب تھے اس لئے جنت کی نعمتوں میں ان نعمتوں کا خصوصی ذکر ہے جو اہل عرب کو بالعموم پسند تھیں لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ وہاں صرف یہی نعمتیں ہوں گی، بلکہ دوسری نعمتوں کی طرف بھی اشارات ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

۱۔ اور آپ ان لوگوں کو خوش خبری دیجئے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے کہ ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب بھی انہیں اس جنت سے کوئی پھل دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو پہلے ہی دیا جا چکا ہے، اور ان کے لئے ان جنتوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۔ اور تم دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کر لی گئی ہے۔

اس آیت میں جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر بتائی گئی ہے پھر لمبائی کا تصور کیجئے، بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ تشبیہ کے طور پر ہے

۱۰ پ ۵ ع

۱۰ پ ۳ ع



کیونکہ وہن انسانی میں وسعت کا سب سے بڑا معیار یہی تھا، اس لئے سمجھانے کی غرض سے یہ بات کہی گئی ہے، لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ پھر جنت کی ہر چیز میں تشبیہ و تمثیل کی تاویل کر کے جنت کو خیالی جنت بنا دیا جائے گا آخر اللہ کی قدرت سے یہ کیا بعید ہے کہ وہ اتنی وسعت والی جنت کا خالق ہو، اتنے بڑے عرض والی جنتیں ایک ایک متقی کو دو دو بجائیں گی یہاں یہ سوچنا کہ ایسی لق و دق جنت میں اکیلا جنتی رہ کر کیا کرے گا؟ لغو ہے، کیونکہ جنت میں اکیلا جنتی نہیں رہے گا بلکہ وہ تو بادشاہ کی طرح ہوگا۔ اس کی جنت حور و غلمان سے آباد ہوگی، پھر مکان کی وسعت اور اس کی تنگی مکان میں رہنے والے کی ہمت کے اعتبار سے ہوتی ہے، جھونپڑی میں رہنے والا امیروں کی کوٹھیوں کو دیکھ کر جو کئی کئی مربعوں پر مشتمل ہوتی ہیں حیران رہ جاتا ہے۔ اگر اس کو کوٹھی کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی دے دیا جائے تو وہ سوچے گا کہ میں اس لق و دق جگہ کا کیا کروں گا؟ دنیا، جنت کے مقابلہ میں ایک جھونپڑی سے زائد کیا حقیقت رکھتی ہے؟ جنت کی آبادی کا ذکر اس آیت میں ہے۔

” رہنے کی جنتیں، وہ ان میں داخل ہوں گے اور جو نیک تھے ان کے آباؤ اجداد سے اور بیویوں اور اولاد سے اور ہر دروازے سے فرشتے ان پر داخل ہو کر کہیں گے، تم پر سلامتی ہو (سلام علیکم) تمہارے صبر کے بدلے تو عاقبت کا گھر بہتر ہے۔ کیا وہ جنت ویران ہو سکتی ہے جس میں انسان کا تمام گلا پھلا کنبہ آمد و رفت رکھے اور جس میں فرشتوں کی ٹولیاں ہمہ وقت آکر دعا و سلام جاری رکھیں؟

وہ بوقت ملاقات سلام کہیں گے۔



یہ (خدا کے مخلص بندے) وہ لوگ ہیں جن کے لئے روزی مقرر ہے  
میرہ جات، اور وہ نعمت کی جنتوں میں باعزت ہیں۔ ایک دوسرے  
کے مقابل تختوں پر ہوں گے ان پر صاف شراب کے جام کا دور ہوگا  
سید رنگ، مزہ دینے والی پینے والوں کے لئے، نہ اس میں نشہ ہوگا  
اور نہ اسکو بچا کر پھینکیں گے، اور ان کے پاس بڑی آنکھوں والی  
لگا ہیں نیچی رکھنے والی جوئیں ہوں گی گویا وہ انڈے ہیں سیبے ہوئے  
پھر بعض، بعض کی طرف متوجہ ہوئے، ان میں سے ایک کہنے والے  
نے کہا۔ بیشک میرا ایک ساتھی تھا، کہتا تھا کیا تو اس بات کی تصدیق  
کرنے والوں میں تھا کہ جب ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں  
جزا ملے گی؟ کہنے لگا کیا تم جھانک کر دیکھو گے۔ پھر جھانک کر جو  
دیکھا تو اس کو دوزخ کے درمیان دیکھا۔ بولا خدا کی قسم تو تو مجھے ہلاک  
کرنے لگا تھا۔ اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی گرفتار ہونے  
والوں میں ہوتا۔

ان آیات میں ایک مومن کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے ایک کانسرٹ ناسا  
کو یاد کرے گا، پھر اسے جہنم کے عذاب میں مبتلا دیکھ کر خدا کا شکر بجالائے گا  
کہ اسکی راہ بد پر نہ چلا۔ جنت میں شراب بھی ہوگی مگر نشے سے خالی، اور پاکیزہ۔  
جنت میں ابدی زندگی ہوگی۔ فرمان الہی ہے۔

یقیناً پرہیزگار امن کے گھر میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں،  
باریک اور موٹا رشیم زیب تن کئے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے  
سامنے جلوہ گر ہوں گے، یہی ہوگا، اور ہم نے بڑی آنکھوں والی

جوئیں ان کے نکاح میں دیں، وہ اس میں جنت میں اپنے خوف

ہو کر ہر قسم کے میوہ جات طلب کریں گے۔ وہ اس میں (جنت میں) نہ چکھیں گے مگر وہی موت جو آچکی۔

جنت کی چار نہریں اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔

’ حال اس جنت کا جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے،

اس میں ناقابل تغیر پانی کی نہریں ہیں۔ اور دودھ کی نہریں ہیں جن

کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوا، اور شراب کی نہریں ہیں جس میں پینے والوں کے

لئے لذت ہے، اور صاف شہد کی نہریں ہیں۔

ایک اور مقام پر جنت اور اہل جنت کا تذکرہ اس دلچسپ پیرائے میں بیان کیا گیا۔

یقیناً پرہیزگار نعمت کی جنتوں میں ہیں، وہ میوے کھاتے ہیں جو

ان کے رب نے ان کو دیئے، اور ان کو ان کے رب نے دوزخ کے

عذاب سے بچایا۔ کھاؤ اور پیو بخوشی، بدلہ ان کاموں کا جو تم کرتے

تھے قطار در قطار بچھے ہوئے تختوں پر، اور ہم نے انکی زوجیت

میں بڑی آنکھوں والی حوریں دیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور

انکی ذریت نے ایمان کے ساتھ انکی اتباع کی تو ہم نے ان کے ساتھ

انکی ذریت کو ملا دیا اور ہم نے ان کے عمل میں سے کچھ نہیں گھٹایا۔

ہر شخص اپنے کئے ہوئے میں گروی ہے، اور ہم نے انکو مسلسل میوے

اور گوشت دیا جو انھوں نے چاہا۔ وہ اس میں (جنت میں) ایسے

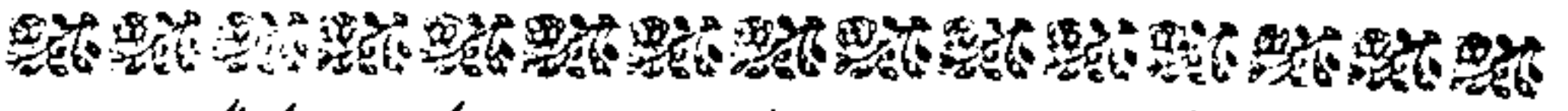
جام شراب پیتے ہیں جس میں نہ تو یہودہ کوئی ہے اور نہ گناہگار کرنا

ہے، اور ان پر گھومتے ہیں ایسے لڑکے گویا وہ (صرف میں پوشیدہ

موتی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے

سے (احوال) دریافت کرنے لگے۔ وہ بولے اس سے قبل ہم اپنے





اہلِ خُذّہ میں ڈرتے رہتے تھے تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو گرم ہوا کے عذاب سے بچایا۔ ہم پہلے ہی اسکی عبادت کرتے تھے۔ بیشک وہی اچھا برتاؤ کرنے والا مہربان ہے۔

قرآن کریم میں جس کثرت اور جس انداز سے جنت اور اسکی نعمتوں کا ذکر ہے اس سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ یہ سب کچھ استعارات کی زبان میں نہیں۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے، البتہ بعض مخصوص نعمتوں کا ذکر اور اس کا تکرار ان لوگوں کی رعایت سے ہے جو قرآن کے پہلے مخاطب تھے، ورنہ اصولی طور پر جنت ہر اس نعمت کا مرکز ہے جو کسی انسان کے تصور سے بھی بالاتر ہے، احادیث شریفہ میں جنت کی تفصیلی صفات بھی مذکور ہیں جنکا یہاں درج کرنا مقصود نہیں۔ البتہ ایک حدیث درج کی جاتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے (یعنی حدیث قدسی)

أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ (متفق علیہ)

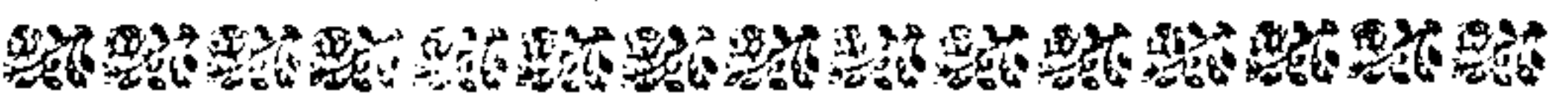
میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر گزرا۔

## دیدار خداوندی

جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ کا دیدار ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔  
وَجُودًا يَوْمَ مِيزَانٍ نَّارُ بَهَائِمٍ نَّارُ بَهَائِمٍ نَّارُ بَهَائِمٍ

کچھ چہرے اس دن ہشاش بشاش ہوں گے اپنے رب کو دیکھیں گے۔

حضرت صہیبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب





جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ کیا اس سے بھی زائد اب کچھ چاہیے تو وہ کہیں گے، اے اللہ! تو نے ہمیں سپید چہرے عطا کئے، جنت میں داخل کیا اور آگ سے بچایا، اب اور کیا مانگیں؟ پھر جب حجاب اٹھایا جائے گا تو لوگ خدا کا دیدار کریں گے، اور اس سے زائد عمدہ چیز کوئی نہ ہوگی۔

جب ہم اس زمین کے علاوہ دوسرے مقامات کے حالات سے بے خبر ہیں چاند کی زمین ہمارے لئے مہم بنی ہوئی ہے۔ مرتخ پر تحقیق جاری ہے تو جنت کے عجیب و غریب حالات کو ہم قصہ کہانی کہہ کر سطرچ رد کر سکتے ہیں؟ اسلام نے جنت دوزخ جیسی اعتقادی چیزوں کو ثنائی حیثیت نہیں دی ہے۔ ان چیزوں کی حیثیت اولین ہے۔

## دوزخ کا بیان

جنت کی طرح دوزخ بھی پیدا کی جا چکی ہے۔ قرآن میں ہے اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔ جہنم کافروں کے لئے تیار کر لی گئی ہے۔ قرآن و حدیث میں دوزخ اور اس کی صفات واضح طور پر بیان کی گئی ہیں، انکو تمثیلات و استعارات کہنا قرآن کی صریح آیات کے انکار کے مترادف ہے۔

قرآن و حدیث میں دوزخ کو جہنم، یا، النَّار کہا گیا ہے، مندر ذیل آیات جہنم اور اس کے عذاب کو بیان کرتی ہیں۔

۱۔ جہنم بہت برا ٹھکانا ہے،

۲۔ اور کافی ہے جہنم کی بھڑکتی آگ، یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات سے کفر کیا، ہم ان کو آگ میں ڈالیں گے، جب بھی جل جائیں گی انکی کھالیں تو ہم ان کو بد لے میں دوسری کھالیں دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔

۱۔ مسلم۔ نیز بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی دیدار خداوندی کی روایت ہے۔ بخاری ۱۱



اس آیت میں جہنم کے عذاب کو ناقابل ختم بتایا گیا ہے اور اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ آگ میں بھسم ہو جانیکے بعد کچھ بھی نہ رہے گا۔ بلکہ ہوگا یہ کہ نار جہنم کے اثر سے جب کھال جل جائے گی تو نئی کھال دی جائے گی تاکہ عذاب دیا جاتا رہے۔

۳۔ جس دن آگ دہکائی جائے گی اس پر (اس مال پر جسکی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے) پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے، اور ان کے پہلو اور انکی پیٹھیں۔  
اس آیت میں جہنم کے عذاب کی ایک نوعیت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ سونا چاندی گرم کر کے اس سے جسم جلایا جائے گا تاکہ لوگوں کو مال کی بے جا محبت کا مزہ مل جائے۔

ان آیات کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں ————— احادیث میں کچھ زائد تفصیل ہے جو مختصراً درج کی جاتی ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زائد ہے ————— دنیا کی آگ سے مراد جو بے میں جلانی جانے والی آگ نہیں ہے بلکہ دنیا میں جہاں بھی جو بھی سب سے زائد درجہ حرارت ہے اس سے ستر گنا زائد۔ اور ستر گنا کا لفظ تجدید کے لئے نہیں بلکہ محض شدت کے اظہار کے لئے ہے۔

۲۔ ابن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس دن جہنم کو ستر ہزار لگامیں لگا کر لایا جائے گا۔ ہر لگام ستر ہزار فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ اسے گھسیٹ کر لائیں گے (مسلم)

۳۔ نعمان بن بشیرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس



جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جو آگ کے جوتے پہنے ہوئے ہوگا جس سے اس کا دماغ اس طرح ابل رہا ہوگا جس طرح ہانڈی جو شش مارتی ہے۔

۴۔ ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا جب سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک جلایا گیا تو سید پڑ گئی پھر ایک ہزار سال تک جلایا گیا تو سیاہ ہوگئی۔

۵۔ ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ گرم پانی جہنمی کے سر پر ڈالا جائے گا تو وہ اس کے سر سے اندر داخل ہوگا اور اس کے پیٹ کی تمام چیزوں کو نکال کر قدموں سے نکل جائے گا پھر آدمی اصلی حالت پر لوٹ آئے گا۔

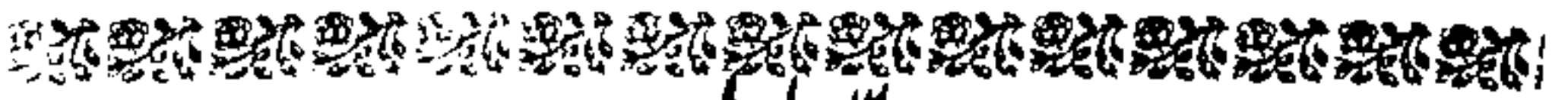
۶۔ ابو امامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پیپ جہنمی کے منہ کے قریب لانا جائے گی اور جب وہ اسے پئے گا تو اسکی آنتیں کٹ کر نکل جائیں گی، اسی قسم کا مضمون قرآن میں بھی ہے۔

۷۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جہنم میں ایک درخت زقوم ہے۔ اس کا ایک قطرہ اگر دنیا میں گر جائے تو کھلانے کی تمام چیزیں فاسد ہو جائیں گی۔ مگر اس درخت کا پھل جہنمیوں کی مستقل غذا ہوگی۔

۸۔ عبداللہ بن حارثؓ سے مروی ہے کہ جہنم کے سانپ بجختی اونٹوں کے برابر ہوں گے۔ انہیں سے اگر ایک ڈس لے تو اسکی جلن چالیس سال تک محسوس ہو۔ اور جہنم کے بچھو پالان وائے خجروں کی طرح ہیں اگر ان میں سے کوئی کاٹ لے تو اسکی جلن چالیس سال محسوس ہو۔

لے ترمذی لے ترمذی لے ترمذی لے ترمذی لے ترمذی





## حصہ طہارت

اسلام طہارت اور پاکیزگی پر بہت توجہ دیتا ہے، اسلامی تعلیمات نے طہارت و نفاست کا درس اس وقت دیا جب دنیا صفائی ستھرائی کے فوائد سے مطلقاً نا بلد تھی اور آج جدید طبی اصول بھی اسلام کے پیش کردہ نظام طہارت سے زائد کچھ پیش نہ کر سکے۔ پاکی سے مراد، جسم، لباس، مکان، ماحول سب کی پاکی ہے۔ پہلے ہم جسم کی پاکی سے بحث کرتے ہیں۔

### وضو

وضو میں کچھ فرائض ہیں، کچھ سنتیں ہیں اور کچھ آداب و مستحبات ہیں جن کا ذکر تفصیل سے کیا جاتا ہے۔

**وضو کے فرائض** | پہلا فرض :- چہرہ کو دھونا، یعنی پیشانی سے (اس سے مراد پیشانی کا وہ حصہ ہے جہاں بالوں کی انتہاء ہوتی ہے) ٹھوڑی

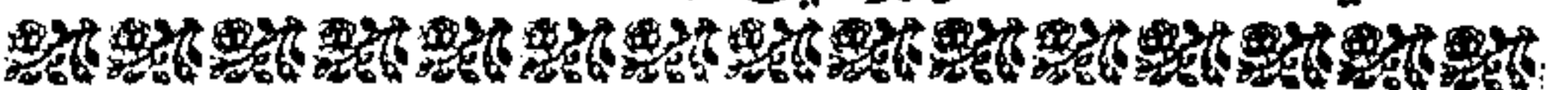
تک لمبائی میں اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک، اس سے پورے حصہ پر ایک مرتبہ پانی کا بہانا فرض ہے۔

۱۔ مونچھوں، بھوؤں یا داڑھی کے بال اگر اتنے گھنے ہوں کہ نیچے کی کھال نظر نہ آتی ہو تو کھال کا دھونا فرض نہیں، بلکہ ان بالوں کا دھونا فرض ہے، اور اگر بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے۔

۲۔ آنکھوں کا اندرونی حصہ نہ دھونا چاہیئے یہ آنکھوں کے لئے مضر ہے۔

دوسرا فرض :- دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا، کہنیاں بھی دھونے میں شامل ہیں، انگوٹھیاں، پھلے، چوڑیاں وغیرہ اگر اتنے ڈھیلے ہوں کہ ان کے نیچے پانی خود بخود بہہ جاتا ہو تو ان کو حرکت دینے کی ضرورت نہیں ورنہ ان کو حرکت

لے المائدہ آیت - ۶ ، ۷ المائدہ آیت - ۶



پانی چاہیے تاکہ ان کے نیچے پانی پہنچ جائے۔

تیسرا فرض :- سر کا مسح کرنا ہے، اس میں فرض چوتھائی سر کا مسح ہے،

۱۔ مسح کرتے وقت ہاتھ تر ہونے چاہئیں، چاہے نئے پانی سے ہاتھ تر کئے گئے ہوں یا کسی عضو کے دھونے کے بعد ہاتھوں میں تری باقی رہ گئی ہو دونوں صورتوں میں مسح درست ہوگا۔

۲۔ اگر کسی عضو کا مسح کیا ہو تو اس کے بعد ہاتھوں میں جو تری ہے وہ سر کے مسح کے لئے ناکافی ہوگی۔

چوتھا فرض :- دونوں پیروں کو گٹھوں تک اس طرح دھونا کہ گٹھے بھی دہل جائیں۔

۱۔ پیروں کے دھونے میں خصوصی احتیاط کی ضرورت ہے، عام طور پر ایڑیاں خشک رہ جاتی ہیں، ان کو مل کر دھونا چاہیے، اس طرح انگلیوں کی گھائیوں میں بھی پانی پہنچانا چاہیے، تاکہ خشک نہ رہ جائیں، ان حصّوں کا ترک کر لینا کافی نہیں بلکہ ان پر بہہ جانا ضروری ہے۔

۲۔ جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و احتیاط میں حرج ہو، ناخنوں کے اندر یا اوپر کسی دھونے کی جگہ اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار ہو اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ بہے اگرچہ سخت چیز ہو دھو، ہو جائے گا جیسے پکانے گوشت دھونے والوں کے لئے آٹا، رنگریز کے لئے رنگ کا جرم، عورتوں کے لئے مہندی کا جرم لکھنے والوں کے لئے روشنائی کا جرم، مزدور کے لئے گارا مٹی، عام لوگوں کے لئے کوئے یا پلک میں سرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، چھر کی بیٹ وغیرہ یہی حال نیل پالش کا ہے، کہ اس کے ساتھ وضو اور غسل بھی ہو جائے گا۔

## وضو کی سنتوں کا بیان

۱۔ وضو سے پہلے یہ نیت کرنا کہ میں اللہ کا حکم بجا لاتے ہوئے ثواب کی خاطر وضو کر

لے بہار شریعت :- ۱۲ - ۱۳ مصنف

پانی چاہیے تاکہ ان کے نیچے پانی پہنچ جائے۔

رہا ہوں، نیت زبان سے کرنا ضروری نہیں بلکہ دل میں کافی ہے، اگر بلا نیت وضو کیا تو اس وضو سے نماز تو ہو جائے گی مگر وضو کا ثواب نہ ہوگا،

۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا،

۳۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹھوں تک دھونا،

۴۔ مسواک کرنا، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کئے جائیں،

۵۔ تین مرتبہ نئے پانی سے کلی کرنا،

۶۔ تین مرتبہ نئے پانی سے ناک میں پانی پڑھانا، مگر اس احتیاط سے کہ ناک کے نرم حصے تک نہ پہنچے، زیادہ اوپر نہ چلا جائے، اگر ناک صاف کرنا ہو تو بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں،

۷۔ داڑھی کا خلال کرنا، انگلیوں کو داڑھی کے نیچے سے اوپر کی طرف نکالیں۔

۸۔ ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال بھی کریں،

۹۔ دھوئے جانے والے ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا،

۱۰۔ پلوں سے سر کا مسح کرنا،

۱۱۔ دونوں کانوں کا مسح کرنا،

۱۲۔ وضو کو ترتیب سے کرنا یعنی پہلے چہرہ، پھر ہاتھ، پھر سر کا مسح اور پھر پیروں کا دھونا،

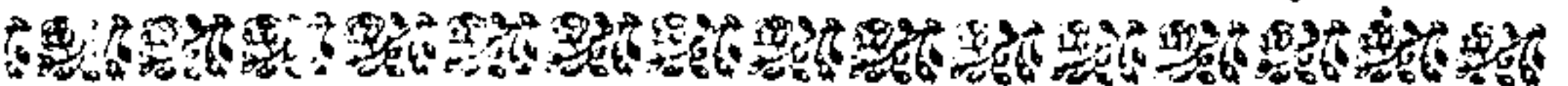
۱۳۔ اعضاء وضو کا پے درپے دھونا یعنی اس طرح کہ ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے ہی دوسرا عضو دھولیں،

## وضو کے مستحبات

۱۔ داہنی جانب سے ابتداء کرنا،

۲۔ وضو کرتے وقت کعبہ کی طرف رخ ہونا،

۳۔ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا،







۴۔ وضو کا پانی پاک جگہ گرانا،

۵۔ اطمینان سے وضو کرنا،

۶۔ وضو کے قطرات سے کپڑوں کا بچانا،

مذکورہ مستحبات کے علاوہ بھی کچھ مستحبات ہیں جو طوالت کے باعث ترک کئے جاتے ہیں،

## مکروہات وضو کا بیان

۱۔ عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا،

۲۔ ناپاک جگہ بیٹھنا،

۳۔ ناپاک جگہ وضو کا پانی گرانا،

۴۔ مسجد کے اندر وضو کا پانی گرانا،

۵۔ اعضاء وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرات کا ٹپکانا،

۶۔ قبلہ کی طرف تھوکنا یا ناک سنکنا،

۷۔ بلا ضرورت دنیاوی بات چیت کرنا،

۸۔ زیادہ پانی خرچ کرنا،

۹۔ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ وضو مسنون طریق پر نہ ہو سکے،

۱۰۔ ایک ہاتھ سے منہ دھونا،

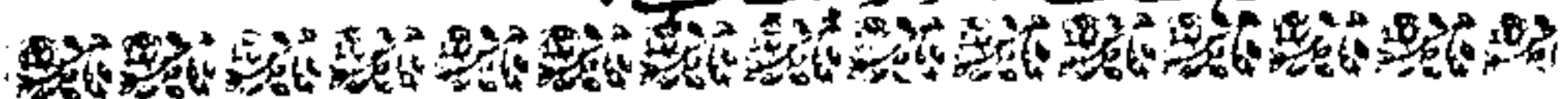
۱۱۔ بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا،

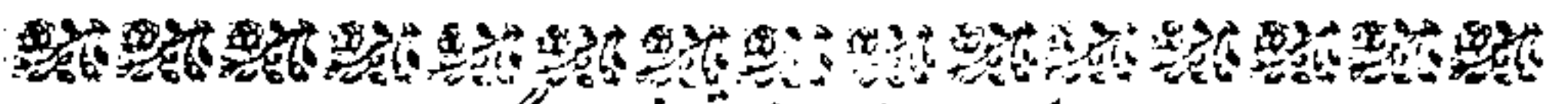
## وضو سے متعلق بعض ضروری مسائل

۱۔ بے وضو شخص کو نماز، سجدہ تلاوت، اور نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں، اور

ایسا شخص قرآن کریم کو چھو نہیں سکتا،

۲۔ طواف کعبہ کے لئے وضو واجب ہے،



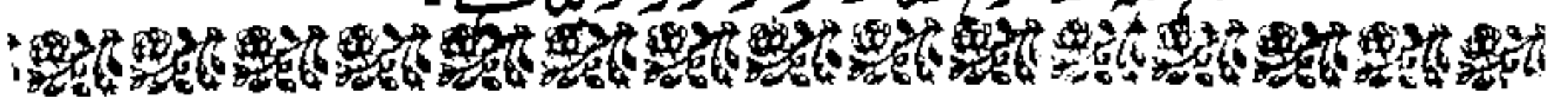


۳۔ مندرجہ ذیل کاموں کے لئے وضو فرض تو نہیں مگر سنت ہے،

غسل جنابت سے پہلے، جنبی شخص کو کھانے، پینے، سونے سے پہلے مؤذن کو اذان اور اقامت سے پہلے، خطبہ جمعہ و عیدین، زیارت، روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، وقوف عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے، اس کے علاوہ بعض مقامات پر وضو مستحب ہے۔

## وضو توڑنے والی چیزیں

- ۱۔ پیشاب، پانچانہ یا شرمگاہوں سے نکلنے والی دوسری اشیاء، خواہ کسی قسم کی کوئی چیز نکلے۔
- ۲۔ عورت کے اگلے مقام سے جو رطوبت عام حالات میں نکلتی ہے وہ وضو نہیں توڑتی ہے، اور اگر کپڑے پر لگ جائے تو وہ کپڑا ناپاک نہیں ہوتا،
- ۳۔ مرد و زن مرد یا عورت کے (دبیر) پیچھے سے ہوا کا خارج ہونا وضو توڑ دیتا ہے،
- ۴۔ خون، پیپ یا زرد پانی جسم کے کسی حصہ سے نکلا اور بہہ کر جسم کے ایسے حصوں تک پہنچا جن کا غسل اور وضو میں دھونا فرض ہے، اگر خون صرف جھلک آیا، بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔
- ۵۔ اگر کوئی پھالا نوچ دیا، مگر اس میں سے کوئی چیز نکل کر نہ ہی تو وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر بہہ گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- ۶۔ اگر دانت مابچھنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مسوڑوں سے خون نکلا تو اگر خون غالب ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔
- ۷۔ منہ بھر کر تے خواہ کھانے کی ہو، پانی کی یا صفراء کی وضو کو توڑ دیتی ہے، مگر خالص بلغم کی تے وضو نہیں توڑتی۔
- ۸۔ غفلت کی نیند وضو توڑ دیتی ہے اور اگر ہلکی نیند آئی جس میں غفلت طاری نہ ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔
- ۹۔ بحالت نماز متیقہ لگا کر منسنا وضو کو توڑ دیتا ہے۔



نوٹ :- یہ مسائل بقدر ضرورت ذکر کئے گئے ہیں، تفصیلات طویل کتب میں ہیں۔

غسل کے فراموشی، غسل کی سنتیں اور اس کا طریقہ

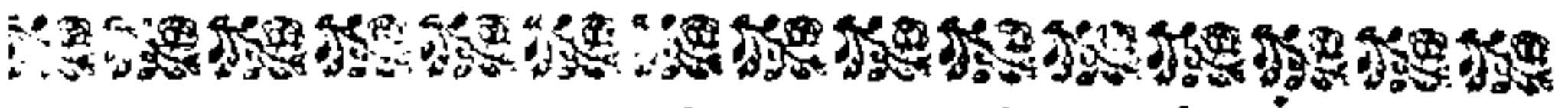
## غسل کا بیان

غسل کے تفصیلی احکام احادیث صحیحہ میں مذکور نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تاکید و تفصیل سے ان احکام کو ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے طہارت پر کتنی توجہ دی ہے اور اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ نظری طور پر جسم اور ماحول کی پاکیزگی انسان کی روح پر اثر انداز ہوتی ہے، شرعی لحاظ سے غسل کی کئی قسمیں ہیں۔

## غسل فرض کے مسائل

卷之四





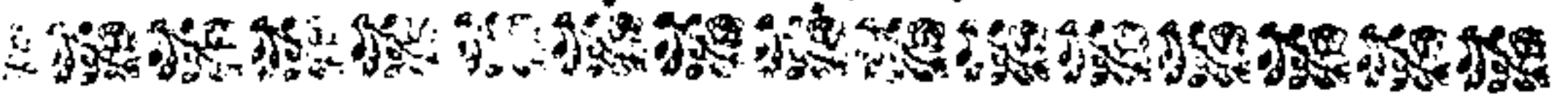
کی جاتی ہے۔ غسل فرض میں تین چیزیں فرض ہیں۔

۱۔ کلی :- اس سے مراد وہ کلی نہیں جو عام حالات میں کی جاتی ہے۔ یعنی تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر باہر نکال دیا جائے۔ بلکہ اس کلی میں ضروری ہے کہ منہ سے ہر شے تک ہر حصے میں پانی پہنچے، زبان کے نیچے، داڑھوں کے پیچھے۔ رخسار کی تہہ میں۔ دانتوں کی جڑ اور دانتوں کی کھڑکیوں میں پانی کا پہنچنا ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر کسی جز کو چھوڑ دیا گیا تو غسل نہ ہوگا۔ دانتوں میں اگر کوئی ایسی چیز لگی ہے جو بہ آسانی نہیں چھوٹ سکتی۔ جیسے پان کھانے والوں کے دانتوں پر چونے کی تہ جم جاتی ہے تو یہ معاف ہے، اگر کوئی دانت تار سے باندھا گیا ہے یا سالہ سے جوڑا گیا ہے اس کے نیچے بھی پانی پہنچانا

معاف ہے۔ ۲۔ ناک میں پانی ڈالنا :- یعنی نیتھنوں کا نرم حصہ دھل جانا چاہیے اگر ناک میں رطوبت سوکھ جائے تو اس کو چھڑانا ضروری ہے۔

۳۔ بدن کا دھونا :- یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک ہر حصے پر پانی کا بہہ جانا۔ اس سلسلہ میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بعض اعضاء ایسے ہیں جن پر اگر توجہ نہ دی جائے تو وہ دھلنے سے رہ جاتے ہیں۔ لہذا پہلے ان کو مل لینا چاہیے۔ پھر ان پر خصوصی طور سے پانی بہانا چاہیے۔

ضروری ہدایات :- (۱) سر کے بال اگر گندھے نہ ہوں تو تمام بالوں کی نوک سے جڑ تک پانی بہانا فرض ہے۔ اور اگر گندھے ہو تو مرد پر فرض ہے کہ کھول کر نوک سے جڑ تک پانی بہائے اور عورت کے لئے چوٹی کھولنا ضروری نہیں صرف بال کی جڑوں تک پانی پہنچانا کافی ہے۔





۲۔ جسم میں جہاں سلو میں اور جھریاں ہوں ان کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

۳۔ اگر کسی عضو پر زخم ہے، یا پانی بہنا نقصان دہ ہے تو اس پوئے عضو کا مسح کرنا چاہیئے، اگر زخم پر پٹی ہے تو صرف پٹی کا ہی مسح کافی ہوگا، مسح کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ پانی سے دھو کر ہاتھ جھٹک دیں اور پھر پٹی پر پھر دیں۔

۴۔ نزلہ ہو یا اور کوئی بیماری جس میں غالب گمان ہو کہ سر سے نہانے کی صوت میں مرض میں زیادتی ہوگی یا اور امراض پیدا ہو جائیں گے تو گردن سے نہالیں اور سر پر تر ہاتھ پھیر لیں۔ نند رست ہونے کے بعد صرف سر کا دھولینا کافی ہوگا۔

۵۔ روٹی پکانے والوں کے ناخنوں میں آٹا، کاتبوں کے ناخنوں پر سیاہی اسی طرح دوسرے کام کرنے والوں کے ناخنوں پر اگر کوئی جسم دار چیز ہو اور اس کے چھڑانے میں دقت ہو تو وضو اور غسل بلا چھڑائے ہو جائے گا۔ اسی طرح عورتوں کی نیل پالش اگر باسانی ناخنوں سے نہ چھوٹ سکے تو بھی وضو اور غسل ہو جائے گا۔<sup>۱</sup>

### غسل کی سنتیں

مندرجہ ذیل چیزیں غسل میں سنت ہیں یہ سنتیں ترتیب سے لکھی گئی ہیں ترتیب بھی سنت کے

۱۔ نیت غسل۔ یعنی دل میں یہ ارادہ کرنا کہ میں بڑی نجاست سے پاک ہو رہا ہوں۔

۲۔ تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کا گٹھوں تک دھونا۔

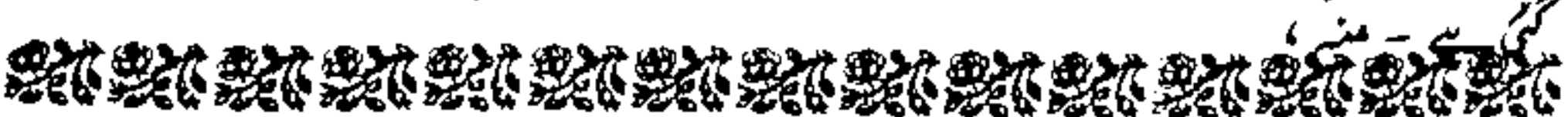
۳۔ استنجے کی جگہ دھونا چاہئے وہاں نجاست نہ بھی ہو۔

۴۔ بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کا دور کرنا۔

۵۔ وضو کرنا اور اگر نہانے کی جگہ استعمال کا پانی کھڑا ہو جاتا ہو تو پیر آخر میں دھو لیں

اور اگر اونچی جگہ پر ہوں تو مکمل وضو کر لیں۔

۱۔ یہ فقیر کی ذاتی رائے ہے کیونکہ ہمارے فقہاء نے اس قسم کی بہت سی اشیاء میں سہولت کا خیال رکھا ہے۔ مثلاً دانتوں پر چونا، یا عورتوں کی چوٹی یا کام کرنے والوں کے ناخنوں پر جسم دار چیز کے معاملات میں رعایت رکھی



۶۔ تمام بدن پر پانی کامل لینا تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

۷۔ تین مرتبہ دائیں مونڈھے پر پانی بہانا۔

۸۔ تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر پانی بہانا۔

۹۔ سر پر سے تین بار سارے بدن پر پانی بہانا۔

۱۰۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ نہانا۔

۱۱۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کر نہانا۔

۱۲۔ غلٹمانہ وغیرہ میں نہانا یا کوئی کپڑا ناف سے گھٹنوں تک باندھ لینا۔ مرد کو

ناف سے گھٹنوں تک جسم کا چھپانا فرض ہے۔

۱۳۔ بات چیت نہ کرنا۔

۱۴۔ عورتوں کو میٹھ کر نہانا چاہیے۔

مذکورہ بالا چیزوں میں سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو غسل تو ہو جائے گا مگر

ترک سنت کی کراہت رہے گی۔

## غسل کب فرض ہوتا ہے

۱۔ منی کا شہوت کی وجہ سے نکلنا۔ اگر محنت و مشقت کی وجہ سے نکلی تو

غسل نہیں البتہ وضو جاتا رہا۔

۲۔ اگر تپلی منی پیشاب کے ساتھ بلا شہوت نکلی تو غسل فرض نہیں۔

۳۔ سو کر اٹھنے کے بعد کپڑے پر کچھ نشانات پائے تو اسکی چند صورتیں ہیں۔

(۱) اگر اس کے منی یا مزی ہونے کا یقین یا احتمال ہے تو غسل واجب ہے

(۲) اگر یقین ہے کہ منی یا مزی نہیں کچھ اور ہے تو غسل واجب نہیں۔

(۳) اگر منی ہونے کا یقین ہے، مگر مزی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام

نکلا



ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں ورنہ ہے۔

۴۔ ذکر (مرد کی پٹیاب کی جگہ) کا سر عورت کی شرمگاہ میں داخل کرنے پر  
دولوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ بغیر شہوت کے ہو، خواہ منی نکلے  
یا نہ نکلے۔

۵۔ عورت حیض سے فارغ ہوئی تو اس پر غسل فرض ہے۔

۶۔ نفاس (بچہ ہونے کے بعد جو خون آتا ہے) سے فارغ ہوئی تو بھی غسل  
فرض ہے۔

## غسل کی دوسری قسمیں

۱۔ جمعہ۔ عید الفطر۔ عید الاضحیٰ۔ عرفہ کے دن احرام باندھتے وقت  
غسل کرنا سنت ہے۔

۲۔ وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، حاضری بیت اللہ۔ حاضری روضہ  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ طواف۔ منیٰ میں داخل ہونے کے لئے۔  
جمرات پر کنکریاں مارنے کے لئے۔ شب برات۔ شب قدر۔ عرفہ کی رات  
محفل میلاد شریف۔ اور کسی بھی مجلس خیر کے لئے۔ مردہ نہلانے کے بعد  
دیوانہ کو دیوانگی ختم ہونے کے بعد۔ غشی سے افاقہ کے بعد۔ نشہ  
جاتے رہنے کے بعد۔ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد۔ نیا کپڑا پہننے سے پہلے اور سفر سے  
آنے والے کے استقبال کے لئے۔ استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد۔ نمار  
کسوف، خسوف، استسقاء، خوف، تاریکی اور سخت آندھی کے لئے اور  
بدن پر کسی جگہ نجاست لگ گئی ہو مگر معلوم نہیں کہاں ہے تو ان سب صورتوں  
میں غسل مستحب ہے۔

~~~~~

●۔ غسل واجب میں تاخیر نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے۔ "جس گھر میں

ناپاک آدمی ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

●۔ اتنی دیر کی کہ نماز کا آخری وقت ہو گیا تو گنہگار ہو گا۔

●۔ اگر ناپاک شخص کھانا چاہتا ہے یا بیوی سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وضو کرے

یا کم از کم ہاتھ منہ دھو کر کلی کرے۔ اور اگر ایسا کئے بغیر کھالیا تو گناہ نہیں مگر

مکروہ ہے، کہتے ہیں ایسا کرنا محتاجی کا باعث ہے۔

●۔ رمضان شریف میں صبح ہونے سے پہلے نہالینا چاہیئے اور اگر نہ نہایا تو

روزہ میں کچھ نقصان نہیں۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ناک میں اندر تک پانی اور حلق

تک پانی رات کو ہی پہنچائے۔ کیونکہ دن میں غسل کرتے وقت روزہ کی وجہ

سے ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔

●۔ ناپاک مرد و عورت جن پر غسل واجب ہے انکو مندرجہ ذیل باتیں ممنوع ہیں۔

(۱) مسجد میں جانا (۲) طواف کرنا (۳) قرآن مجید چھونا (۴) بغیر چھوئے دیکھ

کر یا زبان پر پڑھنا (۵) کسی آیت کا لکھنا (۶) قرآنی آیات کا تعویذ لکھنا (۷)

ایسے تعویذ کا چھونا (۸) ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جس پر حروف مقطعات

نقش ہوں۔ البتہ اگر تعویذ پر چاندی کا خول چڑھالیا جائے یا اسپر سیہ

یا پتر چڑھالیا جائے تو ان چیزوں کے پہننے یا چھونے میں حرج نہیں۔

●۔ بے وضو شخص قرآن مجید کو چولی، یا اپنے رومال سے پکڑ کر رکھ سکتا ہے

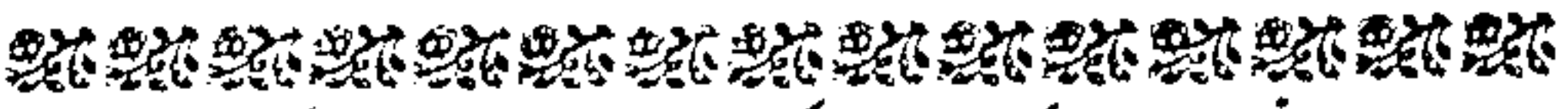
قرآن کی جزدان یا اپنے لباس سے نہیں اٹھا سکتا، مثلاً کوئی شخص اپنے

دامن سے پکڑ کر اٹھائے تو یہ ناجائز ہے۔

قرآن کی آیت یا چند آیات بہ نیت تبرک یا بہ نیت دعا پڑھی جاسکتی ہیں

مثلاً بسم اللہ شریف، انا للہ، آیت الکرسی وغرہ۔

●۔



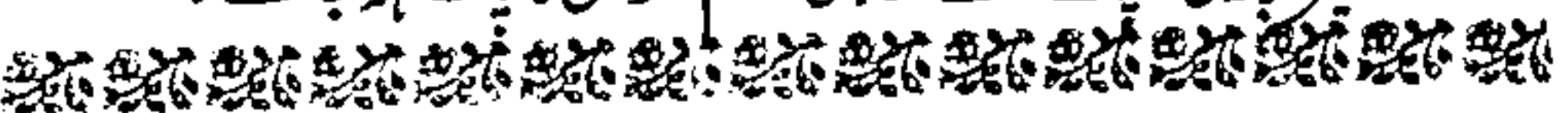
- بے وضو شخص قرآن کو نہیں چھو سکتا، زبانی یاد رکھ کر پڑھ سکتا ہے۔
- قرآن کا لفظی ترجمہ خواہ کسی زبان میں بھی ہو اس کے چھونے اور پڑھنے کے وہی احکام ہیں جو عربی قرآن کے ہیں البتہ تفسیر والے قرآن کا چھونا ممنوع نہیں لیکن جہاں آیت لکھی ہو وہاں انگلی یا ہاتھ رکھنا ممنوع ہے۔

## پانی کے مسائل

چونکہ وضو اور غسل پاک پانی ہی سے جائز ہیں اس لئے پاک اور ناپاک پانی کی پہچان ضروری ہے۔

### پانی کے ناپاک ہونے کی صورتیں

- ۱۔ ندی - نالے - چشمے - کنویں - برف اور اولے اور بارش کا پانی پاک ہے۔
- ۲۔ اگر کوئیں میں آدمی یا جانور کا پیشاب، بہتا ہوا خون، کسی قسم کی شراب کا قطرہ ناپاک لکڑی، کپڑا یا کوئی اور ناپاک چیز گر جائے، تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اور پورے کوئیں کا پانی نکالنا ہوگا۔
- ۳۔ جن چوپایوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب یا پاخانہ، مرغی یا بطخ کی بیٹ بھی تمام کنویں کو ناپاک کر دے گی۔
- ۴۔ کنویں میں آدمی، بکری، کتا یا کوئی اور جانور جس میں خون ہو، ان کے برابر یا ان سے بڑا اگر گر جائے تو بھی تمام کنواں ناپاک۔
- ۵۔ مرغ - بلی - چوہا - چھپکلی یا اسی قسم کے اور جانور جن میں خون ہوتا ہے کنویں میں مرکہ بھول یا بھٹ جائیں یا باہر سے مرکہ کنویں میں جاگرس اور بھر بھول بھٹ گئے تو بھی تمام کنواں ناپاک ہو جائے گا۔

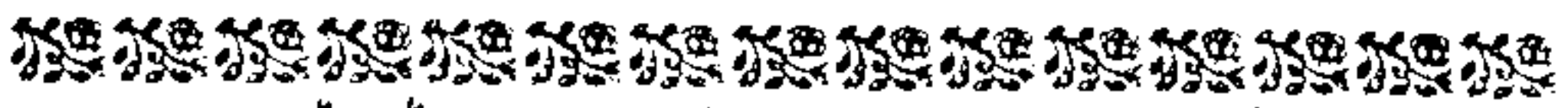




۶۔ مردار کی ہڈی جیسر گوشت یا چکناٹی لگی ہو اگر کنویں میں گر جائے تو تمام کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ ہاں اگر ہڈی صاف ہو تو پاک رہے گا سوائے خنزیر کی ہڈی کے۔

وہ صورتیں جنہیں تھوڑا سا پانی نکال دینا کافی ہے

- ۱۔ چوہا۔ چڑیا۔ چھپکلی۔ گرگٹ، ان کے برابر یا ان سے چھوٹا کوئی جانور۔  
رخون والا) کنویں میں گر گیا مرکز تو بیس ڈول سے تیس ڈول تک پانی نکال کافی ہے۔
- ۲۔ کبوتر، مرغی، بلی یا اسی قسم کی چیزیں گر کر مرجائیں تو چالیس سے ساٹھ ڈول تک۔
- ۳۔ دو چوہے اگر گر کر مرجائیں تو وہی بیس سے تیس تک اور پانچ تک ہوں تو چالیس سے ساٹھ تک اور اس سے زائد ہوں تو تمام پانی نکالا جائے۔
- ۴۔ دو بلیاں مرجائیں تو سب پانی نکالا جائے گا۔
- ۵۔ وہ شخص جس پر غسل فرض ہے، یا بے وضو شخص اگر بلا ضرورت کنویں میں اترے اور بدن پر ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول پانی نکالا جائے۔ اور اگر ڈول نکالنے کے لئے اتریں تو کچھ نہیں نکالا جائے گا۔
- ۶۔ خنزیر کے علاوہ اگر کوئی اور جانور کنویں میں گرا اور زندہ نکل آیا۔ اور اس کے جسم پر یقینی طور پر نجاست نہ تھی اور نہ ہی اس کا منہ پانی میں پڑا تو ایسی صورت میں بیس ڈول پانی نکال دینا بہتر ہے۔ اور اگر اس کے جسم پر نجاست کا لگا ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو کل پانی نکالا جائے گا اور اگر اس کا منہ پانی میں ڈوب گیا ہو تو جو اس کے جوٹھے کا حکم ہے وہی اس پانی کا حکم ہے یعنی اگر جوٹھا مشکوک یا ناپاک ہے تو کل پانی نکال دیا جائے گا اور اگر



مکروہ ہے تو چوہے وغیرہ میں ہیں ڈول اور چھوٹی موٹی مرغی میں چالیں  
ڈول اور وہ جالور جنکا جوٹھا پاک ہے انہیں بھی میں ڈول نکالنا بہتر ہے  
اگر مرغی بند رہتی ہے تو کچھ نہ نکالا جائے گا۔

۷۔ جوتا یا گیند کنویں میں گر گئی اور اس کے ناپاک ہونے کا یقین نہیں تو بیس  
ڈول نکالے جائیں گے۔

### مراہو جالور کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے

اگر مراہو جالور کنویں سے نکلا اور اس کے گرنے اور مرنے کا وقت معلوم  
ہے تو پانی اسی وقت سے ناپاک ہے۔ اس وقت کے بعد اگر کسی نے اس پانی سے  
وضو یا غسل کیا تو نہ ہوا۔ اور نمازیں بھی نہ ہوں سب کا لوٹنا ضروری ہے، اگر  
کپڑے دھوئے تھے وہ دوبارہ دھوئے جائیں غسل دوبارہ کیا جائے۔ اور  
اگر وقت معلوم نہیں تو جو وقت معلوم ہوا پانی اسی وقت سے ناپاک سمجھا جائے گا۔  
خواہ پھولا پھٹا ہی کیوں نہ برآمد ہوا ہو۔

### کنویں سے پانی نکالنے کا طریقہ

جہاں کچھ ڈول پانی نکالنے کا حکم ہے وہاں ڈول سے مراد وہی ڈول ہے  
جو اس کنویں پر استعمال میں آتا ہے پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ لبالب بھرا ہو اگر  
اس میں سے کچھ چھلک کر گر جائے تو کچھ حرج نہیں اور اگر اس کنویں پر کوئی مخصوص  
ڈول نہ ہو تو ساڑھے چار سیر پانی ایک ڈول سمجھا جائے گا۔ اگر مشین کے ذریعے  
مانی نکالنا ہو تو ڈول کے حساب سے نکالیں اس میں اندازہ کافی ہوگا اگر کل پانی نکالنا ہو تو دو



آدمیوں سے جو اس محلے میں مہارت رکھتے ہوں معلوم کریں کہ اس کنویں میں کتنا پانی ہے۔ اور یہ کہ کتنے ڈول نکالنے سے اس کا موجودہ پانی ختم ہو جائے گا پھر تیزی سے پانی نکال دیا جائے اور اگر اس اثنا میں کچھ نیا پانی آتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

- ۲۔ کنویں کی مہارت کے سلسلے میں جو بھی پانی نکالا جائے اس سے پہلے نا پاک چیز کو خارج کر لیا جائے، ورنہ پانی نکالنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔
- ۳۔ اگر کنویں میں نا پاک لکڑی یا کپڑے کا نا پاک ٹکڑا لگا جائے اور غائب ہو جائے تو وہ لکڑی یا کپڑا کنویں کے حکم کے تابع ہو کر پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح کوئی بھی نا پاک چیز گل سرکہ مٹی بن گئی تو اس کا نکالنا ضروری نہیں۔
- ۴۔ پانی نکالنے سے کنویں کا پانی ڈول، رسی اور اس کے گرد کی منڈیر سب چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

## جاری پانی کا بیان

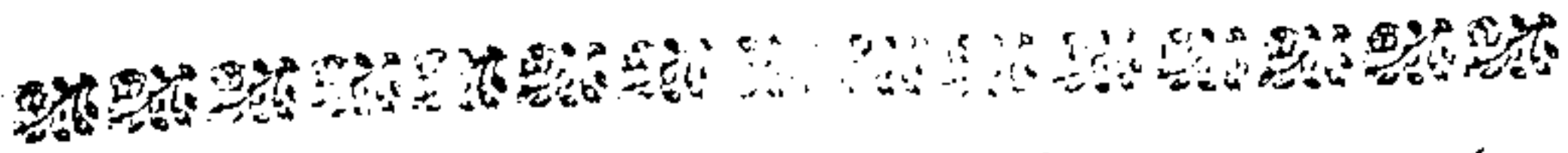
اس سے مراد وہ پانی ہے جسے عام طور پر لوگ جاری سمجھتے ہیں یا وہ جس میں اگر تنکا ڈالا جائے تو بہا لے جائے۔

- ۱۔ اگر جاری پانی میں کوئی نا پاک چیز ڈال دی جائے یا پڑ جائے تو جب تک اس کا رنگ مزہ یا بو نہ بدل جائے پاک نہ ہوگا۔ پھر جب یہ کیفیت زائل ہو جائے تو از خود پاک ہو جائے گا۔

- ۲۔ بارش ہوتے وقت جو پانی چھت کے پر نالوں سے گرتا ہے۔ یا نالیوں میں بہتا ہے یا سرطکوں پر بہتا ہے وہ پاک ہے خواہ وہ نجاست پر سے گذر کر

۱۔ عالمگیری ص ۲۱۲ تبیین ، ۲۔ منیۃ المصلیٰ





کیوں نہ آرہا ہو۔ ہاں اگر اس کا مزہ، بو یا رنگ تبدیل ہو چکا ہے یا نجاست کے اجزاء صاف نظر آرہے ہیں تو وہ ناقابل استعمال ہے۔

## بڑے حوض کے پانی کا حکم

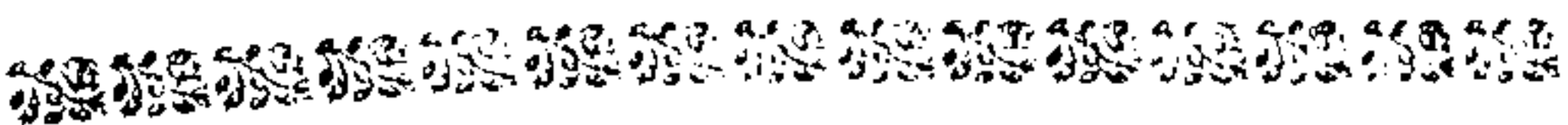
شریعت کی اصطلاح میں دہ در دہ حوض کو بڑا حوض کہتے ہیں، یعنی ۵/۱۰x کا حوض۔ جسکی لمبائی چوڑائی ملکر انسان کے سوا ہاتھ کے برابر ہو جائے۔ ہاتھ سے اڑ ہاتھ کی بڑی انگلی سے لے کر کہنی تک کی مقدار ہے۔ حوض کا چوکور ہونا ضروری نہیں گول بھی ہو سکتا ہے۔ مثلث بھی ہو سکتا ہے، گہرائی اتنی کافی ہے کہ اگر چلو بھر پانی لیا جائے تو زمین کی تہ کھل جائے۔

۱۔ حوض کی لمبائی چوڑائی ہی کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اس میں ہمہ وقت سو ہاتھ مربع پانی ہو۔

۲۔ اتنے بڑے حوض کا پانی جاری پانی کا حکم رکھتا ہے۔ یعنی اس کا پانی نجاست پڑنے سے اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک کہ اس کا رنگ مزا یا بومستغیر نہ ہو جائے۔

۳۔ بڑے حوض میں اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو نظر آرہی ہو تو اس طرف سے وضو نہ کرنا بہتر ہے اور نجاست نظر نہ آرہی ہو تو ہر طرف سے پانی استعمال کر سکتے ہیں۔

۴۔ ایسے حوض پر اگر بہت سے لوگ بیک وقت وضو کریں تو حرج نہیں۔ خواہ ان کا استعمال شدہ پانی وغیرہ اسی میں کیوں نہ گر رہا ہو۔ البتہ اس میں کلی کرنا یا ناک وغیرہ ڈالنا ہذیب کے خلاف ہے۔ برابر والی نالی میں ڈالیں۔





## وہ پانی جس سے وضو اور غسل جائز ہے اور وہ جس سے ناجائز ہے

۱۔ اگر پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائی جائے جس سے میل ختم ہوتا ہو جیسے صابون یا بیری کے پتے تو اس پانی سے وضو و غسل جائز ہے ہاں اگر اتنا پکایا گیا کہ وہ گاڑھا پڑ گیا جیسے ستور ہوتے ہیں تو وضو اور غسل جائز نہیں۔

۲۔ اگر کوئی پاک چیز پانی میں مل گئی جس سے رنگ، بو، مزے میں تو فرق آیا مگر پانی کا پستلا پن نہ گیا، جیسے ریت، چونا، مٹی، تھوڑی سی زعفران، یا تھوڑا سا دودھ وغیرہ تو ایسے پانیوں سے وضو اور غسل جائز ہے۔ اور اگر اتنی زعفران مل گئی کہ اس سے کپڑا رنگا جاسکے، یا اتنا دودھ مل گیا کہ دودھ غالب ہو گیا تو جائز نہیں۔

۳۔ کسی درخت یا پھل کے پھوٹے ہوئے پانی سے وضو و غسل جائز نہیں۔

## استعمال کئے ہوئے پانی کا حکم

۱۔ جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے۔ مگر اس سے وضو اور غسل نہیں کر سکتے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ اس سے ظاہری نجاست دور نہ کی گئی ہو۔ اور اگر جسم پر ظاہری نجاست ہو تو وہ ناپاک ہوگا۔

۲۔ بے وضو شخص نے یا جس پر نہانا فرض تھا اس نے اپنا ہاتھ یا جسم کا



کافر کی حصہ پانی میں ڈال دیا، ارادتا یا غیر ارادی طور پر تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا البتہ اگر ہاتھ دھو کر ڈالا تو حرج نہیں۔

۳۔ اگر مذکورہ شخص نے ضرورت ہاتھ ڈالا، مثلاً کوئی برتن پانی نکالنے کے لئے نہ تھا، تو پانی قابل وضو و غسل ہے۔

## انسان اور جانور کی جھوٹی چیزوں کا حکم

۱۔ ہر انسان کا جھوٹا پاک ہے، خواہ وہ خود ناپاکی کی حالت ہی میں کیوں نہ ہو۔

۲۔ منہ سے خون نکلتا ہوا اور فوراً پانی پیا تو بچا ہوا پانی ناپاک ہے۔

۳۔ معاذ اللہ شراب پی پھر فوراً پانی پیا تو بچا ہوا پانی ناپاک ہے، ویسے بھی شرابی کے جھوٹے سے بہر حال بچنا چاہیئے۔

۴۔ وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے خواہ وہ چوپائے ہوں یا پرندے ان کا جھوٹا پاک ہے۔

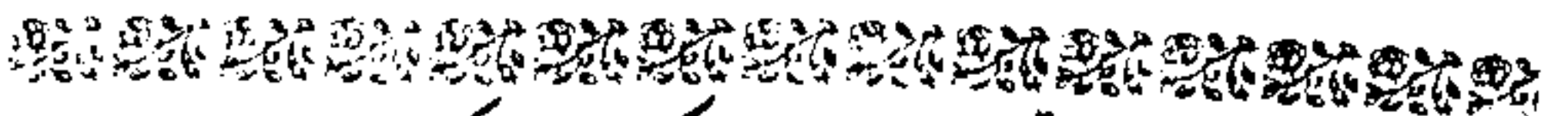
۵۔ اگر کوئی حلال جانور غلاظت کھانے کا عادی ہو جیسے مرغیاں، گائے بکری یا بکرا وغیرہ تو اگر نجاست میں منہ ڈالنے کے فوراً بعد پانی پیئے تو جھوٹا ناپاک ہے اور اگر منہ صاف ہو جانے کے بعد پیئے تو جھوٹا مکروہ ہے۔

۶۔ اگر چہ گھوڑے کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے مگر اس کا جھوٹا پاک ہے۔  
۷۔ شیر وغیرہ درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔

۸۔ اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکار، باز، چیل، کوا وغیرہ ان کا جھوٹا

مکروہ۔ اگر یہ جانور شکار کے لئے سدھائے گئے ہوں اور انکی چونچ





میں نجاست نہ ہو تو ان کا جھوٹا بلا کر اہت پاک ہے ۔  
۹۔ گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چوہا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا مکروہ ہے ۔

۱۰۔ بٹی نے چوہا یا کوئی اور ناپاک جانور کھا کر فوراً ہی برتن میں منہ ڈال دیا تو پانی ناپاک ہو گیا ۔

۱۱۔ گدھے اور خچر کے پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں ۔  
۱۲۔ صحیح پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو یا غسل جائز نہیں اور اگر صحیح پانی میسر نہ ہو تو مکروہ پانی کے استعمال میں حرج نہیں ۔  
۱۳۔ مکروہ جھوٹے کا غیر ضرورت مند کو کھانا مکروہ ہے اور ضرورت مند کے لئے حرج نہیں، لہذا ایسا کھانا ضرورت مند کو دینا جائز ہے ۔  
۱۴۔ یہ ایک اصولی بات ہے کہ جن جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے ان کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے، اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا لعاب اور پسینہ بھی پاک ہے ۔

## تیمم کا بیان

اسلام ایک آسان دین ہے ۔ اس کے احکام میں انسان کی فطری کمزوریوں کی رعایت رکھی گئی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے اکثر احکام کا آسان بدل موجود ہے، اگر آپ وضو نہیں کر سکتے تو تیمم کر لیجئے، تیمم کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے ۔

۱۔ بے وضو شخص یا وہ شخص جس پر نہانا فرض ہو، اگر پانی کے استعمال پر



قادر نہ ہوں یا سرے سے پانی ہی نہ ہو تو تیمم کر سکتے ہیں۔ پانی پر قادر نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر سے اچھا ہونے کا گمان غالب ہو۔

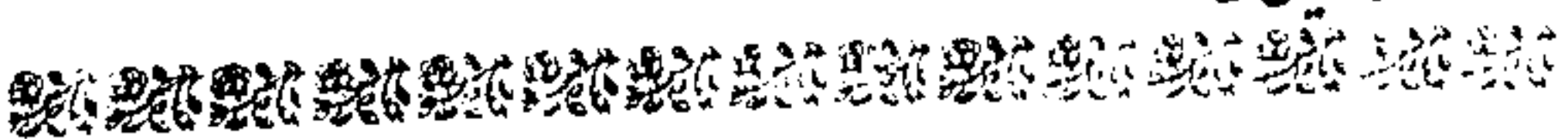
۲۔ پانی تو نقصان نہیں کرتا مگر وضو کے لئے حرکت سے زحمت ہوتا ہے تو بھی تیمم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً کسی نے آنکھیں بنوائی ہوں۔

۳۔ بے وضو اور نا پاک انسان کے اکثر اعضاء وضوء یا اکثر اعضاء غسل میں زخم ہوں تو تیمم کرے ورنہ بدن کا جو حصہ یا عضو صحیح ہوا سے دھو لے اور زخم کے آس پاس مسح کر لے۔ اگر مسح سے نقصان ہوتا ہو تو زخم پر کپڑا ڈال کر اس پر مسح کرے۔ مسح کا طریقہ یہ ہے کہ نیا پانی ہاتھ پر لے کر پھینک دیا جائے اور ہاتھ جھٹک کر زخم کے اوپر آہستگی سے گزرا دیا جائے۔

۴۔ اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہالیں اور سر کا مسح کر لیں جس طرح وضوء میں کرتے ہیں۔ پانی نہ ملنے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ جاذب طرت ایک، ایک میل کے فاصلے پر پانی نہیں، یعنی غالب گمان ہے کہ پانی نہ ملے گا، تو تیمم کر لیں پانی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بعد میں اگر ایک میل کے اندر پانی مل جائے تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور بے تلاش کے نماز پڑھ لی۔ پھر پانی مل گیا تو نماز لوٹائیں۔

۲۔ اگر گمان غالب ہے کہ ایک میل کے اندر پانی مل جائے گا تو تلاش کرنا چاہیے اور بے تلاش کے نماز پڑھ لی، پھر پانی مل گیا تو نماز لوٹائیں اور نہ ملا تو نہ لوٹائیں۔



نوٹ :- ایک ریل کا اندازہ اس وقت کا ہے جب تیز رفتار سواریاں نہ تھیں، مگر آج بھی یہی فاصلہ معتبر ہوگا۔ کیونکہ اس قسم کی چیزوں کی تبدیلی سے شریعت میں رد و بدل کا راستہ کھل جائے گا۔ البتہ ضرور ہے کہ اگر کسی کے پاس تیز رفتار سواری ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی بساط کے مطابق زائد سے زائد مسافت پر تلاش کرے۔

۳۔ اگر ہمسفر کے پاس پانی ہے تو مانگ لینا چاہیے۔ بشرطیکہ غالب گمان ہو کہ دیدیگا۔ ایسی صورت میں بلا مانگے تیمم کر لیا تو اگر بعد میں اس شخص نے مانگنے پر دیدیا یا بلا مانگے دیدیا تو رضو کے نماز لوٹنا ضروری ہے۔ اگر اگر مانگنے کے باوجود نہ دیا تو نماز ہو گئی اور اگر غالب گمان نہ تھا کہ نہ دے گا اور بلا مانگے تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو اس میں بھی مذکورہ صورتیں ہیں۔

۴۔ نماز پڑھنے کے اثناء میں کسی کے پاس پانی دیکھا اور غالب گمان ہے کہ دیدے گا تو نماز توڑ کر مانگ لینا چاہیے اور اگر نہ توڑی تو پھر اس شخص نے مانگنے پر پانی دیدیا یا از خود دیدیا تو نماز لوٹانی چاہیے۔

۵۔ پانی ایسی جگہ سے حاصل کرنے میں جہاں جان، مال یا عزت و آبرو کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔

۶۔ اگر یہ خطرہ ہو کہ دشمن قید کر لے گا یا مال چھین لے گا تو بھی تیمم جائز ہے۔

۷۔ قیدی کو قید خانے والے رضو کے لئے پانی نہ دیں تو تیمم سے پڑھ لے مگر بعد میں جب پانی مل جائے تو لوٹائے۔

۸۔ جنگل میں کنواں تو ہے مگر ڈول رسی نہیں تو بھی تیمم جائز ہے۔

۹۔ پانی موجود ہے مگر خطرہ ہے کہ رضو میں استعمال کر لیا تو خود یا جانور جو ساتھ ہیں۔ پیاسے رہ جائیں گے تو تیمم جائز ہے۔



۱۰۔ پانی ملتا ہے مگر عام قیمت سے دوگنی قیمت پر تو بھی تیمم کر لینا جائز ہے، یا فرق تو زائد نہیں مگر ضروریات کے علاوہ۔ اتنا پیسہ نہیں کہ پانی خرید سکے تو بھی تیمم جائز ہے۔

۱۱۔ وضو یا غسل کرنے میں عیدین کی جماعت نکل جانے کا خطرہ ہو تب بھی تیمم کر کے پڑھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ شہر میں صرف ایک ہی جگہ نماز ہوتی ہو یا ایک ہی وقت میں ہوتی ہو۔

۱۲۔ غیرونی جنازہ کو نماز جنازہ فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

۱۳۔ وضوء کرنے سے پیشاب کا قطرہ ٹپکنے لگے اور تیمم سے ایسا نہ ہو تو تیمم کر لے۔

## تیمم کے طریقے

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر کسی ایسی چیز پر ماریں جو زمین کی قسم سے ہو، پھر دونوں ہاتھ مکمل چہرے پر مل لیں پھر اسی طرح دونوں ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں سمیت کہنیوں تک مسح کر لیں، وضو اور غسل دونوں کے بجائے یہی تیمم کا طریقہ ہے۔

تیمم میں تین فرائض ہیں۔ پہلا فرض یہ نیت کرنا ہے کہ میں پاکی حاصل کرنے کی نیت سے تیمم کرتا ہوں۔ یہ لفظ زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں دل میں ارادہ کافی ہے، جس پر غسل فرض ہو اس پر وضو کے لئے علیحدہ تیمم کی نیت کرنا ضروری نہیں بلکہ غسل کا تیمم ہی کافی ہے۔ اگر کوئی شخص معذوری کی وجہ سے تیمم نہ کر سکتا ہو تو دوسرا شخص اسے تیمم کرادے مگر نیت وہی شخص کرے جسے تیمم کرایا جا رہا ہے۔ دوسرا فرض پورے منہ پر ہاتھ پھیرنا ہے اس طرح

کہ کوئی معمولی صاحبہ بھی باقی نہ رہے۔ تیسرا فرض دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا اس طرح کہ کوئی حصہ بچ نہ رہے۔ عورتوں کو چاہیے کہ وہ چوڑیاں یا زیور جو بھی پہنے ہوں اسے ہٹا کر تیمم کریں، جو شخص انگوٹھی پہنے ہو وہ بھی اسے اتار دے یا جگہ سے ہٹا کر اس کے نیچے بھی ہاتھ پھیرے۔

## تیمم کی سنتوں کا بیان

(۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا (۳) انگلیاں کھلی رکھنا (۴) ہاتھوں پر مٹی لگ جائے تو جھاڑنا۔ دھا پہلے منہ پھر ہاتھوں کا تیمم کرنا (۵) منہ ہاتھ کا مسح پے در پے ہونا (۶) پہلے دائیں ہاتھ پھر بائیں ہاتھ کا مسح کرنا (۷) دائیں کا خلال کرنا (۸) انگلیوں کا خلال کرنا۔

## کس چیز سے تیمم کیا جائے

۱۔ ہر وہ پاک چیز جو زمین کی جنس سے ہو اس سے تیمم جائز ہے، زمین کی جنس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو آگ میں جلانے سے نہ تورا کھنبتی ہیں نہ پگھلتی ہیں، نہ نرم ہوتی ہیں، جیسے ریت، چونا، سرمہ، ہڑتال، گندھک وغیرہ۔

۲۔ غبار سے تیمم جائز ہے، مثلاً شیشے، لکڑی وغیرہ پر غبار لگا ہوا اس سے تیمم جائز ہے۔

## وہ چیزیں جن سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا یا غسل واجب ہوتا ہے۔ ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

~~~~~

۲۔ پانی پر قادر ہونے سے بھی لوٹتا ہے ۔

۳۔ مرض کی وجہ سے تیمم کیا تو تندرست ہو جانے سے لوٹ جائے گا۔

۴۔ اتنا پانی مل گیا جس سے وضو کیا جاسکتا ہے، تو بھی لوٹ گیا۔

## موزوں پر مسح کا بیان

چمڑے کے بنے ہوئے موزوں پر مسح جائز ہے، دھاگے اور نالکون یا ادنیٰ موزوں پر مسح جائز نہیں۔ پیر دھونے یا پورا وضو کرنے کے بعد موزے پہنے جائیں۔ اب اگر اس شخص کا وضو لوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرتے وقت اسے موزے اتارنے کی ضرورت نہیں موزوں کے اوپر ہی مسح کر لے گا۔

۱۔ جو شخص مقیم ہے (یعنی مسافر نہیں) وہ بے وضو ہونے کے وقت سے لے کر ایک رات تک مسح کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے صبح کا وضو کر کے موزے پہنے۔ ظہر کے وقت اس کا وضو لوٹ گیا تو اب ظہر کا وضو کرے اور موزوں پر مسح کرے اور یہ سلسلہ دوسرے دن ظہر تک چلتا رہے گا۔

۲۔ مسافر شخص کو اسی طرح تین دن تین راتوں تک اجازت ہے۔

## مسح کا طریقہ

دونوں ہاتھ پانی سے تر کر لیں۔ پھر سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں سیدھے پیر کی نوک پر رکھیں اور بائیں پیر کی نوک پر بائیں ہاتھ کی انگلیاں رکھیں اور انکو پنڈلی تک کھینچ لائیں۔ اس مسح میں دو فرض ہیں۔

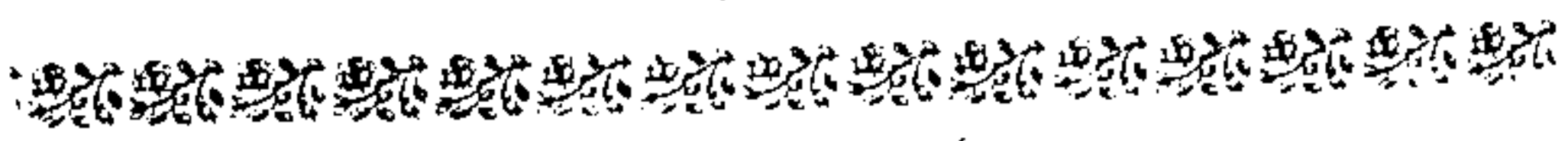
۱۔ ہر موزے کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا،

۲۔ موزے کی بیٹھ پر مسح ہونا۔

~~~~~







## حیض کا بیان (ماہواری)

### MONTHLY COURSE

اسلام ظاہری اور باطنی طہارت کا علمبردار ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ میں ناپاکیوں کا بیان اور ان سے پاک ہونے کا بیان تفصیل سے موجود ہے۔ اس موقع پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس قسم کی چیزوں کا کتابوں میں لکھنا یا بیان کرنا باعث شرم ہے۔ مگر انھیں شاید یہ معلوم نہیں کہ فن طب میں اس سے زیادہ عریاں طریقے پر انسانی اعضاء اور نجاستوں کی تشریح کی جاتی ہے۔ تو پھر کیا لوگ اس علم کو محض اس لئے پڑھنا چھوڑ دیں کہ اس علم میں ایسی عریاں باتیں ہیں بلکہ وہاں تو عریاں اعضاء کی نمائش ہوتی ہے۔ درحقیقت باعث شرم تو وہ چیزیں ہیں جو یہ مہذب معترض سینماؤں، تھیٹروں اور نائٹ کلبوں میں دیکھتے ہیں یا افسانوں اور جنسی رسالوں میں پڑھتے ہیں۔

حیض کی حقیقت تو کتب طب میں ہے البتہ یہاں اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ عورت کو بہ نسبت مرد کے خون کی زائد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ زمانہ حمل میں بچہ اسی خون سے پرورش پاتا ہے اور جب پیدا ہو جاتا ہے تو یہی خون دودھ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ دونوں صورتیں نہیں ہوتیں تو یہ فاضل خون خارج ہو جاتا ہے۔ اگر یہ خارج نہ ہو تو بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ چونکہ عورت کا اس پر اختیار نہیں ہوتا اس لئے ایسی حالت میں عورت پر نمازیں معاف ہیں اور روزے قضا کرنے



ہوں گے، چونکہ نمازوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس لئے وہ معاف کر دی گئیں مگر سال بھر میں دس یا کم روزے رکھنا کوئی بڑی بات نہیں اسلئے انکی قضا رکھی گئی ہے۔

- ۱۔ حیض کم سے کم تین دن اور تین رات اور زائد سے زائد دس دن دس رات آتا ہے، اگر تین دن سے کم آئے تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔
- ۲۔ حمل والی عورت کو جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔
- ۳۔ دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پندرہ دن کا فاصلہ ہوتا ہے، ورنہ استحاضہ ہے۔

۴۔ حیض کا خون سرخ ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے چھ رنگ ہیں سیاہ، سرخ، سبز، زرد، گدلا، مٹیالا۔

- ۵۔ جس عورت کو مسلسل خون آتا ہو وہ دس دن حیض کے شمار کرے اور باقی بیس دن استحاضہ کے۔
- حیض کے احکام کا ذکر نفاس کے ساتھ ہوگا۔

## نفاس کا بیان

نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد جاری ہو، اس کی کم از کم کوئی حد نہیں زیادہ سے چالیس دن اور چالیس راتیں۔

- ۱۔ پہلی مرتبہ بچہ پیدا ہوا تو چالیس دن تک خون نفاس ہے اور اس سے زائد اگر آئے استحاضہ ہے۔

- ۲۔ پہلی مرتبہ جتنے دن خون آیا نفاس کے دن وہی متعین ہو جائیں گے یعنی پہلی مرتبہ تیس دن آیا اور دوسری مرتبہ ۴۰ دن تو تیس دن

نہیں ہوگا۔

نفس کے شمار ہوں گے۔ اور دس استحاضہ کے۔

۳۔ حمل ساقط ہو گیا تو اگر اعضاء بن گئے تو خون نفس ہوگا ورنہ نہیں۔

۴۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون جاری ہوا۔ پھر چند دن کے بعد جاری ہو تو چالیس دن کے اندر اندر نفس ہی شمار ہوگا خواہ فاصلہ سے آئے۔

## حیض و نفاس کے احکام شرعیہ

حیض و نفاس کی ضروری تفصیلات کے بعد اب ان سے متعلق شرعی احکام ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حیض و نفاس والی عورت کا قرآن مجید دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، اس کی جلد، حاشیہ یا چولی کو ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ لگانا حرام۔

۲۔ کاغذ کے پرچے یا کسی چیز پر آیت لکھی ہو اس کا چھونا بھی حرام ہے۔

۳۔ کرتے، دامن، آنچل یا کسی ایسے کپڑے سے جو پہنے ہوئے ہو اس سے قرآن کا پکڑنا حرام ہے۔

۴۔ قرآن جزدان یا کسی اور کپڑے میں لپیٹا ہے تو اس کا اٹھانا جائز ہے۔

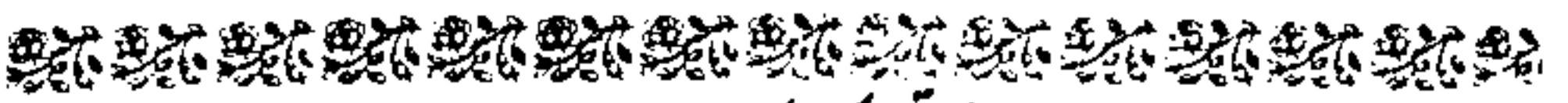
۵۔ جو عورت بچوں کو پڑھاتی ہو وہ ہتھ کر کے پڑھا سکتی ہے یا سانس توڑ کر، یعنی ایک سانس میں مکمل کلمہ نہ پڑھے۔

۶۔ قرآن مجید کے علاوہ تمام دعائیں، کلمہ، درود شریف وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔

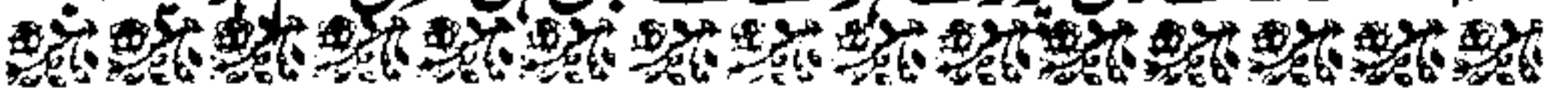
۷۔ ایسی عورت کا مسجد میں جانا حرام ہے، اگر پانی یا کوئی اور چیز مسجد

نہیں ہوگا۔





- میں سے لانی ضروری ہو تو تیمم کر کے چلی جائے ۔
- ۸۔ طواف نہیں کر سکتی ، خواہ خانہ کعبہ کے باہر ہی کیوں نہ ہو ۔
- ۹۔ روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے ۔
- ۱۰۔ روزہ کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا احترام رمضان کی وجہ سے کچھ نہ کھائے نہ پیئے ۔ اب اگر روزہ فرض تھا تو قضا فرض ہے اور اگر نفل تھا تو قضا واجب ہے ۔
- ۱۱۔ ایسی عورت سجدہ شکر ، سجدہ تلاوت نہیں کر سکتی ، اگر آیت سجدہ سنے تو اس پر سجدہ تلاوت فرض نہیں ۔
- ۱۲۔ ایسی عورت سے جماع حرام ہے ۔ جماع کا ایسی حالت میں جائز جانا کفر ہے اور حرام جانتے ہوئے کر لیا تو سخت گنہگار ہوا ۔ تو بہ فرض ہے ۔
- ۱۳۔ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد کا اپنے بدن کے کسی حصہ سے چھونا جائز نہیں ، اگر اس حصہ پر ایسا کپڑا ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو تو حرج نہیں ۔
- ۱۴۔ بوس و کنار اور ایک ساتھ سونا جائز ہے ۔ اگر شہوت کے غلبہ کا خطرہ ہو تو ساتھ نہ سوئیں ۔
- ۱۵۔ عورت اس حالت میں مرد کے ہر حصہ کو ہاتھ لگا سکتی ہے ۔
- ۱۶۔ دس دن پر اگر حیض ختم ہو تو پاک ہوتے ہی بلا غسل کئے جماع جائز ہے ۔ مگر مستحب یہ ہے کہ عورت کے غسل کرنے کے بعد جماع کرے ۔
- ۱۷۔ اگر دس سے کم عرصہ میں عورت پاک ہوئی تو غسل کے بغیر ، یا اس نماز کے وقت کے گزرنے سے قبل جس میں کہ پاک ہوئی جماع جائز نہیں ۔
- ۱۸۔ عادت کے دن پورے ہونے سے قبل ہی خون ختم ہو گیا تو جماع



جائز نہیں تاوقتیکہ حیض کے دن پورے نہ ہو جائیں۔

ضروری نوٹ :- نفاس کے بھی یہی احکام ہیں، حیض و نفاس والی عورت کا لپکا ہوا کھانا، اس کے ساتھ کھانا، اس کا جھوٹا کھانا سب جائز ہے، اس میں کچھ کراہت نہیں۔

## استحاضہ کا بیان

استحاضہ سے مراد وہ خون ہے جو عورت کو بیماری کی وجہ سے جاری ہو جائے۔ اس کا ذکر حیض کے مسائل میں کئی جگہ آچکا ہے۔

۱۔ استحاضہ والی عورت پر نماز معاف ہے نہ روزہ۔

۲۔ استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا ہو کہ اسکو اتنی مہلت نہیں تھی کہ وضوء کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اسکو معذور کہا جائے گا۔ ایک وضوء سے اسوقت جتنی نمازیں چاہے پڑھ لے خون سے وضوء نہ لٹوئے گا۔

۳۔ اگر کپڑا وغیرہ رکھنے سے خون رک جاتا ہے تو معذور نہیں۔

۴۔ ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضوء کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ معذور ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وضوء کرے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضوء سے پڑھے۔ جیسے قطرہ آجاتا ہو، دست آتے ہوں یا ہوا خارج ہوتی ہو، دکھتی آنکھ سے پانی بہتا ہو، بھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہتی ہو، کان، ناف وغیرہ سے پانی اور کوئی اور رطوبت نکلتی ہو۔

۵۔ اسی صورت میں فرض نماز کا وقت لنگھتے ہی وضو لوٹ جائے گا ،  
جیسے کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تو اب غروب آفتاب ہوتے ہی  
وضو لوٹ جائے گا۔

## نجاستیں اور ان کے احکام

اسلام نے مسلمانوں کو ظاہر و باطن کی پاکی کا شدت سے حکم دیا ہے۔  
نجاستوں سے پاکی حاصل کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک نجاستوں  
کا علم نہ ہو۔ اس باب میں نجاستوں کی قسمیں اور ان سے پاکیزگی حاصل کرنے  
کیا ہے۔

نجاست کی شرعاً دو قسمیں ہیں۔

- ۱۔ نجاست غلیظہ۔ یعنی وہ نجاست جسکی طہارت کے شدید احکام ہیں۔
- ۲۔ نجاست خفیفہ۔ یعنی جو معمولی طور پر پاک کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

## نجاست غلیظہ کا حکم

۱۔ اگر نجاست غلیظہ کپڑے یا بدن پر ایک درہم کے برابر لگ جائے تو  
اس کا پاک کرنا فرض ہے ، بغیر پاک کئے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی  
اگر جان بوجھ کر پڑھی تو گناہ گار ہوگا ، اور اگر اس خیال سے پڑھی کہ کچھ  
حرج نہیں (بہ نیت حقارت) تو کفر ہو جائے گا۔ اگر ایسی نجاست  
درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے بلا پاک کئے نماز پڑھی تو  
مکروہ تحریمی ہوئی دوبارہ پڑھنی چاہیئے۔ اور قصداً پڑھی تو گناہ گار  
ہوا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے بے پاک کئے نماز

۲۔ اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن پر ایک درہم کے برابر لگ جائے تو

بڑھی تو اگرچہ نماز ہو گئی مگر خلافت سنت ہوئی اور دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

۲۔ اگر نجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، گوبر، لید وغیرہ تو درہم کے برابر ہونے سے مراد وزن میں درہم کے برابر ہوتا ہے یعنی ساڑھے چار ماشہ۔  
۳۔ اگر نجاست تیلی ہے جیسے پیشاب وغیرہ تو درہم سے مراد موجودہ دھات کے روپے کے برابر گولائی میں۔

۴۔ نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو پر لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہے معاف ہے اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پورے چوتھائی حصہ پر ہے تو بلا دھوئے نماز نہ ہوگی۔

۵۔ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ اگر کسی تیلی چیز دودھ وغیرہ میں گر جائے تو وہ چیز ناپاک ہو جائے گی خواہ نجاست کم ہو یا زائد۔

۶۔ ہر وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلتی ہو اور اس کے نکلنے سے وضو یا غسل واجب ہو جاتا ہو وہ نجاست غلیظہ ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، بتا ہوا خون، پیپ، حیض (استحاضہ)، مذی، ودی، منی۔

ایک غلطی کا ازالہ :- دودھ پیتے لڑکے یا لڑکی کا پاخانہ پیشاب نجاست غلیظہ ہے عوام میں اس پیشاب کے پاک ہونے کے متعلق جو مشہور ہے وہ غلط ہے۔

۷۔ شیر خوار بچہ نے اگر منہ بھر کر دودھ ڈالا تو یہ نجاست غلیظہ ہے۔

۸۔ خشکی کے ہر جانور کا بتا خون، مردار کا گوشت اور چربی، حرام چوپائے

جیسے، کتا، شیر، لومڑی، بلی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، خنزیر کا

پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید اور حلال چوپایوں کا پاخانہ



جیسے گائے، بھینس کا گوہر، بکری، یا اونٹ کی مینگنی، مرغی، بطخ وغیرہ کی بیٹ، ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تارڑی ہیندھی سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے۔ اگرچہ ذبح کئے گئے ہوں انکی کھال اگرچہ دباغت (کمائی ہوئی کھال) دے دی گئی ہو، سور کا گوشت ہڈی اور بال ہر چیز نجاست غلیظہ ہے۔

۹۔ چھپکلی یا گرگٹ کا خون نجاست غلیظہ ہے۔

۱۰۔ ہاتھی کی سونڈ کی رطوبت، شیر، کتے، چیتے اور دوسرے دیدے اور چوپالیوں کا لعاب نجاست غلیظہ ہے۔

۱۱۔ حلال جانوروں کا پیشاب، گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔

۱۲۔ چمگاڈر کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔

۱۳۔ کبوتر، مینا، مرغابی وغیرہ پرندوں کی بیٹ پاک ہیں۔

۱۴۔ مچھلی اور پانی کے دوسرے جانور، کھٹمل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا پسینہ پاک ہے۔

۱۵۔ پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی لٹک کے برابر کپڑے یا بدن پر پڑ جائیں تو پاک ہے۔

۱۶۔ گوشت مچھلی یا کلیجی میں جو خون رہ گیا ہو پاک ہے۔

۱۷۔ جیب میں شیشی کے اندر خون پیشاب یا اسی قسم کی اور نجس چیز ہو تو نماز نہ ہوگی۔

۱۸۔ حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر



۹۔ درخت، گھاس، دیوار اور اینٹ وغیرہ جو زمین میں پیوست ہوں وہ خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

۱۰۔ عام طور پر گھاس کے لالوں پر نماز پڑھی جاتی ہے یہ درست ہے۔

۱۱۔ ناپاک مٹی سے اگر برتن بنائے گئے ہوں تو جب تک کچے ہیں ناپاک رہیں گے اور پکانے کے بعد پاک ہو جائیں گے۔

۱۲۔ جو چیز سوکھنے کی وجہ سے پاک ہو گئی ہے وہ تر ہونے سے ناپاک ہو جائیگی

۱۳۔ تیل یا گھی کسی ناپاک چیز کے گرنے سے ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنا تیل یا گھی بے آنا ہی پاک پانی اس میں ملائیں اور خوب ہلا کر اوپر سے گھی یا تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں۔ یہ عمل تین مرتبہ کریں اسی طرح اور بھی جو سیال چیزیں اس قسم کی ہوں پاک کی جاسکتی ہیں۔

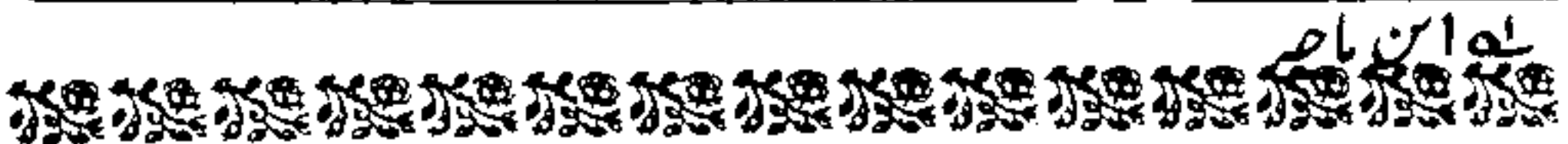
۱۴۔ جلے نمازیں ہاتھ پاؤں پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے باقی جگہ اگر ناپاک بھی ہو تو نماز ہو جائے گی۔

نوٹ :- پاکی اور ناپاکی کی یہ چند ضروری اور ہمہ وقت دہشتی آنے والے مسائل تھے جو یہاں جمع کئے گئے ہیں تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

## استحاج کا ذکر

۱۔ ابو ایوبؓ، جابر اور انسؓ سے مروی ہے فیہ رجال محبون ان یشکھروا

یعنی اس میں (مسجد قبا) ایسے مرد ہیں جو خوب پاکی حاصل کر لے کو پسند کرتے ہیں نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے دریافت کیا کہ پاکیزگی کے بارے میں اللہ نے تمہاری تعریف کی ہے تو بتاؤ کہ تم کس طرح پاکیزگی



حاصل کرتے ہو؟ وہ بولے، نماز کے لئے ہم وضو کرتے ہیں، اور جنابت سے غسل کرتے ہیں؟ اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، یہی بات ہے اس کی پابندی کرو۔

۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر درخت کی سرسبز شاخیں لگا دیں، دریافت کرنے پر ارشاد کیا کہ ان دونوں پر قبر میں عذاب ہو رہا تھا، ایک پر تو اس لئے کہ وہ چغل خور تھا اور دوسرے پر اس لئے کہ وہ پیشاب کی چھیٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی ان پر عذاب میں کمی رہے گی اسی لئے قبروں پر بھول یا شاخیں ڈال جاتی ہیں۔ پھولوں کی چادر بھی ڈال سکتے ہیں۔

۳۔ بیت الخلا میں جاتے ہوئے باہر ہی یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔  
بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ، اور باہر نکلتے ہی غُفْرَانَک کہہ لے۔

۴۔ پیشاب پاخانہ کرتے وقت نہ قبلہ کو منہ کہا جائے نہ پیٹھ، اس طرح جو بچے کو پیشاب پاخانہ کرائے وہ بھی خیال رکھے۔

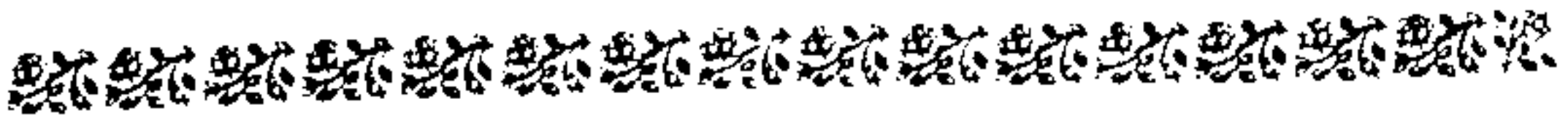
۵۔ مندرجہ ذیل مقامات پر پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔

کنویں، حوض، چشمے کے کنارے، پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو، پھل دار درخت کے نیچے، سائے میں جہاں لوگوں کی نشست و برخاست ہو، مسجد اور عید گاہ کے پہلو میں، قبرستان میں، جہاں غسل کیا جاتا ہو۔

ضروری تنبیہ :- عام طور پر مساجد سے متصل پیشاب خانے بنائے جاتے ہیں اور وہاں نمازی اور بے نمازی سب دن رات پیشاب کرتے رہتے ہیں میرے نزدیک یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔ ہمیں مسجد کے پاک صاف رکھنے اور

۱۔ بخاری و مسلم ۲۔ بخاری و ترمذی ابن ماجہ

۱۔ بخاری و مسلم ۲۔ بخاری و ترمذی ابن ماجہ



اور ان میں خوشبوئیں رگنانے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ ان میں بدبو پھیلانے کا جب غیر مسلم بلکہ نئے ذہن کے لوگ مسلمانوں کو مسجد میں پیشاب کر کے ٹہلتے ہوئے دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں۔ لہذا میرا مشورہ ہے کہ یہ پیشاب خانے مسجد سے اتنے دور رکھے جائیں کہ مسجد تک مطلقاً بدبو نہ آئے اور نہ پیشاب کر کے ٹہلتے ہوئے لوگ نظر آئیں۔

۶۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے، البتہ کسی عذر کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں مثلاً بیماری کی وجہ سے بیٹھ نہ سکتا ہو، یا بیٹھنے کی جگہ نہ ہو۔

۷۔ بیت الخلاء میں کسی دینی مسئلہ پر غور نہ کرے، چھینک، سلام اور اذان کا

جواب زبان سے نہ دے۔ بلا ضرورت نہ اپنی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ نجاست

کو، پیشاب میں نہ تھو کے نہ ناک صاف کرے، نہ بلا ضرورت کھنکھارے،

۸۔ اگر صرف ڈھیلوں سے استنجا کر لیا تو کافی ہے۔ صرف پانی سے بھی کافی ہے،

البتہ پیشاب سے پوری طرح پاکی ڈھیلے سے ہی ہوتی ہے اور اس کے بہت

فوائد ہیں۔ اگر پانی سے استنجا کریں تو پوری طرح اطمینان کر لیں۔

۹۔ کنکر، پتھر، بھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے ہی کے حکم میں ہیں اسی طرح ٹوائلٹ پیپر کا حکم

۱۰۔ ہڈی، کھانے کی اشیاء، گوبر، پکی اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ،

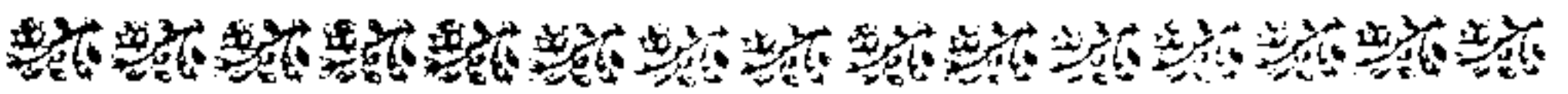
جالور کا چارہ اور کاغذ سے استنجا ممنوع ہے

۱۱۔ بیت الخلاء میں استعمال سے جو پانی بچا ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے البتہ

وضو کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کرنا بہتر نہیں۔





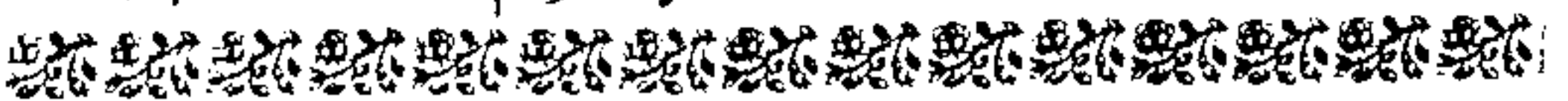


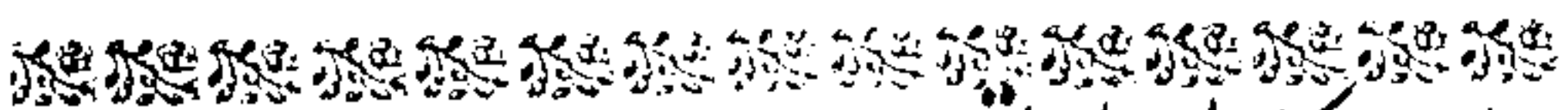
# حصہ عبادت

یہ درست ہے کہ انسان نے جب سے اس دنیا سے رنگ و بو میں قدم رکھا ہے کچھ ایسے افعال و اعمال کا پابند رہا ہے۔ جو دنیاوی مصروفیتوں سے الگ ہوتے ہیں اور انہیں وہ نہایت عقیدت و احترام سے بجالاتا ہے، ان افعال کی ادائیگی اس کے لئے موجب راحت و سکون ہوتی ہے، اسی قسم کے افعال کا نام عام طور پر عبادت رکھا جاتا ہے۔ مگر میرے خیال میں عبادت کی ایسی تعریف ممکن نہیں جو ہر مذہب و ملت کی عبادات پر یکساں طور پر صادق آ سکے کیونکہ عبادات کے تصورات بالکل مختلف قسم کے ہیں۔ عبادت کا ایک تصور جاہلی ہے۔

## عبادت کا جاہلانہ تصور

اس تصور کی رو سے وہ ہستیاں جن کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے انسانی خصلتیں رکھتی ہیں۔ جس طرح بڑے لوگ اپنے چھوٹوں کی خوشامد سے خوش ہوتے ہیں اور ان پر انعام و اکرام کرتے ہیں اسی طرح انسان اگر اپنے دیوتاؤں کی خوشی کے لئے کام کرے اور خوشامد کرے تو وہ عافیت میں رہتا ہے۔ ورنہ وہ انکی ناراضگی کا نشانہ بنتا ہے۔ اس تصور کے مطابق عبادت چند مراسم کی ادائیگی کا نام ہے۔





## عبادت کا راہبانہ تصور

عبادت کا دوسرا تصور جو بہت عام ہے، جو گمانہ یا راہبانہ تصور ہے۔ اس میں دنیا سے منہ موڑنا اور اسکی لذتوں سے دست کش ہونا لازم ہے دین دنیا کی ضد ہے، دینی ترقی بلا دنیاوی خسارے کے ناممکن ہے۔

## عبادت کا اسلامی تصور

عبادت کا اسلامی تصور ان دونوں تصورات سے یکسر مختلف ہے اسلام کے نزدیک عبادت معبود حقیقی یعنی خدائے وحدہ لا شریک کے ہر حکم کو ماننے کا نام ہے۔ اس لحاظ سے انسان کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی عبادت میں گزر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی کے ہر دور بلکہ ہر لمحہ کے لئے ہدایات دی ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد بھی عبادت ہیں۔ آپ کا چلنا پھرنا سونا جاگنا، کھانا پینا، غرض کہ آپ کی پوری زندگی بلکہ موت بھی عبادت الہی بن سکتی ہے۔ بشرطیکہ آپ ایسا چاہیں۔ اگر آپ زمین پر عاجزانہ انداز سے چلتے ہیں اور فتنہ و فساد نہیں پھیلاتے تو آپ کا چلنا عبادت ہے۔ اگر آپ رزق حلال ذرائع سے محض اس لئے کماتے ہیں کہ اپنی زندگی اور اپنے اہل و عیال کی زندگی کا بقا آپ پر فرض ہے تو آپ کی یہ کمائی، یہ زراعت، یہ تجارت اور یہ محنت و مزدوری، عبادت ہی قرار پائے گی۔ اگر آپ ویرانوں میں جا کر بیٹھ رہیں تو سچ اور جھوٹ ظلم و عدل، جائز و ناجائز سے آزمائش کی کیا صورت ہوگی؟ پھر ضبط نفس اور خوف خدا کے اظہار کا کیا ذریعہ ہوگا۔

عبادت تو یہ ہے کہ آپ نہ بدست ہوں اور ظلم نہ کریں۔ آپ کے ہاتھ میں ترازو ہو اور آپ پورا تولیں۔ سچ کی خاطر آپ کو نقصان پہنچ رہا ہو تو محض رضا

الہی کے لئے آپ سچ پر ثابت قدم رہیں۔ تجارت میں مشغول ہوں اور جو بھی اذان ہو فوراً نماز کے لئے دوڑ پڑیں۔ خود بھوکا رہنا اتنا مشکل نہیں جتنا بھوکوں کا پیٹ بھرنے کا مشکل ہے۔ خود شکار رہنا تو آسان ہے مگر ننگوں کا تن ڈھانپنا اصل کام ہے اسی طرح اپنا ایمان بچا کر غاروں میں چلا جانا آسان ہے۔ مگر دوسروں کے ایمان کی حفاظت کرنا آسان نہیں ہے گھر کی آسائش سے نکل کر میدان جنگ میں آنا کارہ دارد خلاصہ یہ کہ اسلام انسان کی دنیاوی زندگی کو دین میں تبدیل کرنا چاہتا ہے اور وہ اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ جس خدا کی بندگی کا تو نے اقرار کیا ہے تیری زندگی کا ہر نفس اسی کی بندگی میں رہے اور تو اپنی زبان حال سے اعلان کر دے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

”فرما دیجئے یقیناً میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔“

یوں تو انسانی زندگی کی ہر ادا عبادت ہے۔ مگر اسلام نے چند افعال و اعمال ایسے مقرر فرمائے ہیں جو انسان کو اس کی تمام زندگی کی عبادت بنانے کی تربیت دیتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا عمل نماز ہے۔

## نماز کا بیان

نماز کے چند بنیادی فوائد ہیں۔

### احساس بندگی

چونکہ انسان مادی دنیا میں رہتا ہے اور اس کے ہر چہار طرف مرغوبات دنیاوی کی نمائش لگی ہوئی ہے۔ اس جھیلے میں یاد الہی کا اس کے دل سے محو ہو جانا

اور احساس بندگی سے غفلت کا آجانا عین ممکن ہے بلکہ حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ نماز انسان کو باہر احساس بندگی دلانے کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔

## اہمیت فرض

انسان پر مختلف قسم کے فرائض کا مجموعہ ہے اسے قدم قدم پر فرائض ادا کرنا ہیں، نماز انسان کو ادائیگی فرض کے لئے مستعد بناتی ہے۔ نماز فجر کی اذان انسان کو میٹھی نیند سے اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔ ظہر کی اذان عین کاروبار کے درمیان آتی ہے اور انسان کو ادائیگی فرض کے لئے بلاتی ہے، اس طرح دوسری نمازوں کا حال ہے۔

## تعمیر سیرت

نماز مسلمان کی سیرت کو اس انداز سے مرتب کرتی ہے جس کی ضرورت اللہ کی ہدایت کے بموجب انھیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن میں احکام الہی کی پابندی کرے، نماز میں اس مقصد کی تلقین پائی جاتی ہے کہ انسان جو دعائیں اور قرآن پاک نماز میں پڑھتا ہے وہ ٹھیک ٹھیک پڑھتا ہے۔ اگر وہ نہ پڑھے اور یوں ہی خاموش کھڑا رہے تو کسی کو کیا پتہ چلے۔ مگر وہ حالت نماز میں اللہ سے اس درجہ قریب ہے کہ ان خفیہ دعاؤں میں وہ کسی قسم کی خیانت نہیں کرتا۔ پس نماز انسان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتی ہے کہ جس طرح اس نے بحالت نماز ایک خفیہ معاملہ میں دیانت داری کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح نماز کے علاوہ کب ہونا چاہیئے۔ نماز کے ظاہری اعمال بھی انسان بلا کم و کاست پورے ادا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ان میں کمی بیشی کرے تو



کون اس پر فرد جرم عائد کرے گا؟ مگر نمازی لوگوں کی داد و تحسین یا نفرت و لعنت کی پرواہ کئے بغیر افعال نماز ادا کرتا ہے، تاکہ زندگی کے دوسرے کارنامے بھی اسی جذبے سے انجام دے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو انسان کی سیرت

تعمیر کرتی ہے، قرآن کریم میں ہے۔

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

یقیناً نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

یعنی اگر انسان نماز کے کلمات اور اسمیں ادا کئے جانے والے افعال پر غور کرے بالخصوص ان نکات پر تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہر اس چیز کو ترک کر دیگا جو خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

## نفس پر کنٹرول

نماز انسان میں صبر، ضبط نفس اور تکالیف برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ سستی اور کاہلی نمازیوں کے قریب نہیں آسکتی۔ جو لوگ مذہب کو اخیون کہتے ہیں اگر انہیں کبھی نمازیوں کی چستی اور فعالیت کا علم ہو جائے تو انہیں یقیناً اپنا اعتراض واپس لینا ہوگا۔

ایک نمازی دوست اور احباب کے درمیان گھرا ہوا بیٹھا ہے خوش گیسوں میں مصروف ہے، یا بازار میں خرید و فروخت کر رہا ہے، یا کوئی دلچسپ کتاب بڑھ رہا ہے۔ یا میٹھی نیند سو رہا ہے کہ اس کے کانوں میں موزن کی آواز آئی "حَتَّىٰ عَلَى الصَّلَاةِ" اور نماز کی طرف۔ تو وہ اپنے تمام مشاغل کو چھوڑ دیتا ہے اور سیدھا مسجد کا رخ کرتا ہے۔ سخت سردی میں اٹھتا ہے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے، رات کو خواہ کتنی ہی تاخیر سے سویا ہو مگر صبح موزن

بے شمار

کے یہ کلمات جوں ہی اس کے کالوں میں پڑتے ہیں کہ "الصلاة خير من النوم" نماز نیند سے بہتر ہے تو وہ فوراً کلمہ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھتا ہے۔ کیا یہ سب کام کو افسونی یا سست آدمی کر کے دکھا سکتا ہے اور ایک دو دن نہیں بلکہ جسکی پوری زندگی کا یہی معمول بن چکا ہو۔ درحقیقت ایک نماز ادا کرنا نفس کی سنکڑوں خواہش کو کچلنے اور ان پر غالب آنے سے عبارت ہے اور یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو انسانیت کے عظیم مقام پر فائز ہوں، نفس پرست اور خواہشات کے بندے نماز کی پابندیوں پر کبھی پورے نہیں اتر سکتے۔ اس لئے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ  
أَتَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ  
فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيَاً

تو ان کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نمازوں کو شائع کر دیا اور خواہشات نفس کی پیروی اختیار کر لی تو وہ عنقریب گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

چنانچہ عام طور پر بے نمازی یا سست اور کاہل ہوتے ہیں یا ہوا دہوس کے بندے ہوتے ہیں۔

## نماز کے معاشرتی فوائد

انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں، ایک اجتماعی اور دوسرا انفرادی اسلام بہت سے دوسرے مذاہب کے برعکس صرف انسان کی انفرادی ضروریات کی تکمیل نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا دخل انسان کی اجتماعی زندگی میں بھی یورپ میں مذہب کو انسان کا انفرادی اور ذاتی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مذہب سے مراد عیسائیت ہے جسکی تعبیر و تشریح کچھ اسی انداز سے کی گئی ہے کہ اس سے انسان کی محض انفرادی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں اسلام انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حیثیت کو متاثر کرتا ہے اور بڑی شد و مد سے تقاضا کرتا ہے کہ اسکی تعلیمات کو زندگی کے پورے

موجودہ پندرہ سو سال سے پہلے کے زمانے میں مساجد میں نماز کا رواج تھا۔ اس لئے اسلام کی تمام عبادات بلکہ تمام احکام کو اسی وسیع پس منظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ نماز اس معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں بھرپور کردار ادا کرتی ہے جس کا قیام مرضی خداوندی ہے۔ نماز باجماعت واکر نے کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔ اذان سنتے ہی لوگوں کا ایک ساتھ ساتھ ساجد کی طرف چلنا انہیں احساس کو بیدار کرتا ہے کہ اگر کسی قومی کام کے لئے انہیں پکارا جائے تو وہ یکدم آجائیں۔

۲۔ ایک محلہ کے تمام مسلمان جب پانچوں وقت مسجد میں ملتے ہیں اور نہ صرف ملتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح ایک دوسرے کے دکھ سکھ دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے، اور امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ مسجد میں مختلف پیشوں سے متعلق لوگ یکجا ہوتے ہیں، ان سے تعارف کے بعد بوقت ضرورت کام کرانے میں آسانی ہو جاتی ہے، میل ملاقات کی وجہ سے بہت مراعات حاصل ہو جاتی ہیں۔ آپ مسجد میں جوتا گناہنے والے سے لے کر وزیر اور بادشاہ تک سے ملاقات کر سکتے ہیں۔

۴۔ مسجد میں پہنچ کر انسانوں کی مصنوعی درجہ بندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ ایک حیثیت کا آدمی اگر پہلے مسجد میں پہنچ گیا تو صف اول میں جگہ پائے گا۔ اور ایک باحیثیت آدمی دیر سے پہنچا تو اسے پچھلی صف میں جگہ ملے گی نہ تو وہ کسی کو اگلی صف سے کھینچ کر باہر لا سکتا ہے اور نہ پہلے سے اپنی نشست مخصوص کر سکتا ہے۔ مسجد میں لوگوں کا اس طرح گھل مل کر موجود ہونا انہیں یاد دلاتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں اونچ نیچ اور چھوٹ چھات کے تصور کو جگہ نہ دو اللہ کی نگاہ میں سب ہی مساوی ہیں۔

۵۔ امام باجماعت نماز میں بڑی اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ امام کے لئے نہ تو

مآلدار ہونا ضروری ہے اور نہ طاقتور ہونا ضروری۔ ہے اور نہ عالی نسب ہونا ضروری ہے۔ البتہ امام کے لئے دین کا علم اور دین پر عامل ہونا ضروری ہے امام کے لئے شریعت نے جو شرائط مقرر کئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں فضیلت کا مدار کس چیز پر ہے، اسلام کے دور حکومت میں جو لوگ مسلمانوں کے دنیاوی معاملات سلجھانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں وہی مصلیٰ کے امام بھی ہوتے ہیں۔ مگر جب دنیاوی معاملات سلجھانے والوں کو دنیا کا چسکا لگ گیا اور دین سے ناواقف ہو گئے اور خود نمازیں تک پڑھنا چھوڑ دیں تو اس شرف سے بھی محروم ہو گئے۔

۶۔ امام کی پیروی کا شدت سے حکم ہے۔ ہاں اگر وہ غلطی کرے تو ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ امام کو لوٹک دے۔ ٹوکنے کے لئے "سبحان اللہ" یعنی اللہ پاک ہے، کہا جاتا ہے۔ جسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ اے امام صاحب غلطی سے پاک تو صرف اللہ ہے۔ آپ سے جو غلطی ہوئی ہے اس کی اصلاح کر لیجئے۔ چنانچہ امام اصلاح کر لیتا ہے۔ اگر غلطی بڑی ہو اور امام اس پر اڑا رہے تو مقتدیوں کا فرض ہے کہ وہ اس امام کو ہٹا دیں اور اس سے لا تعلق ہو جائیں۔ کیا جمہوریت کی اس سے بہتر کوئی اور تربیت گاہ ہو سکتی ہے۔ امام کی متابعت ہمیں بتاتی ہے کہ ہم اپنی قومی زندگی میں اس شخص کی اطاعت کریں جس پر ملک کی اکثریت متفق ہو۔ جب تک ٹھیک چلتا رہے اطاعت کرتے رہیں۔ جب غلطیاں کرے تو تنبیہ کریں اور جب نہ مانے تو اسے علیحدہ کر دیں۔

نماز کے ان انفرادی اور اجتماعی فوائد کی وجہ سے اسکو دین کا ستون اور مومن و منافق کے درمیان بڑا امتیاز بتایا گیا ہے اور اس کے تارک کو کافر کہا گیا ہے اور اسکی فرضیت دن میں پانچ مرتبہ رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نفسیات خوب واقف ہے۔

﴿﴾



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## قرآن اور نماز

قرآن کریم میں جا بجا نماز کا ذکر ہے، اور اس کی پابندی کا حکم ہے۔ مگر نماز پڑھنے کا طریقہ، نماز کی رکعات کی تعداد، اور نماز میں کیا پڑھا جائے مذکور نہیں، اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو لوگ رسول سے (صلی اللہ علیہ وسلم) بے نیاز ہو جاتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن کا معلم بنا کر بھیجا، تاکہ وہ اجمالی چیزیں جو قرآن میں ہیں ان کی تفصیلات اور ان پر عمل کے طریقے امت کو تعلیم فرمائیں۔ اس لئے آپ کو "اسوہ" نمونہ کہا گیا ہے، ایک مسلمان کو تعلیم رسول کی کتنی شدید حاجت ہے اس کا اندازہ آپ صرف اس ایک چیز سے ہی لگا سکتے ہیں کہ اسلام کی پہلی ہی عبادت آپ بلا تعلیم رسول کے ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ نماز کے بارے میں چند آیات قرآنی یہ ہیں۔

(۱) اَلَمْ هِ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِیْهِ هِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ  
الَّذِیْنَ یُوْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ  
یَنْفِقُوْنَ

الم۔ اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔ یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو ان دیکھی حقیقتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں (راہ ہدایں) اس آیت میں ایمان کے بعد پہلی عبادت نماز کو قرار دیا گیا ہے۔ تقویٰ کی دولت بغیر اقامت صلوٰۃ حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۲) اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اَتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَرْکَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِیْنَ  
نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

الم البقرہ - ۱-۲-۳

رکوع کرو۔

## پانچ نمازوں کا ثبوت قرآن سے

۳۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ<sup>۱</sup>

تمام نمازوں کی پابندی کرو اور خاص طور پر درمیانی نماز رکھو  
کی اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے ہو۔

بعض مفسرین نے اس آیت سے نمازوں کے پانچ ہونے پر استدلال کیا ہے جسکی تقریر یہ ہے کہ والصلاة الوسطیٰ، وادعطف کا ہے جو مغائرت چاہتا ہے یعنی معطوف، معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ اب صلوٰۃ سے مراد اتنی نمازیں لینا چاہئیں کہ والصلاة الوسطیٰ درمیانی نماز بھی درست ثابت ہو اور صلوٰۃ جو جمع ہے اس کا مقتضی بھی باطل نہ ہو۔ تو اگر صلوات سے مراد دو نمازیں ہوں اور صلوات الوسطیٰ سے تیسری نماز ہو تو اگرچہ وسطیٰ کا مفہوم درست صادق آئے گا مگر جمع کا مقتضی باطل ہو جائے گا اور اگر صلوٰۃ سے تین نمازیں مراد ہوں اور وسطیٰ سے چوتھی نماز مراد ہو تو وسطیٰ کا مفہوم باطل ہو جائے گا۔ اب ایک ہی صورت رہ گئی اور وہ یہ کہ صلوٰۃ سے مراد چار نمازیں ہوں اور صلوٰۃ الوسطیٰ سے پانچویں نماز مراد ہو اس طرح جمع اور وسطیٰ دونوں کا مفہوم درست طور پر ثابت ہو جائے گا۔

## نماز خشوع و خضوع سے آسان ہو جاتی ہے

۴۔ خشوع و خضوع کی کیفیت نماز کو بالکل آسان بنا دیتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

وَأَن تَهَاجِرُوا إِلَيْهَا الْكِبْرَةَ إِلَّا عَلَى الْخَائِضِينَ<sup>۲</sup>

اور بلاشبہ وہ (نماز) دشوار ہے۔ مگر خشوع و خضوع کرنے والوں پر۔  
قرآن کریم میں وارد شدہ لفظ ”صلوٰۃ“ لغوی معنی میں مستعمل نہیں۔ بلکہ

<sup>۱</sup> البقرہ۔ آیت - ۲۳۸ <sup>۲</sup> البقرہ - ۲۵

شرعی اصطلاح میں مستعمل ہے۔ اسکی عملی تفسیر تقریباً ساڑھے چودہ سو سال سے مسلسل تاریخ کے ناقابل تردید دلائل و شواہد سے دنیا کے سامنے موجود ہے حتیٰ کہ اگر آپ کسی انگریز، ہندو، یہودی وغیرہ سے نماز کے معنی دریافت کریں تو ہر ایک "افعال مخصوصہ" کے مجموعے کو نماز کی تشریح کے طور پر پیش کرے گا۔ اسی طرح ہر شخص بتا دیگا کہ مسلمان پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ لہذا ان واضح شہادتوں کے باوجود، صلوٰۃ کے لغوی معنی مراد لینا یا نمازوں کی تعداد کم بتانا دیوانہ کی بڑے زائد نہیں، اور ایسے لوگوں کی دوسری حماقتوں کا اندازہ اسی ایک مسئلہ سے ہو سکتا ہے۔

نمازوں سے لاپرواہی موجب ہلاکت ہے۔ قرآن کریم میں ہے -  
۵۔ قَوْلِ الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

”تو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نماز کو بھول جاتے ہیں۔“

## احادیث اور نماز

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے مسائل کو پوری تشریح سے بیان فرمایا۔ نیز ان پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ نمازوں کی ادائیگی کے طریقوں یا دعائیہ کلمات میں جو فرق پایا جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے نماز مختلف طریقوں سے ادا فرمائی ہے۔ یا یہ کہ پہلے ایک طریقے پر ادا فرمائی پھر دوسرے طریقہ پر۔ ہم اس کتاب میں نماز کا وہ طریقہ ذکر کریں گے جو خفی مسلک کے مطابق ہے اور اس کا زائد صحیح ہونا اس لئے بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری ایام میں اسی طریقہ پر نماز پڑھی ہے۔

## نماز کی اہمیت

۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ کے رسول کے بعد اس کی اہمیت بیان کی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ یہ کہ گواہی دینا کہ اللہ سچا معبود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک محبوب چیز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا، جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔  
۳۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے پت جھڑ کا زمانہ تھا۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ لیں، پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوذر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے پتے۔

۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں طہارت (وضو یا غسل) کر کے فرض ادا کرنے مسجد جاتا ہے تو اس کے ہر ایک قدم پر ایک گناہ مٹایا جاتا ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

۵۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر بندے نے نماز پوری پڑھی ہے تو پوری لکھی جائے گی (نامہ اعمال میں)، اور اگر پوری نہیں ہے (یعنی اس کی ادائیگی میں کچھ نقصان ہوا ہے یا خشوع و خضوع میں کمی ہوئی ہے)، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیگا کہ اگر میرے بندہ کے نوافل ہوں تو ان سے فرائض کی کمی پوری کر دو۔

بخاری و مسلم ۳۲ بیہقی ۵۳ مسند احمد ۲۳۲ مسلم ۲۳۲ مسند احمد ۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



سنوں اور نوافل کے پڑھنے میں درحقیقت یہی حکمت ہے کہ نوافل میں جو معمولی فرد گزاشت ہو جاتی ہے وہ ان کے ذریعہ پوری ہو جاتی ہے۔ آجکل نمازوں میں بہت کمی رہ جاتی ہے مثلاً اچھی طرح رکوع و سجود کرنا، دھیان بٹ جانا۔ وغیرہ اس لئے سنتوں اور نوافل کو غیر ضروری سمجھ کر ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے۔

۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

## نمازوں کے اوقات کا بیان

نماز اور اوقات کا بہت گہرا تعلق ہے، قرآن کریم میں نماز اور اوقات کے تعلق کا جا بجا ذکر ہے۔

۱۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوٰتًا (نساء - ۱۰۳)

یقیناً نماز مومنین پر وقت و وقت کی فرض ہے۔

۲۔ فَسَبِّحْ لِلّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تَصْبِحُوْنَ

یعنی اللہ کی تسبیح کرو (نماز پڑھو) شام کے وقت (نماز عصر مغرب عشاء) اور صبح کے وقت (فجر و ظہر)

۳۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَ حِيْنَ تُظْهِرُنَّ

اور ایسی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں، شام کے وقت (عصر) اور

جبکہ تم کو دوپہر ہو جائے (ظہر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث شریفہ میں ان اوقات کی تشریح

فرمائی اور ان پر عمل بھی کیا ہے۔ احادیث میں اوقات کی تشریح کرتے ہوئے سادہ

انداز میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ آپ کے مخاطب اول سادہ قسم کے لوگ تھے۔ پھر

نمازوں کے اوقات میں کافی گنجائش رکھی گئی ہے تاکہ لوگ سہولت سے اللہ

۱۔ مسلم ۱۰۳۷ - نساء - آیت - ۱۰۳ ۲۔ روم - آیت - ۱۷

۳۔ روم - آیت - ۱۷

کی عبادت کر سکیں۔ البتہ مختلف مصلحتوں کے اعتبار سے وقت کے کسی حصہ کو اندر قرار دیا ہے۔ مثلاً نماز فجر روشنی میں پڑھی جائے کیونکہ اس طرح سے جماعت میں زیادہ لوگ شرکت کر سکتے ہیں۔ چند احادیث اوقات کے سلسلہ میں ملاحظہ ہوں۔

## احادیث اور نمازوں کے اوقات

- ۱۔ ارشاد نبوی ہے "فجر کی نماز اجالے میں پڑھنا ثواب عظیم ہے۔"
- ۲۔ ارشاد نبوی ہے "نمازوں کے لئے ابتدائی اور انتہائی اوقات ہیں، ظہر کا ابتدائی وقت آفتاب ڈھلنے پر ہے اور انتہائی وقت عصر کی ابتدا پر ہے۔ عصر کا انتہائی وقت آفتاب کے زرد ہو جانے پر ہے۔ مغرب کا ابتدائی وقت آفتاب کے ڈوبنے پر ہے اور آخری وقت شفق کے ڈوبنے پر ہے، اور عشاء کا ابتدائی وقت شفق ابیض ڈوبنے پر ہے اور انتہائی وقت آدھی رات ہونے پر ہے۔"
- ۳۔ ارشاد نبوی ہے۔ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ ظاہر ہے کہ اس طرح جماعت بھی بڑی ہوگی اور لوگ خشوع و خضوع سے نماز ادا کر سکیں گے۔

## چاند اور مرتج و غیرہ پر نماز

بعض علماء کا قول ہے کہ نماز روزہ کا سبب چونکہ وقت ہے لہذا جہاں کسی نماز کا وقت نہ پایا جائے وہاں وہ نماز سرے سے واجب نہ ہوگی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جو خروج و جہال کے سلسلہ میں ہے اس کے پیش نظر ایسے مقامات پر نماز

۱۔ ترمذی عن رافع بن خدیج، اور اسی مفہوم کی احادیث دلمی اور طبرانی میں ہیں ۲۔ مسلم ۲۲۳ و ترمذی ۲۲۳ عن بخاری عن انس بن مالک مرفوعاً - اذ اشتد الحر فأمرنا بالصلاة -



روزہ زمین کے حساب سے لیا جائے گا یعنی زمین کے مختلف علاقوں میں روزہ کا جو اوسط عرصہ ہو یا نمازوں میں جو فارصلے ہیں ان کے اعتبار سے نماز روزہ لیا جائے گا۔ کیونکہ یہ بات ہم سے بالائے سر ہے کہ محض اوقات یا مقامات کی تبدیلی سے بندے اور اللہ کا تعلق ختم ہو جائے، بندہ زمین پر ہو یا چاند پر یا کسی اور سیارے پر ہو خدا کی عبادت اور بندگی سے خارج نہیں ہو سکتا۔ بندہ جہاں بھی ہو اس کو حق بندگی ادا کرتے رہنا چاہیے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض علاقوں میں روزہ بہت لمبا ہو جائے مگر یہ انسان کی وسعت سے باہر نہیں، ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ میں روس کے شہر بلغاریہ میں گیا تو گرمی کے ایام میں رمضان آگیا فطاسے صبح تک صرف دو گھنٹہ وقت ملتا تھا جس میں مسلمان افطار، نماز مغرب و عشاء وغیرہ سب کچھ کیا کرتے تھے۔ لیکن روزہ اتنا لمبا ہو جائے کہ لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ ہو یا امراض میں مبتلا ہونے کا، تو میری رائے ہے کہ وہ قضا کر لیں۔

## جن ممالک میں بعض نمازوں کے اوقات نہ ہوں نماز کا حکم

اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس کے احکام تمام جہان والوں کے لئے ہیں نماز کے اوقات کی تعبیر کا مسئلہ بہت اہم ہے احادیث شریفہ میں جو تفصیلات ہیں ہم ان کو سامنے رکھ کر توقیت کے جدید علوم کی روشنی میں اس مسئلہ کو بخوبی حل کر سکتے ہیں علم توقیت کافی ترقی کر چکا ہے لہذا اگر پرانے علم توقیت کی کچھ غلطیاں جدید علم سے واضح ہو جائیں تو ہم اوقات میں مناسب تبدیلیاں کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ احادیث میں بیان کردہ اصول سے نہ ٹکرائیں۔ وہ علاقے جہاں آفتاب کا طلوع و غروب پایا جاتا ہے ان میں نماز روزہ شریعت میں بیان کردہ اوقات کے مطابق ہوگا۔ لیکن جہاں کسی نماز کا وقت سرے سے نہ پایا جاتا ہو تو ایسے ممالک کے بارے میں ہمارے فقہانے کئی اقوال کئے ہیں بہتر یہ ہے جہاں کسی نماز کا وقت نہ آتا ہو وہاں کسی ایسی جگہ کے وقت سے حساب لگا کر وہ نماز پڑھ لی جائے جو جگہ اس کے قریب تر ہو یا خط استواء سے قریب تر شہروں کو معیار بنالیا جائے، مثلاً مکہ یا مدینہ کو اور نیت

۱۔ سفرنامہ ابن بطوطہ، ۲۔ در مختار ۳۔ شامی ۴۔

۱۔ سفرنامہ ابن بطوطہ، ۲۔ در مختار ۳۔ شامی ۴۔

ہیں قضاء یا ادا نہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض نمازیں اکٹھی پڑھ لی جائیں مثلاً عشاء کا وقت نہیں ہوتا تو اس کو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھ لیں۔

## مکروہ اور حرام اوقات

مندرجہ ذیل اوقات میں نفل پڑھنا ممنوع ہیں۔ ان میں سے بعض میں ہر قسم کی نماز جائز ہے۔

۱۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک، سنت فجر و فرض فجر کے علاوہ کوئی نفل نہیں پڑھ سکتے، قضا نمازیں، مسجد تلاوت اور نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

۲۔ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت ہر نماز پڑھنا حرام ہے۔

۳۔ جماعت کے لئے اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک

نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر باجماعت شروع ہو چکی ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ سنت فجر پڑھنے کے بعد آخری قعدہ میں شرکت ہو جائے گی تو جماعت سے دور بیٹ کر پہلے سنت ادا کر لیجئے پھر جماعت میں شرکت کیجئے اور اگر آخری قعدہ تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو سنت چھوڑ دیجئے۔ دوسری نمازوں کی سنتوں میں اگرچہ جماعت کاملنا ممکن ہو تب بھی جماعت کے شروع ہونے کے بعد سنت شروع کرنا جائز نہیں، (عالمگیری، درالمختار)

۴۔ نماز عصر سے آفتاب رد ہونے تک نفل نماز منع ہے، (عالمگیری درالمختار)

۵۔ غروب آفتاب سے مغرب کے فرائض ادا کرنے تک، (عالمگیری درالمختار)

۶۔ جب امام خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہو جائیں اس وقت سے جمعہ کے فرائض

ختم ہونے تک ہر نفل ممنوع ہے، بلکہ سنت جمعہ بھی ادا نہیں کی جاسکتی۔ (درالمختار)

۷۔ جمعہ، عیدین اور حج و نکاح کے خطبہ کے وقت ہر قسم کی نماز ناجائز ہے۔

۸۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے، (عالمگیری، درالمختار)

۱۔ بخاری طبع ۱۰۰ المطابع کراچی و ہدایہ ۸۶، ۲۔ بخاری طبع اصح المطابع ۸۶، ۳۔ بخاری طبع

المطابع ۸۶



- ۹۔ عید الفطر اور عید النبیؐ کی نمازوں کے بعد عید گایا مسجد میں ہر نفل مکروہ ہے۔ گھر میں جائز ہے۔
- ۱۰۔ عرفات میں ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان اور بعد میں بھی نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے۔
- ۱۱۔ مزدافہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں کجا ادا کی جاتی ہیں ان کے درمیان نفل و سنت ادا کرنا مکروہ ہے۔ بعد میں نہیں ہے۔
- ۱۲۔ اگر فرض کا وقت تنگ رہ جائے تو کسی قسم کی سنت بھی ادا کرنا مکروہ ہے۔

۱۳۔ ہر ایسی چیز جس سے نماز میں پوری طرح توجہ نہ ہوتی ہو اور انسان کے اختیار میں اس کو رفع کرنا ممکن ہو تو اس کے رفع کئے بغیر کوئی نماز درست نہ ہوگی۔ مثلاً گھانے کی خواہش، پیشاب و غیرہ یا کوئی اور ضروری کام اسے ان چیزوں سے نمٹ لینا چاہئے۔ پھر نماز ادا کرنی چاہئے۔ لیکن اگر وقت نکل رہا ہو تو بے طرح بھی ممکن ہو ادا کر لیں اور بعد میں قضا کر لیں۔

## اذان دینے کے فضائل

دینی احکام سے بے خبری کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں اذان دینے والوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا حالانکہ شرعی لحاظ سے مؤذن کا مقام بہت بلند ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اسکے لئے بخشش کر دی جاتی ہے اور ہر تر اور خشک چیز جس نے اس کی آواز سنی اسکی تسبیح کرتی ہے اور اس کیلئے گواہ بنتی ہے۔"

مئے عالمگیری: در المختار، عالمگیری: در المختار، محمد مسند احمد  
بہارِ نبوی، بہارِ نبوی، بہارِ نبوی، بہارِ نبوی، بہارِ نبوی، بہارِ نبوی، بہارِ نبوی، بہارِ نبوی

- ۱۔ حضرت عمرؓ کو اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ثواب کی نیت سے اذان دیکھا تو وہ اس شہید کی طرح ہونے لگے۔ خون آلود ہونے کے بعد اس کی قبر میں کبیرے نہیں پڑیں گے۔
- ۲۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو حلوہ ہو جائے اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو آپس میں تلواروں سے لڑتے۔

## اذان کے کلمات

اذان اور اقامت ہر مسلمان کو یاد کرنی چاہئے اور اپنے غلوں کی مسابہ میں مقررہ دو دن سے اجازت نہ لیکر وقتاً فوقتاً اذان دیتے رہنا چاہیے تاکہ بوقت ضرورت اذان دینے میں تھک نہ ہو۔ اور عظیم ثواب سے محروم نہ رہے۔ ابو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اذان کے یہ کلمات منقول ہیں۔

- ۱۔ اللہ اکبر چار مرتبہ ۲۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ ۳۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو مرتبہ ۴۔ حَسْبِيَ عَلَي الصَّلٰوةِ سیدھی طرف منہ پھیر کر دو مرتبہ ۵۔ حَسْبِيَ الْفَلَاحُ الّٰتِیْ طَرَفِ منہ پھیر کر دو مرتبہ ۶۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ دو مرتبہ ۷۔ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ، فجر کی اذان میں فلاح کے بعد دو مرتبہ یہ بھی کہیں۔ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یعنی نماز نیند سے بہتر ہے۔

- ۱۔ نماز پنجگانہ اور جمعہ کیلئے مساجد میں وقت پر اذان دینا سنت مؤکدہ ہے۔
- ۲۔ مسجد میں بلا اذان و اقامت نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔
- ۳۔ اگر نماز قنسا پڑھنا ہو تو اس کے لئے اذان نہ کہیں۔
- ۴۔ اگر کوئی شخص بستی میں گھر میں نماز ادا کرے اور اذان نہ کہے تو حرج نہیں۔ کیونکہ وہاں کی مسجد کی اذان کافی ہے۔ مگر کہہ لینا اچھا ہے۔
- ۵۔ ایسی جگہاں اذان کی آواز نہ پہنچتی ہو وہاں جب نماز ادا کی جائے تو اذان

طبرانی، مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ طبع اصح المطابع کراچی ۵۲، در مختار، عالمگیری

دینا چاہئے۔ ۵

۶۔ اگر سفر وغیرہ میں پوری جماعت کی نماز قضا ہو گئی یا اکیلے شخص کی تو اذان و اقامت سے ادا کریں۔ ۵

۷۔ اگر وقت سے پہلے اذان ہو گئی تو دوبارہ کہی جائے۔ ۳

۸۔ وتر، نماز جنازہ، عیدین، نذر، سنن، تراویح، استسقاء، چاشت کسوف، خسوف اور نوافل کی نمازوں میں اذان نہیں ہے۔ ۵

۹۔ میت کو دفن کرنے کے بعد

۱۰۔ عورتوں کے لئے اذان و اقامت کہنا جائز نہیں۔ ۵

۱۱۔ سمجھدار بچہ اور اندھا اگر اذان دیں تو ان کی اذان درست ہے۔ بلا وضو کے اذان ہو تو جائیگی مگر اس طرح اذان دینا مکروہ ہے۔ ۳

۱۲۔ جمعہ کے دن بستی میں ظہر کی اذان دینا ممنوع ہے۔ ۵

## موذن کی صفات

موذن میں مندرجہ ذیل صفات ہوں تو بہت اچھے ہے۔ ۱

مرد ہونا، عاقل ہونا، نیک ہونا، سنت کا عالم ہونا، باعزت ہونا، لوگوں کو تنبیہ کر سکتا ہو۔ یعنی لوگوں میں اسکا اتنا وقار ہو کہ لوگ اس کی سخت باتیں سن سکیں۔ پابندی سے اذان کہتا ہو مجھض حصول ثواب کی خاطر اذان دیتا ہو۔

اگر کوئی نابینا شخص کو وقت بتلنے والا ہو تو اس کی اور آنکھ والے شخص کی اذان کا حکم یکساں ہے۔

اگر موذن ہی نماز پڑھائے تو بہتر ہے۔ (درمختار) بشرطیکہ اس میں امامت کی شرائط ہوں۔

ایک موذن کو ایک ہی وقت دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے (درمختار)

۱۔ عالمگیری ۲۔ درمختار ۳۔ عالمگیری ۴۔ مراۃ الفلاح ۵۔ رد المحتار

۱۔ عالمگیری ۲۔ درمختار ۳۔ عالمگیری ۴۔ مراۃ الفلاح ۵۔ رد المحتار



اگر موزن کسی وجہ سے اذان پوری نہ کر سکا تو اسے پوری اذان دی جائے۔  
بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے۔

اذان قبلہ رو ہو کر کہی جائے اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کیا تو اذان دوبارہ کہی جائے۔  
اذان کی حالت میں چلنا مکروہ ہے۔ ایسی اذان کا اعادہ کیا جائے۔  
اذان کے درمیان بات کرنا منع ہے۔ اگر ایسا کیا تو اذان کا اعادہ کریں۔  
اذان کو قواعد موسیقی کے مطابق کہنا ناجائز ہے۔

بہر حال قراءت کے قواعد کے مطابق خوش آواز بنی سے اذان کہی جائے۔ آجکل موزن ہمارے ملک پاکستان میں جس طرح عام طور پر اذانیں دے رہے ہیں وہ کشش سے خالی ہیں۔ اکثر تو سخت غلط اور بھونڈے انداز سے دیتے ہیں۔ موزنوں کو تربیت دینی چاہئے۔

مسجد میں اذان مکروہ ہے۔ یا مسجد کے باہر دی جائے اور یا مسجد کی منڈیر پر۔  
جمعہ کی اذان خطیب کے سامنے کہی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایسا ہی تھا۔

اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر ادا کئے جائیں اللہ اکبر اللہ اکبر ایک کلمہ ہے۔  
دونوں کے بعد سکتے کریں۔

اگر اذان میں سکتہ نہ کیا گیا تو اذان مکروہ ہوگی اور اس کا اعادہ کرنا مستحب ہوگا۔  
اگر کلمات اذان میں کچھ تقدیم تاخیر ہو گئی تو درست کر لئے جائیں۔ اذان لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ وَائِيں طرف منہ کر کے اور حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ بَائیں طرف منہ کر کے کہیں۔

فجر کی نماز میں حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ التَّوَمِّ کہنا مستحب ہے  
ترجمہ :- نماز نیند سے بہتر ہے۔ یہ کلمہ دو مرتبہ کہا جائیگا۔

لے نا لگیری لہ و المختار لہ غنیہ لہ صغیری لہ و المختار لہ فتح القدر لہ و المختار لہ عالمگیری





\_\_\_\_\_

اذان کہتے وقت تہادت کی لکھی کانوں میں ڈالے رکھنا یا ہاتھ رکھ لینا مستحب ہے۔  
اس طرح آواز بلند ہوتی ہے اگر ایسا نہ کیا تب بھی حرج نہیں۔

\_\_\_\_\_

لاؤڈ اسپیکر یا ریڈیو کے ذریعہ اذان دینا درست ہے۔  
\_\_\_\_\_

پورے ملک میں اگر ریڈیو کے ذریعہ اذان نشر کر دی جائے اور اس کے سنایا  
معقول انتظام ہو تو میرے خیال میں درست ہے البتہ یہ چیز انتظامی اعتبار سے  
درست نہ ہوگی کیونکہ مختلف مساجد میں نماز کے مختلف اوقات رکھنا اس لحاظ سے  
مفید ہیں کہ ہر علاقہ کے لوگوں کی سہولت حتی الامکان مد نظر رکھی جاسکتی ہے۔ یہ  
صورت صرف ان علاقوں کے لیے ہے جہاں نمازوں کے اوقات میں فرق نہ ہو۔  
اذان بذریعہ ٹیپ ریکارڈ

اگر اذان کا ٹیپ ہر اذان کے وقت مساجد میں سنا دیا جائے تو اذان کا مقصد  
یعنی اعلان تو حاصل ہو جائیگا لیکن موزنوں کو اذان کے اجر سے محروم رکھنا  
اچھی بات نہ ہوگی۔ پھر ہمارے بچوں میں اعلیٰ کلمۃ اللہ کا جو جذبہ جاری ہے وہ  
بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائیگا اور ایک دن وہ بھی آجائیکہ جب لوگ اللہ کا نام  
لینے سے بھی شرمانے لگیں گے۔  
اقامت کا بیان

- اقامت اذان کی طرح ہے۔ مگر چند باتوں میں فرق ہے۔
- ۱۔ حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ترجمہ: بلاشبہ نماز قائم ہوئی  
کہا جائیگا۔
  - ۲۔ زیادہ بلند آواز سے اقامت نہ کہیں۔ صرف حاضرین کو آواز پہنچانا مقصود ہے۔
  - ۳۔ کلمات کے درمیان سکتہ نہ ہوگا تیزی سے کلمات ادا کئے جائیں۔
  - ۴۔ کانوں میں انگلیاں ڈالنا یا ہاتھ رکھنا نہیں ہے۔
  - ۵۔ صبح کی اقامت میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ بھی نہیں۔
  - ۶۔ اگر امام نے اقامت کہی تو قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے وقت مصلیٰ پر پہلا جائے۔

\_\_\_\_\_

لہذا المختار۔ یہ درختار۔ عالمگیری

\_\_\_\_\_

— جو اذان کہے، اقامت کہنا اسی کا حق ہے۔ ہاں اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے۔ موزن کی اجازت کے بغیر دوسرے کو اقامت کہنا مکروہ ہے۔<sup>۳۵</sup>

— اگر ناپاک یا بے وضو شخص اقامت کہے تو مکروہ ہے۔ مگر اعادہ نہ کیا جائیگا۔ اگر جنب یا بے وضو اذان دے تو اعادہ ہو گا۔<sup>۳۶</sup>

— آجکل رواج پڑ گیا ہے کہ سب لوگ کھڑے ہو کر تکبیر سنتے ہیں یہ مستحب کے خلاف ہے۔ صفیں پہلے سے درست کر کے بیٹھیں۔ آجکل تو مسجدوں میں لائیں بھی ہوتی ہیں اور صفیں بھی۔ لہذا صفوں کی درستگی کا معاملہ مشکل نہیں ہے۔ لیکن اس مسئلہ کو جھگڑے کی صورت نہ دینی چاہئے جو لوگ ایسا نہ کریں ان کو برا بھلا نہ کہیں کیونکہ یہ صرف مستحبات میں سے ہے۔

بیرونِ شہر اگر جماعت سے نماز پڑھنی ہو تو اذان و اقامت دونوں کہنی چاہئیں۔ بلا اقامت مکروہ ہے اور بلا اذان خلافِ اولیٰ ہے۔  
ایک ہی مسجد میں دوبارہ اذان

محلہ کی مسجد میں جب ایک مرتبہ باقاعدہ جماعت سے نماز ہو جائے تو اس مسجد میں دوبارہ اذان کہنا مکروہ ہے۔ اور اگر مسجد کسی بڑی سڑک پر ہے یا اسٹیشن پر ہے (یعنی وہ ساجد جنہیں عام طور پر مخصوص نمازی نہیں آتے) تو اس میں اذان دوبارہ کہنا مکروہ نہیں۔ بلکہ جو لوگ بھی آئیں وہ اپنی اذان و اقامت کہیں اور جماعت

درختار - ابن ماجه طبع اصح المطالع کراچی ۵۳ و الدوا طبع اصح المطالع کراچی ۴۶ و الکواکب ۴۵ و الخ ۴۵ و قاضی خان ۴۵

کرائیں۔ ایسی جماعت کا امام محراب میں گھڑا ہو سکتا ہے۔  
ایسا اس لئے ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اطلاع ہو جائے اور وہ جماعت  
کی فضیلت پالیں۔

اقامت کے درمیان موزن کو بات چیت کرنا منع ہے۔

### جواب اذان

جو کلمات موزن ادا کرے سُننے والوں کو موزن کی ادائیگی کے بعد وہی  
کلمات دہرانے چاہئیں۔ مگر حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ اور حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کو دہرانے کے  
بجائے جواب میں لَا مَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہیں۔ ترجمہ :- طاقت اور قوت اللہ  
ہی کی طرف سے ہے۔ اور اگر یہ بھی ملا لیں تو بہتر ہے۔ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ  
لَمْ يَكُنْ۔ ترجمہ :- جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ (در مختار) الصَّلَاةَ خَيْرٌ مِنَ  
النَّوْمِ کے جواب میں کہیں صَدَقْتَ وَبَرَزْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ ترجمہ :- تو نے سچ  
کہا اور اطاعت کی اور حق گوئی سے کام لیا۔ ناپاک مرد بھی جواب دے۔

جیض و نفاس والی عورت اور قضاء حاجت میں مشغول لوگ جواب نہ دیں  
اذان کے وقت سلام، کلام، حتی کہ تلاوت کا ایک کلمہ بھی بند کر دیں۔ اذان کو  
سُنیں۔ (در مختار)

افسوس کہ آج مسلمان گھروں، بازاروں اور گلی کوچوں میں اذان کے  
وقت نہ صرف یہ کہ باتوں میں بلکہ گالی گلوچ میں مصروف نظر آتے ہیں اور اذان  
سے ان کے کانوں پرچوں تک نہیں رینگتی۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ جو شخص اذان  
کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس کے سوءِ خاتمہ کا خطرہ ہے۔ معاذ اللہ!  
ضرورتاً بات چیت کر لینے میں حرج نہیں۔ مگر حتی الامکان ادب لازم ہے۔  
اگر کئی جگہ سے اذان کی آواز سُنی تو پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ ہے کہ سب کا  
جواب دے۔

در مختار - البوداؤد طبع اصح المطالع کراچی ۱۳۸۷ھ - فتاویٰ رضویہ جلد اول - در مختار





خطبہ کی اذان کا جواب مقتدیوں کو دینا جائز نہیں ہے۔

آج کل عام طور پر خطبہ کی اذان کے بعد بھی لوگ دعا مانگتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو منع نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہاں ممانعت ایسی شدید نہیں ہے۔ امام خطبہ کی اذان کے بعد بھی دعا مانگے۔

### اذان کے بعد کی دعاء

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامَّةُ وَالذَّلُوتُ الْقَائِمَةُ اتِّمَحَمَدُ  
نِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالذَّجَّةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ عَقَامًا مَحْمُودًا  
الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاجْعَلْنَا فِي شَفَاعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ  
الْمِيعَادَ۔

ترجمہ :- اے اس کامل دعا اور قائم ہونیوالی نماز کے رب! تو ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور بلند مرتبہ عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو ان سے وعدہ فرما چکا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرما۔ بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا ہے۔

### انگوٹھا چومنے کا مسئلہ

مُوزَنُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ كَيْفَ تَوَسَّنِي وَالْأَبْيَ انْ الْقَا  
كواد اكرے اور درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ اپنے دونوں انگوٹھوں  
کو چوم کر آنکھوں سے لگائے اور کہے قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اللَّهُمَّ  
مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصْرِ ترجمہ :- اے اللہ کے رسول! آپ میری آنکھوں کی  
ٹھنڈک ہیں، اے اللہ تو مجھے سننے اور دیکھنے کی دولت سے نوازے رکھ۔  
ایسا کرنیوالا انشاء اللہ آنکھوں کے مرض سے محفوظ رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
ایسے شخص کو جنت میں لے جائیں گے۔ پھر یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

درمختار۔ فتاویٰ رضویہ۔ البداؤد ۵۸۱ الی قولہ وعدة۔ ردالمحتار ۲۹۲







اور دیگر صحابہ تابعین و علمائے صالحین کا معمول رہا ہے۔  
میر خیال میں ایک مستحب فعل کیلئے اس سے زیادہ دلائل تلاش کرنا غیر ضرور کار  
ہے اور اس قسم کے اعمال کا انکار جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے منظر  
ہوں خدا نخواستہ بڑی محرومی کا باعث ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
بارگاہ میں ادنیٰ سی بے ادبی سے تمام اعمال ضائع ہونے کی وعید ہے۔

مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں چونکہ اذان نماز سے کافی  
تثویب پہلے ہو جاتی ہے اس لئے نماز سے چند منٹ قبل دوبارہ اعلان  
کر دینا جائز بلکہ اچھا ہے۔ خصوصاً نماز صبح میں تاکہ لوگ جماعت سے رہ نہ جائیں  
اس اعلان کو تثویب کہتے ہیں۔ اس کے الفاظ مقرر نہیں۔ عربی میں الصَّلَاةُ —  
الصَّلَاةُ! کہیں۔ یا یہ کہ نماز کھڑی ہو رہی ہے۔ جماعت تیار ہے۔ یا الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! کوئی بھی مناسب کلمہ تثویب کے لئے مقرر  
کرنا جائز ہے۔

اذان دینا ایک عبادت ہے اور کوئی عبادت اجرت کے ساتھ  
موذن کی خواہ | درست نہیں۔ موذن کی تنخواہ اذان دینے کی اجرت نہیں  
دینے اور لینے والے کو یہ نیت نہ رکھنی چاہئے اور میرے خیال میں یہ نیت ہوتی بھی  
نہیں ہے۔ تنخواہ دراصل پابندی وقت کی ہے۔ جتنی سخت ڈیوٹی موذن کی ہے۔  
شاید ہی کسی کی ہو۔ آج کل موذن کو ذرا سی بات پر ڈانٹتے ہیں اور جھڑکتے  
ہیں۔ یہ سخت نامناسب چیز ہے۔ موذن کی شرعی اہمیت مد نظر رہنی چاہئے محلے  
کے باشندوں کو مسجد کی صفائی ستھرائی میں مدد دینی چاہئے اور موذن جو قلیل

صَلَاةٌ مَعُودِي جلد دوم باب ۱۰ روح البیان لا زیرایت و اذا نادى اتم الى الصَّلَاةِ بِكُنْزِ الْعِبَادَةِ، فہستانی  
فتویٰ صوفیہ۔ کتاب الفردوس، خواشی بحر اللہ علی۔ المقاصد الحسنی، شرح نقایہ، مجمع بحار الانوار، اعانت الطالبین  
تقبیل الالبھامین۔ رد المختار ۲۹۲، مصنف



تنخواہ پاتا ہے اس کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ تمام امور خانہ خدا کی آبادی کے سرے میں آتے ہیں اور اسی لئے انتہائی موجب ثواب ہیں۔

## نماز کے فرائض کا بیان

جو چیزیں نماز میں فرض ہیں ان کے بغیر نماز قطعاً درست نہیں۔

یعنی نماز شروع کرتے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے اس کو "تکبیر" اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد کھانا پینا اور بات چیت کرنا

۱۔ تکبیر تحریمہ

وغیرہ حرام ہو جاتا ہے۔

طریقہ | دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لائیں، تبھیلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لوسے لگ جائیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لائیں اور ناک کے نیچے باندھ لیں۔

۱۔ جن نمازوں میں قیام کرنا فرض ہے انہیں تکبیر تحریمہ حالت قیام میں ہی کہی جائے گی۔

مسائل تکبیر تحریمہ

۲۔ امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ اس طرح کہتے ہوئے رکوع میں گئے کہ تکبیر کا آخری لفظ جھکنے کے بعد ادا ہوا تو نماز نہ ہوگی دھکنے سے مراد یہ ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں گے۔

۳۔ عورتیں تکبیر تحریمہ میں صرف باندھوں تک ہاتھ اٹھائیں گے۔

۴۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر امام سے پہلے ادا کر لیا تو نماز نہ ہوگی۔  
۵۔ جو شخص کسی وجہ سے تکبیر تحریمہ کے الفاظ ادا کرنے پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہے تو ارادہ کافی ہے۔

۶۔ لفظ اللہ کو اللہ، اکبر کو اکبر یا اکبار کہا تو نماز نہ ہوگی یعنی دونوں ہمزہ کو کھینچ کر پٹھنا۔  
۷۔ پہلی رکعت کا رکوع مل گیا تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت حاصل ہوگئی۔

۸۔

۱۶۸، البوداؤد واحد، ۵۳، البوداؤد ہند مشکوٰۃ، ۶۱، وتر مذی، ۶۴، وابن ماجہ، ۵۴، ہدایہ، ۵۴

۸۔ نماز جنازہ میں تجیر تحریمہ رکن ہے اور باقی نمازوں میں شرط۔

رفع یدین نہ کرنا | کیا میں تمکو اس طریقہ سے نماز پڑھاؤں جس طریقہ سے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ جب آپ نے نماز پڑھائی تو صرف ایک مرتبہ تجیر تحریمہ کے وقت ہی ہاتھ کانوں تک اٹھائے رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے واپس آتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے ترمذی شریف میں ہے یہ حدیث حسن ہے اور اس پر بہت سے اہل علم صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل ہے اور یہی سفیان اور اہل کوفہ کا قول ہے۔  
۲۔ قیام | اس کے معنی ہیں کھڑا ہونا۔

۱۔ فرض۔ وتر۔ عیدین، اور سنت فجر میں قیام فرض ہے جب تک معقول عذر نہ ہو۔ نمازیں بیٹھ کر ادا نہیں کی جاسکتی ہیں۔

۲۔ ایک پیر پر کھڑے ہونا مکروہ تحریمی ہے، اگر عذر سے ہے تو خرج نہیں۔

۳۔ اگر اتنی دیر بھی کھڑے ہو سکتے ہوں کہ تجیر تحریمہ کہہ سکیں تو تجیر کھڑے ہو کر کہہ لیں پھر بیٹھ کر باقی نماز ادا کر لیں۔ کڑی یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو سکتے ہوں تب بھی کھڑے ہو کر پڑھیں بیٹھ کر نہ پڑھیں۔

۴۔ کشتی، ہوائی جہاز اور ریل میں اگر کھڑے ہو کر دشواری ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کر لیں۔

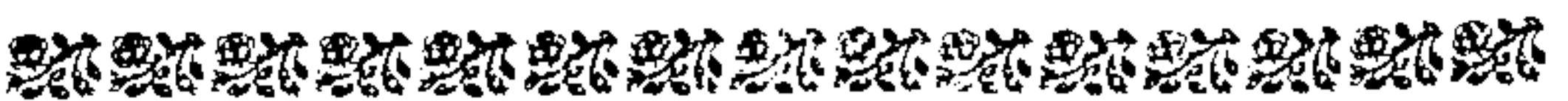
۱۔ فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نفل کی ہر رکعت میں ایک آیت پڑھنا۔

۲۔ قرات | امام اور منفرد پر فرض ہے۔

۲۔ اگر مقتدی ہو تو کسی نماز میں اس کے لئے قرات جائز نہیں، خواہ وہ جہری ہو یا سری۔

۱۔ ترمذی ۲۴۰ = ۲۵۰ عالمگیری ۳۵۰ عالمگیری

۱۔ کشتی کا مسدود غنیہ میں ہے جہاز کشتی کا طرح ہے اور ریل کے مسکے میں عمار کا اختلاف ہے۔ میں اپنے خیال ظاہر کو دیکھا  
رمضان





امام کا پڑھنا ہی کافی ہے۔

۳. فرض کی کسی رکعت میں قرأت نہ کی یا ایک میں نہ کی تو نماز فاسد ہوگئی۔<sup>۲۷</sup>
۴. جہری قرأت سے مراد یہ ہے کہ دوسرے سن لیں اور سری یہ ہے کہ خود سن لے اس طرح پڑھنا کہ خود بھی نہ سن سکے سری قرأت میں شمار نہ ہوگا (ع)
۵. منفرد تنہا نماز پڑھنے والا جب جہری نمازیں ادا پڑھے تو اس کو جہر کرنا بہتر ہے اور اگر قضا پڑھے تو آمیت پڑھنا واجب ہے۔

**رکوع** رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پیٹھ بالکل سیدھی رکھیں اور سر بھی پیٹھ کے برابر رکھیں نہ اٹھائیں نہ جھکائیں۔

۱. پیشانی کا زمین پر لگنا سجدہ ہے اور کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط ہے مگر کسی نے سجدہ میں دونوں پیر اٹھ لئے تو نماز فاسد ہوگی (د)
۲. کسی عذر کے باعث پیشانی زمین پر نہ رکھ سکیں تو ناک کا سخت حصہ زمین پر لگائیں۔
۳. ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔
۴. نرم چیز پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ مزید دبنے سے نہ دب سکے تو درست ہے ورنہ نہیں۔ لہذا گدوں، قالینوں اور گھاس وغیرہ پر سجدہ میں احتیاط ضروری ہے۔ یعنی پیشانی اچھی طرح دبا کر رکھیں۔
۵. بھیڑ کی وجہ سے اگر ایک ہی نماز کے شرکاء میں سے کسی نے کسی کی پیٹھ پر سجدہ کر لیا تو ہو جائے گا۔

۶۔ ایسی جگہ سجدہ کیا جو قدم کی جگہ سے بارہ انگل سے زائد اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوگا

۱۔ امام مالک نے نافع سے روایت کی کہ جب عبد اللہ بن عمرؓ سے امام کے پیچھے قرأت کے بار میں دریافت کیا جاتا تو آپ یہی جواب دیتے کہ اس کے لئے امام کی قرأت کافی ہے موطا مالک ۲۹۱۔ اور عابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت ہی اس مقتدی کی قرأت ہوگی ابو داؤد ۲۱۰۲ و ترمذی ۳۷۳۰ وقال حدیث حسن صحیح، اسی حدیث کو موطا محمد اور طحاوی میں مرزوار روایت کیا گیا ہے بحوالہ لکیری ۲۳۰ و لکیری ۲۳۱ و ترمذی ۲۵۱ و ۲۵۲



قعدہ اخیرہ | ۱. نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پوری التحیات پڑھی جاسکے فرض ہے۔

۲. چار رکعت والی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائیں اور اگر فجر میں تیسری کا سجدہ، مغرب میں چوتھی کا اور ظہر وغیرہ میں پانچویں کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے۔ اب یہ ہو سکتا ہے کہ مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لیں تو یہ سب نفل ہو جائیں گے۔  
خروج لصنعہ | ۱. قعدہ آخرہ کے بعد نمازی کا سلام پھیرنا یا کوئی اور نفل جو منافی نماز ہو کر نا۔ خروج لصنعہ کہلاتا ہے۔

۲. اگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا کام قصد کیا تو نماز واجب الاعداء ہے۔

۳. اگر کوئی نفل بلا قصد صادر ہوا تو نماز باطل ہے۔

ترتیب فرائض | قیام، رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا اگر قیام کے بعد دوبارہ رکوع کر لیا تو نماز ہو جائیگی ورنہ نہیں اسی طرح رکوع اور سجدہ کا حال ہے۔

۲. جو چیزیں فرض ہیں ان میں مقتدی پر لازم ہے کہ امام کی اتباع کرے، اس کا کوئی نفل امام سے پہلے نہ ہو، اگر امام سے پہلے ہو گیا تو نماز نہ ہوگی۔

## نماز کے واجبات

۱. تبحیر تحریمہ لفظ اللہ اکبر سے ادا کرنا۔

۲. پوری سورۃ فاتحہ پڑھنا۔ سورہ فاتحہ کا ایک لفظ بھی چھوڑنا واجب کا ترک کرنا ہے۔

۳. سورۃ فاتحہ کے بعد کم از کم تین چھوٹی آیات کی مقدار میں قرآن پڑھنا۔

۴. سورہ فاتحہ اور قرآن کی مذکورہ مقدار فرض کی پہلی دو رکعتوں، وتر اور نفل کی ہر

۱۲۷ المختار

Click For More Books

رکعت میں واجب ہے۔

۵. سورہ فاتحہ کا دوسری سورہ سے پہلے ہونا۔

۶. ہر رکعت میں سورۃ سے پہلے ایک ہی مرتبہ سورہ فاتحہ ہونا۔

۷. سورۃ فاتحہ اور دوسری سورہ کے درمیان آمین و بسم اللہ کے سوا کسی دوسری چیز کا فاصلہ نہ ہونا۔

۸. قرات کے بعد فوراً رکوع میں جانا۔

۹. ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ بلا فصل ہو۔

۱۰. تعدیل ارکان، یعنی رکوع و سجود وغیرہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کی مقدار میں ٹھہرنا۔

۱۱. رکوع سے سیدھا ٹھہرا ہونا۔

۱۲. دو سجدوں کے درمیان بالکل ٹھیک طرح بیٹھنا۔

۱۳. قعدۃ اولیٰ خواہ نماز نفل ہی کیوں نہ ہو۔

۱۴. دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا ایک لفظ کا ترک بھی واجب کا ترک ہے۔

۱۵. لفظ السلام دوبار

۱۶. وتر میں دعائے قنوت،

۱۷. دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہنا۔

۱۸. نماز عیدین کی چھ تکبیرات زائدہ

۱۹. عیدین میں دوسری رکعت

۲۰. چہری نماز میں امام کو جہر سے قرات کرنا جیسے جمعہ، عیدین، فجر، مغرب اور عشاء۔

۲۱. تہری نماز میں آہستہ پڑھنا۔

۲۲. ہر واجب و فرض کو اپنی جگہ ادا کرنا۔

مفت ترمذی ۷۰ نیچے ابراہیم



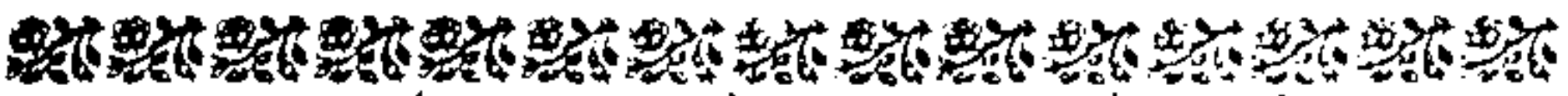
۲۳. ہر رکعت میں ایک ہی مرتبہ رکوع ہونا۔  
۲۴. ہر رکعت میں دو ہی بار سجدہ ہونا۔  
۲۵. دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ کرنا۔  
۲۶. آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرنا۔  
۲۷. سہو کی صورت میں سجدہ سہو کرنا۔  
۲۸. فرض و واجب یا واجب اور فرض کے درمیان تین تسبیحات کی مقدار میں قعدہ نہ ہونا۔  
۲۹. مقتدی کا امام کی جہری یا سری قرات کے وقت خاموش رہنا۔  
۳۰. تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔

## چند اہم مسائل

۱. آیت سجدہ پڑھنے کے بعد بھول سے تین آیتوں کی مقدار تاخیر ہوئی تو سجدہ سہو واجب ہے۔  
۲. سورہ فاتحہ کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔  
۳. اگر مقتدی کے تشہد پڑھنے سے پہلے امام اٹھ گیا تو مقتدی تشہد پورا کر کے اٹھے۔  
۴. ایک رکعت میں تین سجدے کئے، یا دو رکوع یا قعدہ اولی بھول گیا تو سجدہ سہو کرے۔  
۵. الفاظ تشہد سے انشائیہ معانی لئے جائیں حکایت کے نہیں۔  
۶. فرض و ترا، اور سنن و واجب کے قعدہ اولی میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اللہم صلی علی محمد یا اللہم صلی علی سیدنا، تو اگر بھول کر کیا تو سجدہ سہو واجب ہے اور جان بوجھ کر کہا تو اعادہ واجب ہے۔

لے غیبی لے راتھار لے در مختار لے عالمگیری لے در مختار





۷. مقتدی قعدہ اولیٰ میں امام سے پہلے تشریف پڑھ چکا تو سکوت کرے درود اور دعا کچھ نہ پڑھے اور سبق کو چاہیے کہ قعدہ اخیرہ میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ امام کے سلام پھیرنے تک مصروف رہے اور اگر امام کے سلام سے پہلے فارغ ہو گیا تو کلمہ شہادت کی تکرار کرنے

## نماز کی سنتیں

۱. تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانا۔
۲. ہاتھ کی انگلیوں کو اصلی حالت پر رہنے دینا۔
۳. ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔
۴. بوقت تکبیر سر نہ جھکانا۔
۵. تکبیر قنوت اور تجبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کرنا۔
۶. عورت کے لئے کاندھوں تک ہاتھ اٹھانا۔
۷. امام کے لئے تکبیر تحریمہ اور تجبیرات انتقال میں جہر مسنون ہے۔
۸. اگر امام کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچتی تو بہتر ہے کہ کوئی ایک مقتدی یا حسب ضرورت چند ایک تجبیرات انتقال کہیں۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہیں
- مکبر کو چاہیے کہ اس جگہ سے تکبیر کہے جہاں امام کی آواز بلا تکلف نہ پہنچتی ہو
- مکبرین کو چاہیے کہ امام کی آواز کے ساتھ تکبیر کہیں امام کو مکبرین کے تکبیر ختم کرنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

## لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد سے وعظ و تقریر تلاوت کلام پاک نعت خوانی وغیرہ فوائد کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوا ہے کہ اذانیں اور نمازیں بڑے سکون سے ہونے لگیں جب بھی کوئی نیا مسئلہ علماء امت کے سامنے پیش ہوا ہے، اختلاف پیدا ہوا ہے، اور یہ اختلاف اس



امری دلیل ہے کہ علماء اسلام غور و فکر سے کام لینے کے عادی ہیں مختلف فیہ مسائل جو جہاں کی استنباطی ہوں ان میں تشدد نہیں ہونا چاہیے اور ہمارے سلاف کا یہی طریقہ تھا خود ہمارے فقہ حنفی میں کمی فقہی مسائل ایسے ہیں جنہیں ہم ابوحنیفہ کے قول کو چھوڑ کر ان کے شاگردوں کے قول کو مانتے اور مفتی بہ قرار دیتے آئے ہیں بلکہ خود امام ابوحنیفہ اپنے قول سے رجوع کر کے اپنے شاگردوں کے قول کو مان لیتے تھے اور کبھی یہ حضرت مختلف قولوں پر عمل کرتے رہتے اور ان تمام صورتوں میں نہ تو کسی کا تقدس پامال ہوتا تھا اور نہ کسی کی بے ادبی کا خطرہ لاحق ہوتا تھا مگر افسوس اب مسائل جدیدہ میں بھی تحقیق کے دروازے بند کیئے جا رہے ہیں اس سلسلہ میں اہلسنت و جماعت کے ان علماء کے ساتھ مجھے پورا اتفاق ہے جو لاؤڈ سپیکر کو نمازوں میں جائز قرار دیتے ہیں۔  
فقہ کے تمام مسائل میں قیود و شرائط ہیں لاؤڈ سپیکر کے استعمال میں بھی چند امور کا لحاظ ہونا چاہیے۔

- (۱) جماعت کثیرہ ہو۔ امام کی آواز صاف نہ پہنچتی ہو
- (۲) اتنے ہی بار استعمال کئے جائیں۔ جتنے ضروری ہوں۔  
کیونکہ بعض اوقات مسجد کے مناروں پر لگے ہوئے ہارنوں سے نکلنے والی آواز دوسری مساجد کی آواز سے ٹکراتی ہے۔ جو درست نہیں۔
- (۳) لاؤڈ سپیکر استعمال سے پہلے چیک کر لیں۔
- (۴) کچھ حضرات کو تیار رکھا جائے کہ اگر خدا نخواستہ لاؤڈ سپیکر خراب ہو جائے تو وہ بحیرات کینا شروع کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز تراویح بہت طویل ہوتی ہے اگر اس میں سامعین قرآن کی آیات سننے کی سعادت حاصل کر لیں تو لطف دو بالا ہو جائے اور نماز پر کیف ہو جائے ظاہر ہے کہ قرآن کا سننا اور نہ سنا دونوں برابر نہیں۔  
نوٹ: جو علماء لاؤڈ سپیکر پر نماز کی کراہت کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ جو لوگ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی صورت میں امام سے اتنے قریب ہیں کہ ان تک



امام صاحب کی آواز بلا لاؤڈ اسپیکر پہنچ سکتی ہے ان کی نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔  
پس ایسے بھائیوں کو جو لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو پسند نہیں کرتے چاہیے کہ صف اول میں  
کھڑے ہو جائیں، اور ظاہر ہے کہ پوری مسجد میں چند ہی آدمی اس قسم کے ہو سکتے ہیں  
ان کو مذکور طریق اختیار کر لینا چاہیے۔ دنیا بھر کے ۸۰ کروڑ مسلمانوں کی نمازوں کو ناسد  
اور باطل قرار دینا کیونکر مناسب ہو سکتا ہے۔

ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ | تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد اس طرح ہاتھ

باندھیں ناف کے نیچے سیدھے ہاتھ کی  
بتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر ہو چھنگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالیں، باقی انگلیوں  
کو کلائی کی پشت پر رکھیں۔ عورتیں پستانوں کے نیچے بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ  
کی بتھیلی رکھ لیں  
نساء، ۱، تلوذات شمیہ اور آمین آمین کہنا۔

۱۵: جب اس مسئلہ پر علماء اہل سنت میں اختلاف کافی بڑھ گیا تو مورخہ ۲۰ جون ۱۹۵۶ء کو  
کو مرکزی جمعیت علماء پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں تمام علماء نے متفقہ طور پر فیصلہ  
کیا کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز یعنی امام کی آواز ہو تو نماز بلا کراہت جائز ہوگی (اخبار جمعیت ۲۰ جولائی  
۱۹۵۶ء)۔

اس متفقہ فیصلہ سے معلوم ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر کے سلسلے میں کئے جانے والے تمام اعتراضات  
باطل ہیں۔ صرف اتنی بات معلوم کرتی ہے کہ اس کی آواز میں ہے یا غیر؟ اس سلسلہ میں اہل سنت کے  
مرکزی دارالافتاء مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کے مفتی سید افضل حسین صاحب نے نہایت قوی  
دلائل سے اعظم حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان کے رسالہ ”شافیانی حکم فو نہ حبر انبا“ کی  
روشنی میں ثابت کر دیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز یعنی مکمل کی آواز ہے (الحیب اپریل ۱۹۶۱ء)  
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی نے بھی مذکورہ فیصلہ ہی دیا ہے۔ فقیر کے  
نزدیک آواز کے عینیت کے مسئلہ پر بال کھل نکلتا اس جیسے مسائل میں فقہاء کے طریق سے مختلف ہے۔ اس  
سلسلہ میں اتنی بات کافی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز کو سامعین بلاشبہ انہی مکمل کی آواز سمجھتے ہیں اور  
جو بول رہا ہے اور اس کا انکار بدیہی امر کا انکار ہے۔ مصنف، لے ترمذی، لے عالمگیری ۶،  
لے عالمگیری ۶، لے کذا فی المینہ۔





پہلے ثنا پھر تعوذ، پھر تسمیہ پڑھیں۔  
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ  
امام نے اگر قرات شروع کر دی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے۔ اگر کوئی رکعت  
رہ گئی ہے تو اس کے شروع میں ثنا پڑھ لے

امام کو شروع میں پایا ہے یا پہلے سجدہ میں پایا تو اگر زائد گان ہو کہ ثنا پڑھ کر  
بھی امام کو اس حالت میں پالے گا تو پڑھ لے اور قعدہ یا دوسرے سجدہ میں پایا تو بہتر  
یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔

تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں سُنن ہے سورہ  
فاتحہ کے بعد اگر کوئی سورہ ابتداء سے شروع کی تو بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے مگر بسم اللہ  
بہر صورت آہستہ پڑھیں۔

- رکوع میں تین بار سبحان ربی لعظیم کہنا اور امام کے لئے پانچ مرتبہ؛
- گھٹنوں کا ہاتھوں سے پکڑنا اور ہاتھوں کا پہلوؤں سے دور رکھنا؛
- اگر کوئی شخص جماعت میں شرکت کے لئے آ رہا ہے تو امام رکوع طویل کر سکتا  
ہے، مگر اتنا بھی نہیں کہ مقتدی گھبرا جائیں
- رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی ہونی چاہیئے۔
- عورت رکوع میں کم جھکے صرف اتنا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جائیں۔
- سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا سنت ہے اور امام کے لئے پانچ  
مرتبہ۔

- رکوع سے اٹھنے میں سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَلَهُ اور مقتدی اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ  
الحمد کہے اور منفرد دونوں کلمات ادا کرے۔
- سجدہ میں جائے تڑپن پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے

۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱  
ترمذی، غنیہ، ترمذی، ترمذی، ترمذی







- اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھائے۔  
مردوں کے لئے سنت ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں پیٹ رالوں سے جدا ہو اور  
کلائیوں کو زمین پر نہ بچھائے۔ اگر صرف میں جگہ نہ ہو تو بازو ملا کر رکھے جاسکتے  
ہیں۔ دونوں ہاتھ کالوں کے قریب ہوں۔
- عورت سمٹ کر سجدہ کرے بازو کروٹوں سے، پیٹ ران اور پنڈلیوں سے اور  
پنڈلیاں زمین سے مل رہی ہیں۔
- دونوں سجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھیں کہ بایاں قدم بچھا ہو دایاں کھڑا ہو  
ہاتھ رالوں پر ہوں۔
- سجدہ میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے پیٹوں کا زمین پر لگنا اور قبلہ رو ہونا سنت  
ہے۔ جبکہ ہر پیر کی تین انگلیوں کے پیٹوں کا زمین پر لگنا واجب ہے،  
(فتاویٰ رضویہ)

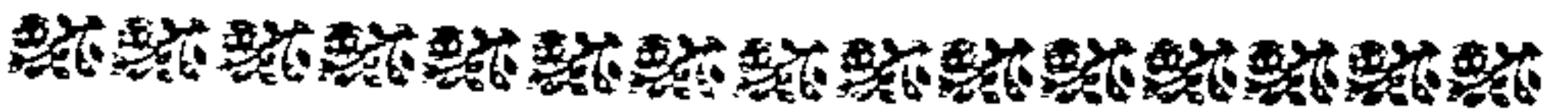
دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد پنجوں کے بل گھنٹوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا  
سنت ہے۔ اگر کمزوری کے باعث زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھیں تو حرج نہیں۔  
عورت تشہد وغیرہ میں جب بیٹھے تو دونوں پیر داہنی جانب نکال دے۔ جب  
تشہد میں لا پر پہنچے تو سیدھے ہاتھ کی چھنگلیاں اس کے پاس والی انگلی  
کو بند کر لے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر انگوٹھے کے پاس والی انگلی

۱۔ ترمذی ۲۷۹۷ ۲۔ ترمذی ۳۷۳۷ ۳۔ ترمذی ۴۷۷۷

۴۔ ابو حنیفہ عن نافع عن ابن عمارہ سئل کیف کن انساہ یصلین علی عرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قال کن یتربعن ثم اُسرُن ان یحتضرن۔ مسند امام المسلم ۴۹ طبع محمد سعید انبیڈ سنز کراچی۔ بخاری میں ہے کہ  
ام در داو جو نسبتہ تھیں وہ ایسے ہی بیٹھتی تھیں جیسے مرد بیٹھتے ہیں، بخاری۔ اور عینی میں ہے کہ اس سے معلوم  
ہوا کہ عورت کے لئے مرد کی طرح بیٹھنا مستحب ہے اور یہی قول نفعی ابو حنیفہ اور مالک رحمہم اللہ کا ہے اور بعض  
علماء کا قول ہے کہ جس طرح آسان ہو اس طرح بیٹھے، عطاء اور شعبی یہی کہتے ہیں۔ عینی ۱۶۱







کو اٹھائے اور الّا پر رکھ دے اور انگلیاں کھول دے۔  
فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں منفرّد کو سورہ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔  
سبحان اللہ بھی کہنا جائز ہے اور خاموش رہنے سے بھی نماز ہو جائیگی۔  
**تشہید** تشہید یہ ہے۔ التحیات اللّٰہ والصّلوٰۃ والطّیبات السّلام علیہ  
ایہا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السّلام علینا وعلی عباد اللّٰہ  
الصّالحین اشہد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشہد ان محمداً عبده ورسوله  
آخری تشہد کے بعد درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے نوافل کے تعدہ اولیٰ میں  
بھی پڑھنا افضل ہے۔

درود ابراہیمی یہ ہے۔  
اللّٰہمّ صلّ علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی  
آل ابراہیم انّک حمیدٌ حمیدٌ  
اللّٰہمّ بارک علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما بارکت علی ابراہیم و  
علی آل ابراہیم انّک حمیدٌ حمیدٌ  
درود شریف کے بعد کوئی ماثور دعا پڑھے۔  
یہ دعا مستحب ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَانَا  
اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ  
ترجمہ : اے میرے رب! مجھے اور میری ذریت کو نماز کا پابند بنادے،  
اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما، اے ہمارے رب! میرے والدین  
کی اور تمام مومنوں کی قیامت کے دن مغفرت فرمادے۔  
مقتدی کے تمام استقالات امام کے ساتھ ہونے چاہئیں۔

۱۵ درختار



## نماز میں سلام کے مسائل

۱، دوبارہ السلام علیک ورحمۃ اللہ اس طرح کہا جائے کہ پہلی دفعہ دائیں طرف اور دوسری

دفعہ بائیں طرف منہ پھیر لیا جائے۔

۲، مقتدی کو چاہیے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرے، اگر تشدید پورا نہ کیا ہو تو تشدید پورا کرنے کے بعد سلام پھیرے (در مختار) یعنی درود اور دعا سے پہلے۔

۳، سلام پھیرتے وقت امام یہ نیت رکھے کہ میں اپنے مقتدیوں، کراٹا کا تبین اور حفاظت کرنے والے فرشتوں کو سلام کر رہا ہوں اور مقتدی اس نیت میں امام کو شامل کرے۔ (در مختار)

۴، سلام میں امام کے لئے دو طریقوں سے بیٹھا مسنون ہے، دائیں جانب یا بائیں جانب مڑ کر اور مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بھی بیٹھ سکتا ہے۔

۵، سلام کو زیادہ نہ کھینچا جائے اور اسی طرح تکبیر تحریمہ کو۔

## نماز کے مستحبات

۱، قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنا۔

۲، رکوع میں قدموں پر۔

۳، سجدہ میں ناک پر۔

۴، قعدہ میں گود پر۔

۵، سلام میں دائیں یا بائیں جانب کے کاندھے پر۔

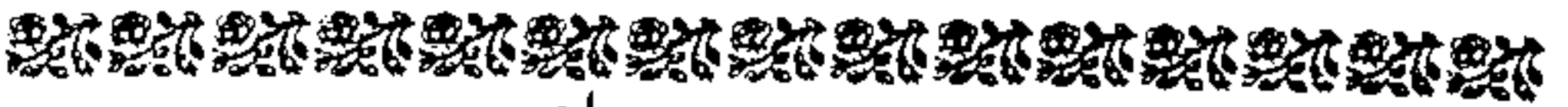
۶، جماہی آگے تو روکنا، ورنہ حالت قیام میں دائیں ہاتھ کی پیٹھ سے منہ

ڈھانک لیں اور دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پیٹھ سے۔

۷، مرد تکبیر کے تحریمہ کے لئے کپڑے سے ہاتھ باہر نکالیں اور عورتیں اندر رکھیں۔

۲۹ رندی





(۵) حی علی الفلاح پر امام و مقتدی کھڑے ہوں۔<sup>۱</sup>

(۶) کھانسی روکنے کی کوشش کی جائے۔

(۷) حالت قیام میں دونوں پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ۔

## نماز کے بعد ذکر و دعا

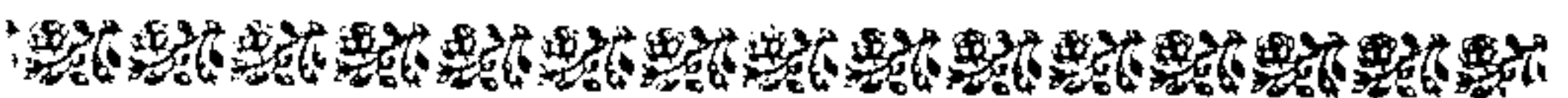
(۱) ظہر و مغرب اور عشاء کے بعد مختصر دعا مانگی جائے۔

(۲) فجر و عصر کے بعد دعا اور اذکار میں طوالت جائز ہے۔ بشرطیکہ مقتدیوں کی اکثریت بخوشی ایسا کرنے پر راضی ہو۔ بہتر یہ ہوگا کہ پہلے ایک مختصر دعا مانگ لی جائے تاکہ جو حضرات چلے جانا چاہتے ہوں۔ فارغ ہو کر چلے جائیں۔ بعد میں دوبارہ دعا مانگ لیں تاکہ اصحاب خشوع و خضوع کو سیری حاصل ہو اس لئے اکثر مساجد میں دعا گنا نیہ کا رواج ہے۔ یہ بلا کر بہت جائز ہے، نماز کے بعد کئی دعائیں اور اذکار احادیث میں مذکور ہیں۔ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اذکار نماز کے بعد ہیں جن کا کرنے والا نامراد نہیں رہتا۔ ہر نماز فرض کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی پڑھنے کی فضیلت بھی بہت آئی ہے۔ رَبِّ اَعِزِّي عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ طَاعَتِكَ، اے میرے رب مجھ کو اپنی یاد شکر اور اچھی طرح اطاعت کی توفیق عطا فرما۔

جو چیز عادتاً محال ہے یا شرعاً حرام ہے اس کی دعا جائز نہیں۔

سلام پھیرنے کے بعد امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ دائیں طرف منہ کر لے اور بائیں طرف یا مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر سکتا ہے فجر و عصر کے بعد طویل اذکار اور دعاؤں کی اجازت ہے، بشرطیکہ مقتدی نہ گھبرا جائیں۔<sup>۲</sup>

۱۔ مالا بدمنہ، وعالمگیری، ورد المختار، و فتاویٰ رضویہ، ۲۔ مسلم، ۳۔ فتاویٰ رضویہ



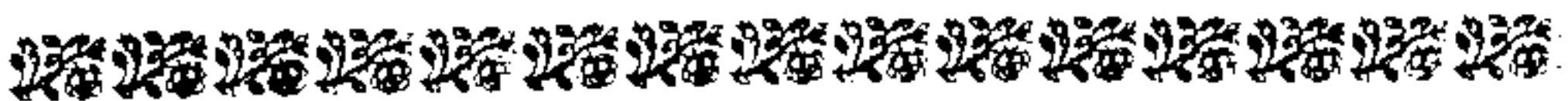


جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں اُن فرضوں کے بعد بات چیت نہیں کرنی چاہیئے  
ثواب کم ملتا ہے، اسی طرح سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے، یہی حکم فرض دست کے  
درمیان ہر اس کام کا ہے جو منافی تحریم کا ہے۔

## نماز میں قرأت کے اہم مسائل

- (۱) اگر کوئی شخص اپنی نماز انتہا اہستہ پڑھ رہا تھا۔ درمیان میں مقتدی شامل ہو گیا تو  
جتنی قرأت باقی ہو وہ آواز بلند پڑھے۔
- (۲) اگر ایک بڑی آیت کا کچھ حصہ ایک رکعت میں اور کچھ دوسری رکعت میں پڑھا  
تو اگر ہر رکعت میں تین چھوٹی آیات کی مقدار میں ہو گیا تو جائز ہے۔
- (۳) چار رکعات والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اگر بھول کر سورہ نہ پڑھی تو آخری  
رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے۔
- (۴) اگر مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں بھول کر سورہ رہ گئی تو تیسری میں پڑھیں،  
اگر جہری نماز ہو تو سورہ فاتحہ اور دوسری سورت جہرے سے پڑھیں ورنہ اہستہ اور  
سجدہ سہو کریں۔
- (۵) اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں اور سنن و نوافل کی کسی رکوت میں جان بوجھ کر  
سورہ فاتحہ چھوڑی تو نماز نہ ہوگی۔
- (۶) اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ رہ گئی تو اس کی قضا نہیں البتہ رکوع  
سے پہلے یاد آگئی۔ تو سورہ فاتحہ پڑھ کر پھر سورہ پڑھی جائے اگر رکوع میں یاد  
آجائے تو قیام کی طرف واپس آکر سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھی جائے۔ پھر رکوع  
کر کے سجدہ میں جائیں۔

۱۔ احمد ابوداؤد و نسائی، ۲۔ ردالمحتار، ۳۔ تنویر الابصار و درمختار، ۴۔ ردالمحتار۔





## ناز میں قرأت کے مسنون طریقے

(۱) اطمینان اور گنجائش وقت ہو تو فجر اور ظہر میں طویل مفصل پڑھیں عصر اور عشاء میں اوسط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل کی سورتیں اور اگر عجلت ہو تو جو مناسب ہو پڑھیں۔ (ع)

(۲) پہلی رکعت میں قرأت قدرے زائد اور دوسری میں کم کرنا بہتر ہے۔ (ع)

(۳) سنن اور نوافل کی دونوں رکعتوں میں تقریباً برابر قرأت کی جائے (میںہ)

(۴) جمعہ و عیدین کی پہلی رکعت سبح اسم ربك اور دوسری میں قل ائتکم پڑھنا مسنون ہے۔ (در مختار)

(۵) دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے اگر مجبوری ہو تو کراہت نہیں مثلاً پہلی میں قل اعوذ برب الناس پڑھی تو دوسری میں بھی وہی پڑھیں گے۔

(۶) ایک رکعت میں کسی سورۃ کی چند آیات پڑھیں اور دوسری میں اسی سورۃ کی چند آیات پڑھیں تو حرج نہیں مگر بلا ضرورت ایسا نہ کریں گے۔

(۷) فرض کی ایک ہی رکعت میں امام کو دو سورتیں ملا کر نہیں پڑھنی چاہئیں، اور منفرد پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ درمیان سے ایک یا چند سورتیں ترک نہ ہوں گے۔

(۸) ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھنا اور دوسری میں درمیان کی سورت چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے اگر درمیان بڑی ہو تو حرج نہیں۔ (در مختار)

(۹) قرآن کا الٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں اٰلم تر، بچوں کے پڑھانے یا حفظ کرانے میں ترتیب ضروری نہیں۔

## قرآن پڑھنے کے آداب

(۱) تلاوت کے وقت آعوذ پڑھنا واجب ہے۔ ابتداء سورہ میں بسم اللہ سنت و مستحب ہے

لے حجرات سے بڑج تک طول مفصل، بروج تا لم یکن اوسط مفصل، لم یکن تا آخر قصار مفصل۔

لے ردالمحتار، ۳ ردالمحتار، ۴ عالمگیری، ۵ در مختار، ۶ غنیہ





- (۲) اگر تلاوت کے درمیان کوئی بات یا کام کیا تو دوبارہ اعوذ اور بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔  
البتہ اگر کوئی دینی کلمہ تسبیح تحمید وغیرہ ادا کیا تو تعوذ اور تسمیہ دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔
- (۳) تراویح میں ختم قرآن کے وقت تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔
- (۴) لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پیر سمٹے ہوں کام کی حالت میں تلاوت کرنا بھی جائز ہے۔
- (۵) جب قرآن بلند آواز سے پڑھا جائے اور اگر لوگ سننے کو جمع ہوں تو سب پر سنا فرض اور اگر کام میں ہوں تو ایک کا سنا کافی ہے۔
- (۶) قرآن خوانی وغیرہ میں بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔
- (۷) لاؤڈ اسپیکر پر جب نماز پڑھائی جائے تو میناروں کے ہارن بند کر دیں تاکہ آواز غیر ضروری طور پر باہر نہ جائے پھر اگر آواز باہر جائے تو سننے والے پر ادب لازم ہے شور و غوغا کرنا بیہودہ باتیں کرنا منع ہے۔ لیکن سنا واجب نہیں کیونکہ ان کے سنانے کے لئے نہیں پڑھا گیا ہے۔ یہی حال ریڈیو سے تلاوت کا ہے۔ لیکن محض اس لئے ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت منع نہ ہوگی کہ لوگ ادب نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس طرح نشر و اشاعت کے ذریعہ ختم ہو جائیں گے۔

## قرأت میں غلطی کے احکام

- (۱) قرأت میں اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی غلط ہو جائیں خواہ یہ کسی لفظ کی کمی بیشی یا حرکت یا اعراب کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہوگی، ورنہ نہیں۔
- (۲) ایک حرف کو دوسرے سے ملانا، یا قطع کر دینا، وقف و ابتداء کا بے موقع کر دینا خواہ وقف لازم ہو، نماز فاسد نہیں اگرچہ یہ چیز بری ہے۔
- (۳) س، ص، ط، تا وغیرہ حروف کو صحیح تلفظ سے ادا کرنا چاہیے، باوجود کوشش کے اگر کوئی حرف درست نہ نکلتا ہو تو نماز ہو جائے گی۔ لاپرواہی سے ایسا ہوتا ہو تو فساد معنی کی صورت میں فاسد ہو جائے گی۔

۱۷ غنیہ ، ۱۸ غنیہ





﴿۴﴾ مد، غنہ، اظہار، اخلاکی غلطی سے نماز میں فساد نہیں ہو گا۔

## امامت

قرآن کریم میں نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید ہے۔ اس کی تفصیلات احادیث میں ہیں امام کو مقتدیوں سے کم از کم ظاہری تقویٰ اور پرہیزگاری میں ضرور زائد ہونا چاہیے۔ نماز میں امامت کو امامت صغریٰ کہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے تمام معاملات میں پیشوائی امامت کبریٰ یا خلافت ہے۔

امام کیسا ہو؟ | امام کے لئے چھ شرائط ہیں اسلام، بلوغ، عقل، مرد ہونا، قنات، معذور نہ ہونا۔

﴿۲﴾ عورت، عورتوں کے لئے اور نابالغوں کے لئے نابالغ امام ہو سکتا ہے۔  
﴿۳﴾ وہ بد مذہب جسکی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ چکی ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اگر حد کفر کو نہ پہنچی ہو تو اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بدعتی یعنی بدعت سنیہ کا مرتکب ہو اور بدعات راجبہ حسنہ تو دین کا جزء ہیں۔

﴿۴﴾ شافعی مالکی، حنبلی، اماموں کی اقتدا میں حنفی کی نماز ہو جائے گی یہ اس صورت میں ہے جبکہ آئمہ مسائل طہارت و نماز میں احناف کے مسلک کی رعایت کرتے ہوں مگر حنفی امام کے ہوتے ہوئے حنفی کی اقتدا بہتر ہے۔

﴿۵﴾ ایسا امام جو مقتدیوں کو مشرک بدعتی وغیرہ جانتا ہو اس کے لئے عالمگیری، ترمذی، ابو داؤد، دارقطنی : حاکم نے روایت کی کہ حضرت عائشہ نے فرض نماز عورتوں کو پڑھائی تو خود درمیان میں کھڑی ہوئیں اور محمد بن حسن نے روایت کی کہ حضرت عائشہ رمضان میں عورتوں کو نماز پڑھاتی تھیں اور خود درمیان میں کھڑی ہوتی تھیں : الدرایہ حاشیہ ہدایہ ص ۱۲۳ طبع کلام مبینی کراچی بٹلہ ردالمحتار، ردالمحتار، ردالمحتار۔







پیچھے نماز درست نہیں اور یہ ظاہر ہے کیونکہ مقتدی اور امام میں ایک قلبی رابطہ ہوتا ہے۔ جب قلبی رابطہ کی جگہ نفرت لے لے تو یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور خشوع و خضوع کے بجائے غم و غصہ، ریا کاری اور دکھاوا رہ جاتا ہے۔ جب آپ دل سے ایک شخص کو اچھا نہیں سمجھتے تو اس کے احکام کی پیروی نفاق نہیں تو اور کیا ہے

نیز امام مقتدی کی نماز کا ضامن ہوتا ہے جب امام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدیوں کی کیا ہوگی (۱۵)

(۱۶) ایسا شخص جو کھلے عام بڑے بڑے گناہ کرتا ہے۔ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اس کے پیچھے پڑھی ہوتی نمازوں کا دہرا نا ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو مگر اس کا مقصد یہی ہے کہ جو ظاہر و باطن میں نیک ہو یا باطنی طور پر گناہ گار بھی ہے تو بھی اس کے پیچھے نماز پڑھو ظاہر ہے اگر امامت کے لئے یہ شرط ہوتی کہ ظاہر باطن بے گناہ ہو تو شاید یہ سلسلہ امامت منقطع ہو جاتا لہذا آسان شرط رکھی گئی کہ کم از کم شریعت کا بظاہر متبع ہو۔

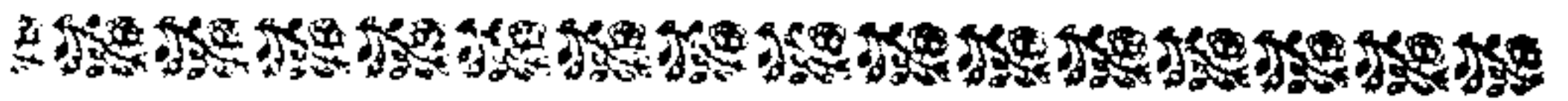
(۱۷) ایسے شخص کو امام بنانا چاہیے جو طہارت اور نماز کے مسائل سے بخوبی واقف ہو اور قرآن مسنون طریقہ پر پڑھ سکتا ہو۔

(۱۸) اگر کسی جگہ ایک مقرر شدہ امام ہے تو اگرچہ حاضرین میں اس سے زیادہ علم والا شخص ہو پھر بھی مقرر شدہ امام ہی نماز پڑھنے کا زیادہ مستحق ہے ہاں اس کی اجازت سے پڑھا سکتا ہے۔

(۱۹) اگر کسی شخص سے لوگ شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے ایک دو آدمیوں کی ناراضگی کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔

۱۵ مصنف ۲۷۲ ترمذی ۲۷۳ سے ابوداؤد ۶۱۲۱ ترمذی ۷۸





(۱) نابینا جبکہ کپڑوں کی پاکی کا خیال رکھتا ہو یا اس کا مددگار ہو تو امام ہو سکتا ہے۔

(۱۱) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا (عذر سے) بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتدار کر سکتا ہے۔  
(۱۲) نفل نماز پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدار کر سکتا ہے۔

(۱۳) اگر امام یتیم سے اور مقتدی با وضو ہے تو درست ہے۔  
(۱۴) اگر کسی وجہ سے امام کی نماز ٹوٹ گئی تو مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔

(۱۵) دو رد ورت تک صفیں ہوں اور متصل ہوں تو اقتدا صحیح ہے۔  
(۱۶) اگر دو صفوں کے درمیان تقریباً ۱۰ فٹ کا فاصلہ ہو تو اقتداء درست ہے ورنہ نہیں۔

(۱۷) مسجد میں عام طور پر جو حوض ہیں۔ اگر ان کے چاروں طرف صفیں ہیں تو اقتدار درست ہے۔ ورنہ نہیں۔

(۱۸) اگر صفوں میں عورت بھی شامل ہو تو اس پاس کے لوگوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۹) اگر عورتوں نے مسجد کی چھت پر نماز پڑھی اور مردوں نے نیچے تو نماز ہو جائے گی۔

(۲۰) جو شخص داڑھی منڈاتا ہو یا ایک مٹھی سے کم کرتا ہو اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔

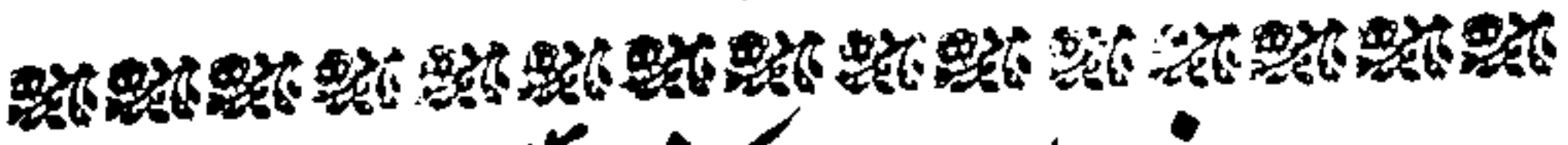
(۲۱) اگر مقتدی چھت پر ہو لہذا ان کو امام سے آگے صف نہیں بنانی چاہیے ورنہ جو آگے ہو گا اس کی نماز نہ ہوگی۔

(۲۲) امام کو نماز مختصر پڑھانی چاہیے

---

لے فقہانے ایک بیل گاڑی کا فاصلہ لکھا ہے جو کہ ادا سناہ فٹ ہوتا ہے ۱۰۰ مہتمم ۳۰۰ ترمذی ۱۰۰





## نماز باجماعت کے فضائل

اسلام ایک ایسا دین ہے جو لوگوں کو اجتماعی اور معاشرتی زندگی کے آداب سکھاتا ہے۔ وہ ایک ایسا معاشرہ پیش کرتا ہے جس میں ہر فرد دوسرے کا ہمدرد، مونس اور غمگسار ہو۔ اس لئے اسلامی عبارات میں اجتماعیت کو بہت اہمیت ہے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کی قرآن و حدیث میں بہت تاکید ہے۔ قرآن میں عام طور پر جہاں نماز کا حکم دیا گیا ہے وہاں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، جو صراحت سے جماعت پر دلالت کرتا ہے ایک جگہ قرآن میں ارشاد باری ہے **وَارْكَعُوا مَعَ الْكَافِرِينَ** تم رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

- (۱) باجماعت نماز کا ثواب تنہا نماز پر پڑھنے سے تائیس درجہ زیادہ ہے
- (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز باجماعت ادا نہ کرنے والوں کے گھروں کو جلا دیتا
- (۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور صلا دل میں کیا فضیلت ہے تو اگر وہ بلا قہر اندازی کے اس کو نپا سکتے تو ضرور قہر اندازی کرتے

## جماعت کے احکام

- (۱) عاقل بالغ، غیر معذور پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے
- (۲) جمعہ و عیدین وغیرہ میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ ہے یعنی کچھ لوگوں نے جماعت قائم کر لی تو باقی سے جماعت ساقط ہو گئی
- (۳) اگر محلہ کی مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو دوبارہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعت نکرہ ہے البتہ بلا اذان محراب سے ہٹ کر دوسری جماعت ہو سکتی ہے۔

لے بخاری و مسلم ۳ بخاری ۳ بخاری و مسلم ۳ رد المحتار ۳ عالمگیری





نثار عام، اسٹیشن وغیرہ کی مساجد جہاں نمازی متعین نہ ہوں انہیں افان  
واقامت کے ساتھ دوسری نماز جائز ہے۔

۳۴ اگر گھر میں عورتیں ہیں تو مردان کا امام بن سکتا ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی مرد  
یا امام کی نسی محاسم یا بیوی موجود ہوں۔

۳۵ اگر ایک مقتدی ہو تو امام کے برابر وہی جانب کھڑا ہو دو مقتدی ہوں تو  
ان کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے زائد کا کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے  
اگر تنہا عورت ہو تو پیچھے کھڑی ہو۔

۳۶ اگر ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا ایک اور آگیا تو یہ مقتدی پیچھے ہٹ  
جائے یا امام آگے بڑھ جائے۔

۳۷ صف میں ملکر کھڑے ہونا چاہیے موندھوں سے موندھے ملا کر کھڑے ہوں۔

۳۸ امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیے اور بعد میں آنے والے مقتدیوں کو  
چاہیے کہ اس انداز سے کھڑے ہوں کہ امام بیچ میں ہے صف کے ایک  
طرف نہ کھڑے ہوں۔

۳۹ امام کو تنوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

۴۰ اگر کسی شخص نے تنہا نماز فرض شروع کی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کرنے پایا تھا کہ  
جماعت کھڑی ہو گئی تو نماز توڑ کر جماعت میں شرکت کرنی چاہیے بلکہ فجر و مغرب

میں دوسری رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے تک نماز توڑ کر جماعت میں شرکت  
کی جائے البتہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو تنہا ہی بنا ز پوری کرنی ہوگی۔

۴۱ اگر کسی شخص نے تنہا فجر یا مغرب کی نماز ادا کر لی پھر جماعت قائم ہوتی تو یہ  
نیت نفل جماعت میں شرکت نہیں کر سکتا کیونکہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور  
مغرب میں اس لئے کہ تین رکعت نفل نہیں ہوتی۔

۴۲ چار رکعت والی نماز کی ایک رکعت پڑھنے پایا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو

لے در مختار، لے عالمگیری، لے در مختار، لے بخاری، لے در مختار



اسلام پھیر دے ، مادہ بین پڑھ چکا تھا تو غماز مکمل کر کے بہ نیت نفل امام  
کے ساتھ شریک ہو جائے . عصر میں نہ ہو کہ عصر کے بعد نفل پڑھیں ۔

نماز کب توڑی جاسکتی ہے

کامل کرنے کے لئے رتوڑی جائے تو مستحب ہے، جان بچانے کے لئے واجب ہے :  
 اسی جان یا کسی مسلمان کی جان بچانا مقصود ہو، نماز توڑنے کے لئے بیٹھنے کی ضرورت نہیں  
 کھڑے کھڑے ایک طرف سلام پھیر دینا کافی ہے۔

۱۴۔ بچوں کی صف سب سے پیچھے ہونی چاہیے۔

عورتوں کے مسجد میں جانے کی اجازت

احادیث شریفہ سے عورتوں کے مساجد میں آنی کی اجازت ملتی ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم اپنی عید توں کو مسجدوں میں آنے سے منع مت کرو۔ اور ان کے گھرانے کے لئے بہتر ہے۔

(۲) ابو ہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو عورتیں خوشبو لگائیں وہ ہمارے راتھ عشا کی نماز ادا نہ کریں۔

۳۰ حضرت مجاہد عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنی بیوی کو مسجد آئیے نہ روکے عبد اللہ ابن عمر کے ایک بیٹے نے اس موقع پر کہا ہم تو روکیں گے، عبد اللہ بن عمر راض ہو کر، فرمایا تجھے حضور کی حدیث سنا رہا ہے اور تو یہ کہہ رہا ہے۔

۱۰ در مختار، ۲۰ رد المحتار، ۳۰ بخاری ۵۵، ۴۰ مصنف، ۵۰ ابوداؤد ۶۸، ۷۰ ابوداؤد ۵۱

۷۷ مسلم ۱۸۲، مشکوٰۃ ۱۹ واحمد

اگر لوگ عورتوں کو فتنہ کے خوف سے مسجد بھیجا بند کر دیں گے تو اس سے سینکڑوں عظیم فتنے پیدا ہونگے اور پیدا ہو گئے، اولاد کے لئے ماں کی تربیت لازمی ہے مگر جو ماں دین کی تعلیم و تربیت سے محروم ہو وہ اولاد کی کیا تربیت کرے گی، مرد دین کی معلومات کچھ نہ کچھ رکھتے ہیں مگر عورتیں اس غیر ضروری پابندی کی وجہ سے جاہلیت کا شکار ہیں، انہیں کہ ہمارے مرد عورتوں کو بازاروں میں پھراتے ہیں، اور پھرنے کی اجازت دیتے ہیں، اور کسی فتنہ کا خوف محسوس نہیں فرماتے مگر مسجدوں سے روکتے ہیں، حالانکہ ان کے سامنے دنیا کی سب سے محترم مسجد بیت اللہ شریف کی مثال موجود ہے، وہاں عورتیں اور مرد سب یکجا ہوتے ہیں، فقیر کی رائے دلائل شرعیہ کی روشنی میں یہی ہے کہ مسجدوں میں عورتوں اور بچوں کے لئے خصوصی مناسب انتظامات کئے جائیں اور ان کو مساجد میں لایا جائے تاکہ وہ دین کی فہم حاصل کریں۔

**ضروری مسئلہ** | آٹھ نوبرس کا لڑکا جو نماز پڑھنی جانتا ہو صف کے درمیان کھڑا ہو سکتا ہے، اس کو بائیں طرف کھڑا کرنا بھی ضروری نہیں، اگر وہ پہلے سے درمیان صف میں ہے تو اس کو ہٹا کر خود کھڑا ہونا جائز نہیں۔

## صف سیدھی کرنے کا حکم

صف سیدھی کرنے کی بہت تاکید ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے بندگانِ خدا تم اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ خدا تمہارے چہرے مسخ کر دے گا۔ آج کل مساجد میں لائیں ہیں، صف سیدھی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ٹخنوں کو ٹخنوں کے برابر رکھا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ صفیں درست کر کے پہلے سے بیٹھیں تاکہ جب مؤذن صلی علی الصلوٰۃ یا حی علی السلاۃ کہے تو مستحب طریقہ کے مطابق کھڑے ہو سکیں۔ فقہ حنفی کی تمام کتب میں یہی مذکور ہے کہ جب



مقتدی موجود ہوں اور امام محراب میں ہو تو سب حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑے ہو، اقامت اور تکبیر کے درمیان اگر کچھ فاصلہ ہو جائے تو حرج نہیں اب حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا اہلسنت وجماعت کا ایک خاص نشان ہے۔ بہر حال یہ مستحبات میں سے ہے اگر کچھ لوگ پہلے کھڑے ہو جائیں تو ان سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں، فقیر نے اس پر مدلل بحث کی ہے جو چھپ چکی ہے۔

مقتدی کی چار اقسام | ۱۔ مدرک۔ جو شروع سے آخر تک امام کے ساتھ شریک رہے، اگرچہ پہلی

رکعت کے رکوع میں شامل ہوا۔

۲۔ لاحق۔ جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت پائی مگر بعد میں کسی وجہ سے اس کی بعض یا سب رکعات فوت ہو گئیں۔

۳۔ مسبوق۔ جس نے امام کے ساتھ بعض رکعات گزر جانے کے بعد شرکت کی ہو۔

۴۔ لاحق مسبوق۔ جس نے امام کے ساتھ شروع کی رکعات پائیں پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔

۵۔ لاحق مدرک کے حکم میں ہے، جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا تو اس میں قرأت نہیں کرے گا، نہ سہو کی صورت میں سجدہ سہو کرے گا۔

۶۔ مسبوق اپنی فوت شدہ رکعات میں قرأت کرے گا، اگر سہو ہو تو سجدہ سہو کرے گا۔ اگر ثنا نہیں پڑھی تو ثنا پڑھے، قرأت سے پہلے تعوذ کرے۔

۷۔ مسبوق جب اپنی فوت شدہ رکعات پڑھے گا تو قرأت کے اعتبار پہلی رکعت ہوگی اور تشہد میں امام کی رکعات کا اعتبار ہوگا، مثلاً یتن

لہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ اقامت ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں صفیں درست کرنے کا حکم دیا۔ بخاری ۱۰۱۰۰ ملاحظہ ہو سالانہ روزنامہ دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۰۱۰۰ درختار۔





رکعت والی نماز میں ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی، اب امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور ثنا، تعوذ، فاتحہ قرأت کرے یہ اس کی پہلی رکعت ہے، مگر یہ رکعت پوری کر کے تشهد میں بیٹھ جائے کہ امام کے اعتبار سے دوسری ہے، پھر دوسری رکعت میں بھی قرأت کرے اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے،

۷۔ مسبوق کو امام کے دوسرے سلام کے بعد کھڑا ہو نا چاہیے تاکہ اگر امام نے یہ سلام سجدہ سہو کے لئے کیا ہے تو اس میں شریک ہو جائے،<sup>۱</sup>  
۸۔ مسبوق اگر امام کے ساتھ قصد اسلام پھیرے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھول کر پھیر دیا تو حرج نہیں ہے۔<sup>۲</sup>

۹۔ اگر مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کر لیا اور سر اٹھانے سے قبل امام نے بھی سجدہ کر لیا تو نماز ہو گئی، مگر قصد ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔<sup>۳</sup>

**پانچ چیزیں اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دیں**

۱۔ تکبیرات عیدین ۲۔ قعدہ اولیٰ ۳۔ سجدہ سہو۔  
۴۔ دعائے قنوت ۵۔ سجدہ تلاوت،

**چار چیزیں اگر امام کرے تو مقتدی ساتھ نہ دے**

۱۔ نماز میں زائد سجدہ ۲۔ ناخواندگی عیدین پر زیادہ ۳۔ جنازہ میں پانچویں تکبیر ۴۔ اگر پانچویں رکعت میں امام کھڑا ہو جائے تو مقتدی اس کو بتائے (جو طریقہ بتانے کا ہے اس کے مطابق) اگر وہ نہ لوٹے تو مقتدی نہ لوٹے اور تشهد پڑھ کر سلام پھیر دے مقتدی کی نماز ہو جائے گی لیکن اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد کھڑا ہوا ہے تو مقتدی ساتھ دے، اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے، اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا اور پانچویں

۱۔ در مختار، ۲۔ در مختار، ۳۔ عالمگیری۔

۱۔ در مختار، ۲۔ در مختار، ۳۔ عالمگیری۔



رکعت کا سجدہ کر لیا۔ تو سب کی نماز فاسد ہوئی، اس مقتدی کی بھی جس نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا تھا،

## نو چیزیں اگر امام نہ کرے تو مقتدی اسکی پیروی نہ کرے

- ۱۔ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا، ۲۔ اگر امام آہستہ قرأت کر رہا ہے تو مقتدی سنا پڑھ سکتا ہے، ۳۔ رکوع کی تکبیر، ۴۔ سجدہ کی تکبیر، ۵۔ تسبیحات، ۶۔ سمیع اللہ لمن حمد کہنا، ۷۔ تشہد، ۸۔ سلام پھیرنا، ۹۔ تکبیرات تشریفیہ۔

## رکعات میں امام اور مقتدیوں کا اختلاف

- ۱۔ اگر رکعات کے بارے میں مقتدیوں اور امام میں اختلاف ہو تو امام اپنے یقین پر عمل کرے، ایک شخص کو تین رکعات کا یقین ہے اور ایک کو چار کا، باقی مقتدی اور امام شک میں ہیں، تو جس کو کمی کا یقین ہے صرف وہی نماز دہرائے، اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہر حال اعادہ ہے۔

## نماز میں بے وضو ہونے کے احکام

- ۱۔ اگر کسی وجہ سے حالت نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے بعد باقی نماز وہیں سے پڑھ سکتا ہے جہاں سے چھوڑی تھی اس کو بناء کہتے ہیں، مگر پوری نماز دہرانا بہتر ہے اس کو استیناف کہتے ہیں۔
- ۲۔ چونکہ بناء کے لئے بہت شرائط ہیں تو استیناف پر ہی عمل کر لینا چاہیے۔

۱۔ فقہ قادری عالمگیری، ۲۔ عالمگیری، ۳۔ مصنف





## خلیفہ کرنے کے احکام

اگر امام بے وضو ہو جائے تو پیچھے ہٹ جائے، پیچھے ہٹنے کا طریقہ امام یا مقتدی کے لئے یہ ہے کہ وہ ترچھا ہو کر اپنی پشت کی جانب سے نکل جائے، صفوں کے سامنے سے نہ گزرے اور اشارہ سے کسی شخص کو مصلیٰ پر کھڑا کر دے، مگر ایسا شخص ہو جو نماز پڑھا سکے، اس لئے امام کے پیچھے ایسے لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیئے جو بوقت ضرورت امام کی جگہ لے سکیں، امام کی جگہ کھڑے ہونے والے کو دل میں نیت امامت کر کے وہیں سے نماز شروع کر دینی چاہیئے جہاں سے پہلے امام نے چھوڑی تھی، اور اگر سرِ نو بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ چونکہ ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے اور لوگوں کے تشویش میں پڑنے کا امکان ہے لہذا دوسرے امام کو ابتداء سے نماز پڑھا دینی چاہیئے۔

## مفسداتِ نماز

- ۱۔ جان بوجھ کر بات کرنا یا بھول کر یا مجبوراً کرنا بہر طرح نماز فاسد ہو جاتی ہے۔
- ۲۔ اللہ کا نام سن کر جل جلالہ یا حضور کا نام سن کر درود پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی، لیکن جواب میں نہ کہا ہو بلکہ خود کہا تو حرج نہیں۔ اسی طرح آیت صلوٰۃ سن کر عادتاً درود و زبان ہو گیا تو نماز فاسد نہ ہو گئی۔
- ۳۔ نمازی نے اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دیا نماز فاسد ہو گئی۔
- ۴۔ امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی دوسرے سے لقمہ لیا تو نماز فاسد ہو گئی۔
- ۵۔ قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا مفسد نماز ہے، محراب پر یا کہیں اور سے پڑھنا بھی مفسد نماز ہے۔
- ۶۔ عمل کثیر جس کام کے کرنے والے کو دیکھ کر غالب گمان ہو کہ یہ نماز

۱۔ ترمذی ۱۸۱، مصنف ۱۸۱ = ۱۸۱، فتاویٰ رضویہ ۲۲۹، ۲۳۰، در مختار ۵۵، در مختار ۵۵، در مختار ۵۵







میں نہیں ہے) مفسد نماز ہے۔ مثلاً دونوں ہاتھ سے نہ بند باندھا، یا پانچامہ پہنا یا قمیض پہنی۔

۷۔ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا، یا سجدہ میں گھٹنے یا ہاتھوں کا کھنا مفسد نماز ہے۔

۸۔ ستر کھل گیا اور تین تسبیحات کی تعداد تک کھلا رہا، یا از خود تھوڑی دیر کیلئے بھی کھولا تو نماز فاسد ہو گئی<sup>۱۱</sup>۔

۹۔ کھانا، پینا مطلقاً نماز کو فاسد کرتا ہے۔

۱۰۔ دانتوں میں کوئی چیز چبنے کے برابر ہے اگر اسے نگل لیا تو نماز فاسد ہو گئی،

اسی طرح اگر خون نکلا اور اس کا مزہ محسوس ہوا پھر نگل لیا تو نماز فاسد ہو گئی<sup>۱۲</sup>۔

۱۱۔ سینہ کو قبلہ سے پھیر لینا مفسد نماز ہے، یعنی سینہ جہت قبلہ سے ۴۵ درجہ ہٹ جائے<sup>۱۳</sup>۔

۱۲۔ پے در پے سر یا داڑھی کے تین بال اکھڑے نماز فاسد ہو گئی<sup>۱۴</sup>۔

۱۳۔ تکبیر تحریمہ یا انتقال میں اکبر یا اللہ کے الف کو دراز کیا یا اکبار پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی۔

## نماز کے مکروہات تحریمی کا بیان

واجب ہے

جس نماز میں کوئی مکروہ تحریمی فعل واقع ہو جائے اس کا دوبارہ پڑھنا

۱۔ ہر ایسا کام جو نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ کو ہٹا دے مکروہ ہے۔

۲۔ کپڑے، داڑھی یا لباس کے ساتھ کھیلنا، کپڑا سمیٹنا<sup>۱۵</sup>۔

۳۔ لباس کا غیر متعارف طریقہ پر پہن کر نماز پڑھنا، جیسے قمیض میں ہاتھ نہیں ڈالے۔

۴۔ آستین نصف کلائی سے زائد اوپر چڑھائی، یا دامن اوپر اٹھالیا۔

۵۔ بول و برازیار یا ح کے غلبہ کے وقت نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ اگر درمیان

۱۱۔ در مختار، ۱۲۔ فتح القدیر، ۱۳۔ در مختار، ۱۴۔ عالمگیری، ۱۵۔ بخاری ۱۱۲



نماز میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو لو نماز پورہ دینا واجب ہے۔

- ۶۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۷۔ انگلیاں چٹخنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۸۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا یا چہرہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۹۔ سجدہ میں مرد کا کلائیوں کو زمین سے لگانا۔
- ۱۰۔ کسی کے منہ کی طرف نماز ادا کرنا، اگرچہ صرف حالت قیام میں سامنا،
- ۱۱۔ چادر اوڑھ کر نماز ادا کرنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں۔
- ۱۲۔ گپڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر کھلا ہو، ناک اور منہ کا چھپانا، اور بلا ضرورت کھنکارنا۔
- ۱۳۔ بلا ضرورت جمائی مکروہ تحریمی ہے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا جائے۔
- ۱۴۔ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا یا نمازی کے سر پر دائیں، بائیں یا سجدہ کی جگہ پر یا پشت کی طرف ہے تو نماز مکروہ ہے۔
- ۱۵۔ الطاف قرآن مجید پڑھنا، یا کسی واجب کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۱۶۔ صرف پانچ ماہ یا تہ بند سے، کرتا یا قمیض کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۱۷۔ منصوبہ زمین، یا کسی کے کھیت میں جو جتا ہوا ہے یا جس میں فصل کھڑی ہے بلا اجازت نماز مکروہ تحریمی ہے۔
- ۱۸۔ بلا حائل قبر کے سامنے نماز پڑھنا۔
- ۱۹۔ کفار کے عبادت خانوں میں جانا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
- ۲۰۔ سر یا ہاتھ سے نماز میں ہاں یا نہیں کا اشارہ کرنا۔

۱۔ ردالمحتار، ۲۔ بخاری، ۳۔ مراقی الفلاح، ۴۔ علمگیری، ۵۔ درمختار، ۶۔ کرم الدق، ۷۔ عالمگیری۔



۲۱۔ بطور تکبر، شلوار یا جامہ یا تہبند وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، یا اگر نیت نہ ہو اور اس علاقہ میں ایسا کرنا متکبرین کی عادت ہو تب بھی مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اتفاقاً کپڑا لمبا سل گیا ہے اور نیت تکبر سے نہیں پہنا گیا ہے تو حرج نہیں، ایسی صورت میں کپڑے کا اوپر چڑھانا کف ثواب کی وجہ سے مکروہ ہو گا،<sup>۱۷</sup>

۲۲۔ اگر چادر وغیرہ اوڑھ کر نماز پڑھیں تو چادر سر پر بھی ہونی چاہیے۔<sup>۱۸</sup>  
۲۳۔ کوٹ تیلون اگر اس قسم کا ہے کہ رکوع وسجود وغیرہ ارکان میں تکلیف نہیں ہوتی تو نماز درست ہے، اب یہ لباس کسی خاص قوم کا شعار نہیں رہا ہے بلکہ دنیا کی تمام اقوام اس کو استعمال کر رہی ہیں،  
۲۴۔ البتہ ٹائی جو صلیب کا نشان ہے لگا کر نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں،<sup>۱۹</sup> ویسے بھی باندھنا درست نہیں۔

۲۵۔ جوتے اگر صاف ہوں تو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں، نماز جنازہ میں عموماً ضرورت پڑتی ہے مگر جوتے اتنے نرم ہوں کہ حالت سجود میں انگلیاں زمین سے لگ جائیں۔

۲۶۔ مردوں کو خالص ریشمی کپڑا، کمر بند، رومال پہن کر یا تانبے، چاندی، سونے کے چھلے ہاتھ، کان، پیر وغیرہ میں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور نماز کے علاوہ بھی ان چیزوں کا پہننا مکروہ ہے۔

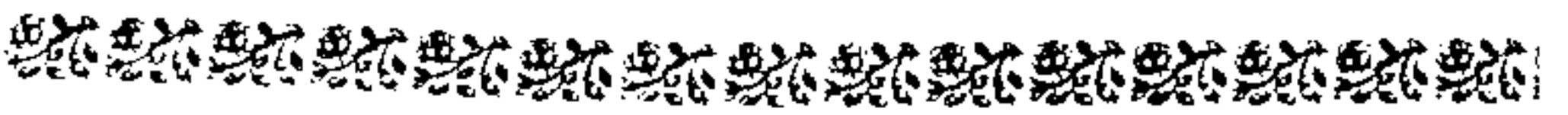
۲۷۔ عورتوں کو زیور پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے، مگر لوہے، تانبے، پتیل کا زیور پہننا ناجائز ہے اور اس زیور میں نماز مکروہ ہے۔

۲۸۔ مردوں کے لئے گھڑی کی چین باندھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں کیونکہ یہ زیور نہیں، اسی طرح چشمہ، فونٹین پن، گاڑی کی چابی اور اس کی

<sup>۱۷</sup> فتاویٰ رضویہ ۴۳۸ بحوالہ ابوالعیم عن ابن عباس <sup>۱۸</sup> مصنف <sup>۱۹</sup> مصنف <sup>۲۰</sup> مصنف

<sup>۲۱</sup> فتاویٰ رضویہ ۶۱۲ <sup>۲۲</sup> فتاویٰ رضویہ ۴۲۲ <sup>۲۳</sup> فتاویٰ رضویہ ۴۲۲





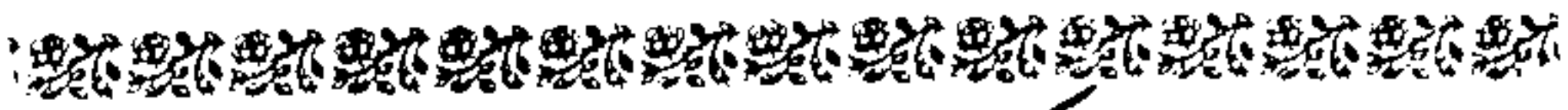
زنجیر کے ساتھ، اگر گھڑی کی چین زلیہ ہوتی تو زیورات کی دکانوں پر بذلت ہوتی، حقیقت یہ ہے کہ یہ گھڑی کے تابع ہے، جس طرح گھڑی باندھ کر نماز جائز ہے اس طرح چین کے ساتھ جائز ہے۔ ہذا ما عندی والعلم التام عند اللہ۔ کرنا چاہیے۔

۲۹۔ لہسن، پیاز، حنفہ، سگریٹ تمباکو کی بو کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے، منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہے اور ایسی حالت میں مسجد جانا حرام ہے، جب تک منہ صاف نہ کرے، عوام کو عموماً اور علماء کو خصوصاً تمباکو کے پان، حقہ، سگریٹ، نسوار وغیرہ سے احتیاط برتنی چاہیے۔ ان اشیاء کے عادی حضرات کے منہ میں عام طور پر پورہ جاتی ہے، جو نماز میں کراہت کی موجب ہے، پھر رمضان شریف میں ان حضرات کی بے بسی قابل رحم ہوتی ہے، اگر ان اشیاء کی قلت ہو جائے تو پھر حالت قابل دید ہوتی ہے، آخر انسان ان علتوں میں اپنے آپ کو کیوں مقید کرے؟ ایک غریب قوم کے لئے یہ اشیاء فضول خرچی اور اسراف نہیں تو کیا ہیں؟ مجھے ایسے صوفیاء سے مل کر حیرت ہوتی ہے جو ترک حیوانات اور ترک ناکہات وغیرہ کرتے ہیں مگر ترک خرافات کی طرف توجہ نہیں دیتے،

۳۰۔ ایک کن میں بوقت ضرورت دومرتبہ سے زائد نہ کھائے ورنہ عمل کثیر ہو جائیگا۔ کھانے کے علاوہ اگر دومرتبہ سے زائد کچھ اور کام کیا مثلاً کپڑے جھٹے تو یہ بھی عمل کثیر ہے (مصنف) ۳۱۔ اگرچہ عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا مستحب ہے، لیکن اگر عمامہ نہ باندھے تو نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔ اگر عمامہ اس طرح باندھا کہ اندر سے ٹوپ نظر آتی رہی تو بھی نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔

۱۔ مصنف، ۲۔ فتاویٰ رضویہ ۴/۲۷، ۳۔ مصنف، ۴۔ فتاویٰ رضویہ، ۵۔ فتاویٰ رضویہ ۴/۲۷، ۶۔ مصنف





## نماز کے مکروہات تنزیہی کا بیان

جس نماز میں کوئی مکروہ تنزیہی فعل ہو جائے وہ نماز درست تو ہو جائے گی مگر دوبارہ پڑھ لینا مستحب ہے۔

- ۱۔ رکوع و سجود میں تین تسبیحات سے کم کہنا۔<sup>۱</sup>
- ۲۔ صاف سہقرے کیڑے ہوتے ہوئے میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا۔<sup>۲</sup>
- ۳۔ ننگے سر نماز پڑھنا، البتہ اگر خشوع و خضوع کے اظہار کے لئے ننگے سر پڑھی تو مستحب ہے۔<sup>۳</sup>

۴۔ اگر نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھالی جائے، بشرطیکہ زیادہ کوشش نہ کرنی پڑے۔ (در مختار)

- ۵۔ نماز میں ناک سے پانی بہا تو پونچھ لینا چاہیئے، مسجد میں نہیں گرنے دینا چاہیئے۔<sup>۴</sup>
- ۶۔ انگڑائی لینا اور جان بوجھ کر کھانسا کھنکارنا مکروہ ہے،<sup>۵</sup>

۔۔ صف میں جگہ ہونے کے باوجود تنہا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، ایک آدمی کو اگلی صف کے کنارے سے پیچھے آتے، یہ آہستگی سے ہونا چاہیئے، یہ اس وقت جب اگلی صف کا مقتدی مسئلہ سے واقف ہو اور وہ اس طرح کھینچے جانے سے نماز نہ توڑ دے، یا اڑنے بیٹھے ورنہ تنہا ہی کھڑا ہو جائے۔<sup>۶</sup>

- ۸۔ ایک سورۃ کو بار بار پڑھنا مکروہ ہے۔<sup>۷</sup>

۹۔ رکوع میں سر کو پیٹھ سے اونچا یا نیچا کرنا مکروہ ہے۔<sup>۸</sup>

۱۰۔ بسم اللہ، تعوذ، ثنا اور آمین زور سے کہنا یا مقررہ اذکار کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا مکروہ ہے۔ مثلاً رکوع میں سبحان ربی الاعلیٰ اور سجود میں سبحان ربی العظیم پڑھنا۔<sup>۹</sup>

۱۱۔ رکوع میں گھٹنوں پر اور سجود میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے۔<sup>۱۰</sup>

۱۔ قد درى، ۲۔ در مختار، ۳۔ عالمگیری، ۴۔ فتح القدیر، ۵۔ عالمگیری، ۶۔ غنیۃ، ۷۔ غنیۃ، ۸۔ عالمگیری، ۹۔ عالمگیری۔

~~~~~

۱۲۔ نماز میں جھومنا، آگے پیچھے پیرانا مکروہ ہے۔

۱۳۔ سجدہ و غیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کا پھیرنا۔

۱۴۔ امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا، دروں کے درمیان کھڑا ہونا یا تنہا بلند جگہ پر کھڑا ہونا، اگر بلندی کم ہو تو مکروہ تنزیہی و نہ تحریمی ہے، میرا خیال ہے کہ دو تین اونچ کی بلندی معمولی ہے، جیسے عام طور پر برآمدے ہوتے ہیں۔ اگر مقتدی اوپر ہوں اور امام تنہا نیچے ہو تو بھی مکروہ ہے۔ ۱۵۔ مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص کر لینا مکروہ ہے بلکہ جہاں جگہ ملے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ البتہ اگر احتراماً از خود کوئی اگلی صف میں جگہ دے دے تو کراہت نہیں ہے۔

۱۶۔ جلتی ہوئی آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر لالٹین یا چراغ میں حرج نہیں ہے۔

۱۷۔ جس کمرے میں ٹیلیوژن چل رہا ہو یا ریڈیو بج رہا ہو یا اور کوئی چیز جس سے دھیان بٹتا ہے موجود ہو تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ دور سے اگر آوازیں آرہی ہوں تو حرج نہیں، مگر ان خرافات کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہونا چاہیئے۔

۱۸۔ اگر کئی منتر مسجد ہو تو امام کو مقتدیوں کے ساتھ نیچے کھڑا ہونا چاہیئے پھر اوپر کی منزلوں میں باقی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں کہ امام اور مقتدی اوپر کی منزل میں ہوں اور نیچلی منزل میں صرف مقتدی ہوں۔

---

۱۔ ابوداؤد ۶۲ ۲۔ ہمارے آئمہ مذہب نے کراہت واقع ہونے میں بلندی کی کوئی حد نہیں بیان کی ہے بلکہ اتنی بلندی جس سے امام ممتاز مقام پر کھڑا معلوم ہو کر کراہت کے لئے کافی ہے، یہ درست ہے کہ فقہ کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے مگر ظاہر روایت پر عمل زیادہ بہتر ہے، مولانا شاہ احمد رضا خان نے ۳ گزہ بلندی پر بھی کھڑے ہونے کو مکروہ کہا ہے۔  
۳۔ المختار، ۴۔ مصنف۔  
فتاویٰ رضویہ ۲۳۵

~~~~~



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

و

وتر کی نماز واجب ہے، اس کی تین رکعات ہیں، اس میں پہلا قعدہ واجب ہے، القیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اللہ جانا چاہیئے، اس کی تینوں رکعتوں میں قرأت فرض ہے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ واجب ہے، بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں بسم اسمر بک الاعلیٰ یا انا انزلنا دوسری میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل هو اللہ احد ، تیسری رکعت میں سورت اور اورقرات کے بعد اللہ اکبر کہہ کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھیں، دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ دعائیں پڑھی جائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے۔

## دعاء قنوت

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ  
اے اللہ ہم تجھ سے، مرد چاہتے اور مغفرت طلب کرتے ہیں اور  
عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنُشْكُرُكَ  
تجھ پر ایمان لاتے اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے  
وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مِنْ  
ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیرے ساتھ کفر نہیں کرتے اور  
يَفْجُرُكَ ، اللّٰهُمَّ اِيَّاكَ  
جو تیری نافرمانی کرتے ہیں، ان کو چھوڑتے ہیں، اے اللہ ہم تیری ہی  
نَعْبُدُ وَكَفَّ نَصَلِيْ وَنَسْجُدُ وَارْتَلِيْكَ لِنَسْعَى  
عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں

لہ بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، تھامی، قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ شروع سے لوگوں کو تین رکعت وتر پڑھنے دیکھا ہے، بخاری ۳۵۱۱ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ کان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بوتر مثلاً لا مسلم الا فی آخرین، عینی۔  
بیہقی، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد وغیرہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ  
اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور  
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بلاشبہ تیرا عذاب کافروں پر ہوگا۔

دُعَاءِ قُنُوتِ کے مسائل | ۱۔ دعاءِ قنوت بہر حال آہستہ پڑھی جائیگی۔  
۲۔ اگر دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جائیں اور رکوع

میں چلے جائیں تو قیام کی طرف نہ لوٹیں اور نہ رکوع میں پڑھیں۔  
۳۔ اگر مقتدی دعاءِ قنوت سے فارغ ہونے نہیں پایا تھا کہ امام رکوع میں  
چلا گیا تو مقتدی بھی رکوع میں چلا جائے اور دعائے قنوت پوری نہ کرے۔  
۴۔ بھولی کر پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھیں۔  
۵۔ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑی اجتماعی مصیبت نازل ہو جائے تو نمازِ فجر میں بھی  
قنوت پڑھ سکتے ہیں۔ یہ دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھی جائیگی۔  
۶۔ جو تہجد پڑھنے کا عادی ہو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ تہجد کے ساتھ وتر پڑھے  
وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے۔ اگر تہجد کی نماز کو کوئی شخص نہ  
اٹھ سکا تو یہ دو رکعت تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔

## سنن مؤکدہ

سنت مؤکدہ کا چھوڑنا گناہ ہے۔ اور ایسا شخص جو سنت مؤکدہ کو ترک  
کرے فاسق و مستحق ملامت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے سنت  
کو چھوڑے گا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔ سنت غیر مؤکدہ جس کو  
مترتب اور مندوب بھی کہتے ہیں اس کے ترک پر ملامت نہیں۔  
سنن مؤکدہ کی تعداد | دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ چار ظہر کے پہنے اور دو

لے ردالمحتار، لے درمختار و شربنالی۔



بعد چار جمعہ سے پہلے چار بعد میں، دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد۔

## چند مسائل

- ۱۔ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے اور زوال سے پہلے پڑھی جائے تو سنتیں بھی پڑھی جائیں، اور زوال کے بعد قضا پڑھی جائے تو سنتوں کی قضا نہیں۔
- ۲۔ ظہر یا جمعہ کی پہلی سنتیں رہ گئیں تو فرضوں کے بعد پڑھ لی جائیں، بہتر یہ ہے کہ بعد کی سنتوں کے بعد پڑھیں۔
- ۳۔ اگر فجر کے فرض پڑھ لئے اور سنتیں رہ گئیں تو فرض کے بعد ان کی قضاء واجب نہیں، البتہ طلوع آفتاب کے بعد ان کا پڑھ لینا بہتر ہے۔
- ۴۔ فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص کا پڑھنا سنت ہے۔
- ۵۔ اگر جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو کوئی اور سنت پڑھنا شروع نہ کی جائے سوائے سنت فجر کے کہ اگر آخری قعدہ میں بھی امام کے ساتھ شامل ہو جانے کی امید بھی ہو تب بھی پڑھ لی جائیں۔
- ۶۔ جو سنت موکدہ چار رکعت والی ہے اس کے قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھیں اگر بھول کر درود پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں تو سبحانک اور اعوذ بھی نہ پڑھیں، چار رکعت والے نوافل میں قعدہ اولیٰ میں درود اور تیسری رکعت میں سبحانک اور تعوذ بھی پڑھیں۔

سُنن غیر مؤکدہ | عشاء سے پہلے چار بعد میں چار، اور عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنا مستحب ہیں، عشاء کے بعد دو پڑھنے سے بھی مستحب ادا ہو جائیگا۔

۱۔ ردالمحتار، ۲۔ فتح، ۳۔ ردالمحتار، ۴۔ غنیہ



صلوٰۃِ اوّابین نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے ہر دو پر سلام پھیرنا افضل ہے۔

نوافل کے مسائل ۱۔ دن میں نوافل پڑھیں یا رات میں بہتر ہے کہ چار چار رکعات کی نیت باندھی جائے۔

۲۔ نفل شروع کر کے تڑپنے سے واجب ہو جاتے ہیں۔  
۳۔ کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت کے باوجود نفل بیٹھ کر ادا کئے جاسکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، وتر کے بعد دو رکعت نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہیں۔

۴۔ کھڑے ہو کر شروع کرنا پھر بیٹھ کر پوری کرنا یا بیٹھ کر شروع کرنا پھر کھڑا ہو جانا دونوں سورتیں درست ہیں۔

۵۔ نفل میں تکان کی وجہ سے دیوار یا لالٹھی پر ٹیک لگانا جائز ہے۔  
۶۔ نفل سواری پر مطلقاً جائز ہیں، نہ شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے اور نہ بعد میں قرآن کریم میں ہے "تم جس طرف بھی رخ کرو گے اللہ کی توجہ اسی طرف ہوگی۔"

۷۔ فرض نماز بھی سواری پر جائز ہے، مگر بلا عذر نہ پڑھنی چاہیے مثلاً مینہ برس رہا ہو، کیپڑ ہو، سواری رکتی نہ ہو، وغیرہ تو پڑھ سکتے ہیں۔

ریل گاڑی پر نماز کا حکم جن مجبوریوں کی بنا پر دوسری سواریوں پر فرض و نفل ادا کئے جاسکتے ہیں انہی مجبوریوں کی بنا پر ریل میں بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ جب نماز شروع کریں تو بہتر ہے قبلہ رخ کھڑے ہوں، اگر کھڑے ہو کر پڑھنا ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لیں، یہی حکم ہوائی جہاز، راکٹ اور ان تمام سواریوں کا ہے جو اب موجود ہیں یا آئندہ بنائی جائیں گی، شریعت نے سواری پر نماز کو اس لئے جائز قرار دیا ہے کہ پابندی وقت کے ساتھ بندہ اللہ کی یاد کر سکے اور یہ علت ہر جگہ

لے درمختار، لے درمختار، لے درمختار، لے درمختار، لے البقرہ، لے درمختار

لے درمختار، لے درمختار، لے درمختار، لے درمختار، لے البقرہ، لے درمختار

مشتراک ہے، لہذا غیر ضروری باریک بینی میں پڑنے کی ضرورت نہیں، فضیلت و نقت کی اسلام میں بہت اہمیت ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہ ہوگی کہ اونٹ جس کی کوئی کل سیدھی نہیں اس پر آپ نمازیں ادا کرتے رہیں اور ریل گاڑی جو آپ کے گھڑ کی طرح ہے اس میں نماز کو محض اس لئے ناجائز کہہ دیں کہ وہ حضور کے زمانہ میں نہ تھی یا اس کا جوا جانور کی گردن پر نہیں۔ ہمیں اپنے بزرگوں کی نیک نیتی پر شبہ نہیں مگر ہم ان کے اجتہاد کو حروف آخر سمجھنے پر مجبور نہیں کئے گئے ہیں۔ فتاویٰ شامی کی یہ عبارت ریل پر جواز نماز کا صریح جزئیہ ہے ظاہر ہے کہ ریل تو وجود میں نہیں آئی تھی تاہم علامہ شامی اپنے دور میں رہتے ہوئے آئندہ کے بارے میں جو کچھ کہہ سکتے تھے کہہ دیا ہے، ملاحظہ ہو،

|                                                   |                                |
|---------------------------------------------------|--------------------------------|
| یعنی جب گاڑی زمین پر ہو اور                       | یعنی اذا كانت العجلة على الارض |
| اس کا کوئی حصہ جانور پر نہ ہو اور                 | ولم يكن شئ منها على الدابة     |
| مثلاً کوئی جانور رستی کے ذریعہ اس کو              | واغالها حبل مشد۔ تجرها الذبابة |
| کھینچ رہا ہو تو اس پر نماز جائز ہے،               | به تصح الصلوة عليها لانها      |
| کیونکہ اس صورت میں یہ گاڑی اس                     | حينئذ كالسير الموضوع           |
| تخت کی طرح ہے جو زمین پر رکھا ہو،                 | على الارض ومقتضى هذا           |
| اس دلیل کا مقتضی یہ ہے کہ اگر گاڑی                | القييل انما لو كانت سائرة      |
| اس صورت میں چل رہی ہو تو اس پر                    | في هذا الحاة لا تصح            |
| بلا عذر نماز درست نہیں، مگر یہ بات                | الصلوة عليها بلا عذر وفيه      |
| قابل غور ہے، کیونکہ اسی کے کھینچنے سے             | تأمل لان جرّها بالحبل رهي      |
| وہ زمین پر اٹھ نہیں جائے گی، فتاویٰ               | على الارض ويفيد عبارة التار    |
| قاضیخان میں محیط سے منقول ہے کہ                   | خائبة عن المحيط وهي لوصلي جازت |
| اگر اس صورت میں بھی نماز پڑھ لی تو                | وهو بمنزلة الصلوة على السير    |
| جائز ہوگی اور یہ ایسا ہے جیسے تخت پر نماز پڑھ لی۔ | رد المحتار ص ۵۱۵               |

تَحِيَّۃُ الْمَسْجِدِ | جو شخص مسجد میں آئے تو وہ دو رکعت یا چار رکعت نماز نفل ادا کرے، اسے تحیۃ المسجد، یعنی مسجد کی سلامی کی نماز کہتے ہیں، اگر مسجد میں داخل ہوتے ہی فرض نماز کا وقت ہو گیا تو اس میں تحیۃ المسجد بھی ہو جائے گی، نیت کی بھی ضرورت نہیں، اگر کمزور و تنہا ہے یا کسی وجہ سے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی تو چار مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہہ لیں۔

تَحِيَّۃُ الْوُضُو | وضو یا غسل کے فوراً بعد دو رکعت پڑھنا مستحب ہے اور اگر وضو کے فوراً بعد فرض پڑھے تو تحیۃ الوضو اس میں ادا ہو جائے گی۔

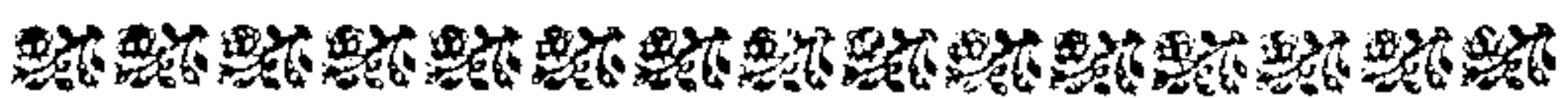
نماز اشراق | حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز یا جماعت ادا کرنے کے بعد خدا کا ذکر کرتا رہے، اور آفتاب بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی تو اُسے پورے حج و عمرہ کا ثواب ملیگا۔ اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے لے کر نصف النہار شرعی تک ہے، بہتر دن کا پہلا چوتھائی حصہ ہے، مستحب کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں، احادیث میں ان کی بہت تفصیلت ہے۔

نماز سفر | سفر پر جاتے وقت دو رکعت نفل گھر پر ادا کرنا خیر و برکت کا باعث ہے۔

نماز واپسی سفر | سفر سے واپسی پر دو رکعت نفل مسجد میں ادا کرنا مسنون ہے۔

نماز تہجد | حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو اٹھے اور اپنے اہل و عیال کو جگاٹے اور پھر یہ لوگ دو رکعت تہجد کے لئے

بخاری - درمختار - ترمذی - عالمگیری - طبرانی - مسلم





نماز پڑھیں تو اللہ کے یہاں ان کو ذاکرین میں لکھا جائے گا، تہجد کے لئے ضرور ہے کہ کچھ سونے کے بعد اٹھیں ورنہ اگر کوئی شخص مسلسل جاگتا رہے اور نوافل پڑھے تو یہ تہجد میں شمار ہونگے، دو سے آٹھ تک رکعتیں حسدِ رسولی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

**شب بیداری** | عیدین، شعبان کی پندرہویں، رمضان کی آخری دسویں راتیں اور ذوالحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے۔ رات کے اکثر حصہ میں جاگنا شب بیداری ہے، جس نے عشاء اور فجر کی نماز وقت پر پڑھی اس نے شب بیداری کر لی، مذکورہ راتوں میں سرت جاگنا کافی نہیں بلکہ نوافل پڑھنا، قرآن پڑھنا، درود سلام پڑھنا، محفل وعظ و نصیحت میں شرکت کرنا اور دوسرے اعمال و ظائف کرنا مقصود ہے۔

**نمازِ استخارہ** | جب کوئی شخص کوئی اہم کام کرنا چاہے تو اسے اللہ سے توفیق طلب کرنی چاہیے، اسی کو استخارہ کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی ہیں خیر طلب کرنا، جائز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امور میں ہم کو استخارہ کی تعلیم کرتے تھے، جس طرح ہمیں قرآن کی تعلیم دیتے تھے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا کرے۔  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَحِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ  
اے اللہ میں تیرے علم سے خیر کا طلبگار ہوں، اور تیری قدرت سے  
بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ  
قدرت مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں کیونکہ تو قادر  
تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ  
ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، اور تو جانتا ہے جبکہ میں نہیں جانتا،

یہ دعا اس رات تک مانگتا رہے جب تک اس کا اُٹھنا غالب کسی ایک طرف ہو جائے ۔

**نماز تسبیح** | حسن و سلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجاج عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز بتائی اور فرمایا اس سے تمہارے اگلے پچھلے، نئے پرانے، قسدا، سہوا، جھڑے بڑے، پوشیدہ اور ظاہری غرض کے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جائیں گے، اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ، ورنہ ہر جمعہ میں ایک بار ورنہ ہر ماہ ایک مرتبہ، ورنہ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو اور اگر یہ سب نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لیا کرو۔ نماز تسبیح کا طریقہ یہ ہے،  
تکبیر تسمیہ کے بعد اس مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھیں۔ پھر سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کے بعد پندرہ بار پڑھیں،

۱۵۰ سید ترمذی

برتعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورۃ کے بعد مذکورہ تسبیح دس بار پڑھیں، پھر رکوع میں دس مرتبہ، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دس مرتبہ، ہر سجدہ میں دس مرتبہ، اس طرح چار رکعت نماز ادا کی جائے، ہر رکعت میں ۵۷ مرتبہ تسبیحات، رکوع و سجود میں مقررہ تسبیحات کے بعد یہ تسبیح پڑھی جائے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید ہے کہ اس نماز میں سورۃ تکاثر، والعصر، قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھیں۔ مکروہ اوقات کے علاوہ جب چاہیں یہ نماز پڑھ لیں۔

سنت حدیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو نماز

### نماز حاجت

پڑھتے تھے، نماز حاجت دو یا چار رکعت ہے، پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار آیت الکرسی اور باقی تین میں فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں، پھر یہ دعا کریں (یعنی قعدہ اخیرہ میں)

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ وَ اَتُوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُصَدِّقُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذَا لِتَقْضٰی لِیْ اللّٰهُمَّ فَسَفِّحْہٗ فِیَّ

ترجمہ:- اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لاتا ہوں جو رحمت کے نبی ہیں، اے اللہ کے رسول میں نے آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کے حضور اپنی یہ حاجت پیش کی ہے، تاکہ پوری کی جائے، اے اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، خدا نخواستہ کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو نفل نماز ادا کرے

### نماز توبہ

کے توبہ و استغفار کرے

ابن ماجہ قال ابو اسحق ہذا حدیث صحیح ۶۹

۳۷ ترمذی ۳۷ ترمذی

۳۷ ترمذی ۳۷ ترمذی





## نوافل کی جماعت

شعبان کی پندرہویں شب اور شب قدر میں بعض مقامات پر لوگ صلوٰۃ التسبیح اور نوافل باجماعت ادا کرتے ہیں، فقہاء اسے مکروہ کہتے ہیں، مگر فقیر یہ خیال کرتا ہے کہ اس طرح بہت سے بے نمازی اللہ کے حضور سجدہ کر لیتے ہیں اور بڑے خشوع و خضوع سے توبہ و استغفار کرتے ہیں اور ایک روحانی سماں بندھ جاتا ہے لہذا اگر تھوڑی سی فتنہا نہ کراہت بھی ہو تب بھی اس خیر کثیر کو نہ چھوڑنا چاہیے، قوت القلوب میں ہے کہ بسا اوقات پندرہ شعبان کی رات کو باجماعت نماز پڑھی جاتی تھی، لقمان بن عامر، خالد بن معدان اور اسحق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

## نماز تراویح

مردوں اور عورتوں سب پر تراویح سنت موکدہ ہے، اس کا چھوڑنا جائز نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تراویح پڑھی اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے پابندی سے پڑھی۔

**وقت** | عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک تراویح کا وقت ہے۔

**تعداد رکعات** | بیہقی نے سند صحیح حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

تراویح کی بیس رکعات پڑھی جاتی تھیں، یہی حال عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تھا، جن روایات میں ۸ کا ذکر ہے وہ دراصل تہجد کی رکعات کا ذکر ہے جس کو لوگوں نے غلطی سے تراویح سمجھ لیا، یوں بھی زیادہ رکعات

لے قنادی رضویہ ۲۸۰، ۲۸۶ = و ما ثبت من السنۃ = و صحیح الاسرار، نیز بخاری میں عائشہ سے روایت ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات نماز پڑھی تو صحابہ نے آپ کے پیچھے نیت باندھ کر نماز پڑھ لی۔ یہ نقل نماز ہی تھی۔ بخاری ۱۸۱۷،



والی ریتوں پر عمل محتاط طریقہ ہے، بیس رکعت اس طرح پڑھیں کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیریں،

- ۱۔ تراویح نماز وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد میں بھی۔
- ۲۔ تراویح میں ایک بار قرآن ختم کرنا سنت موکدہ ہے، بہتر یہ ہے کہ آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں ختم کریں ۲۷ ویں شب افضل ہے۔
- ۳۔ ہر چار رکعت پر بیٹھیں اس کو ترویجہ کہتے ہیں اور اسی لئے یہ نماز تراویح کہلاتی ہے، اس انام میں یہ تسبیح پڑھیں :-

**تسبیح ترویجہ**  
سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ  
بے عیب ہے ملک و ملکوت والا، بے عیب ہے عزت  
ذِي الْعِزَّةِ وَالْعُظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبَرِ يَا  
عَظِيمُ، ہیبت، قدرت، بڑائی اور جبروت والا، بے عیب ہے زندہ  
وَالْجَبَرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَكَأ  
بادشاہ جو نہ سوتا ہے اور نہ مرے گا، بے عیب ہے، مقدس ہے،  
يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَسَيِّدُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ لَا إِلَهَ  
ہمارا اور فرشتوں دروہوں کا پروردگار اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم  
إِلَّا اللَّهُ نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ  
اللہ سے بخشش طلب کرتے ہیں، ہم تجھ سے جنت مانگتے ہیں اور جہنم

۲ لَنَّا رَغْنِہ

سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

- ۴۔ تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے یعنی اگر مسجد کے تمام لوگ نہ  
پڑھیں تو گناہگار ہو گئے اور اگر کچھ لوگ گھر میں ادا کر لیں تو گناہ نہیں  
تاہم ایسے لوگوں کو مسجد ہی میں ادا کرنی چاہئیں جن کو دیکھ کر لوگ اٹھ لیتے ہیں۔

۱۔ غنیہ، ۲۔ عالمگیری

۱۔ غنیہ، ۲۔ عالمگیری



۵۔ نابالغ کے پیچھے نماز تراویح نہیں ہوگی۔

۶۔ وتر کی جماعت | رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا افضل ہے، خواہ تراویح والا امام ہو یا دوسرا امام ہو۔ اگر نماز عشاء جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شرکت کی جاسکتی ہے اور اگر عشاء کی جماعت نہیں مل سکی تو وتر بھی جماعت سے نہ پڑھیں گے۔ ہمارے بعض علماء نے اجانت دی ہے میں بھی ایسی صورت میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنے کو بلا کراہت درست سمجھتا ہوں۔

۷۔ اگر دو رکعت پر بیٹھنا بھول جائیں تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائیں، اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو چار پوری کر لیں مگر یہ دو شام ہوں گی البتہ اگر دو رکعت پر قعدہ کرنے کے بعد یہ صورت پیش آئی تو چار رکعت پوری شمار ہوں گی۔

۸۔ اگر تعداد رکعات میں اختلاف ہو گیا تو امام کا قول معتبر ہوگا۔

۹۔ اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن فاسد شدہ رکعات میں پڑھا گیا ہے اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔

۱۰۔ اگر حافظ قرآن کا انتظام نہ ہو سکے تو چھوٹی چھوٹی سورتوں سے ہی بیس رکعت تراویح باجماعت ادا کی جائیں، آسان یہ ہے کہ الحمد للہ سے آخر تک دو مرتبہ بیس رکعتوں میں بیس سورتیں پڑھ لی جائیں۔

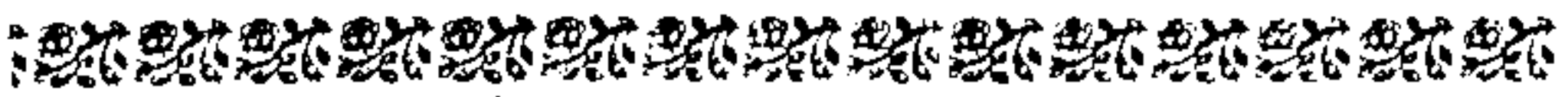
۱۱۔ پورے قرآن میں ایک یا بسم اللہ شریف جہر سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتداء میں آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

۱۲۔ ختم قرآن میں تین مرتبہ قل ھو اللہ احد اور آخری رکعت میں الحمد سے مغلون تک پڑھیں۔

نہ، المگیری ۷ در مختار







**شب** ایک رات میں پورا قرآن شریف ختم کرنا جائز ہے، مگر اس میں سمجھتا ہوں کہ بہتر یہ ہے کہ تین راتوں میں ختم کریں تاکہ سامعین پر بوجھ نہ ہو، لاؤڈ اسپیکر اس طرح لگانے کی کوشش کی جائے کہ دوسجدوں کی آوازیں باہم نہ ٹکرائیں، سامعین خواہ گھروں میں ہوں یا بازاروں میں باادب رہیں، شور و شغب اور گالم گلوچ نہ کریں، ہمیں ان لوگوں کی فکر نہ کرنی چاہیے جو آیات الہیہ کا مذاق اڑاتے اور بے ادبی کرتے ہیں، ہمیں ان کی رعایت کرنی چاہیے جو قرآن کی آواز سن کر روحانی چین و سکون حاصل کرتے ہیں، حفاظ کرام کو چاہیے کہ قرآن اس طرح پڑھیں کہ تمام الفاظ صاف آئیں۔

## نماز کی قضا کے مسائل

- ۱۔ جان بوجھ کر نماز قضا کرنا سخت گناہ ہے، توبہ فرض ہے۔
- ۲۔ کسی وقت کی نماز بھول گیا، یا بے خبر سو گیا، یا دشمن نے پڑھنے کی مہلت نہ دی یا اتنا شدید بیمار ہوا کہ اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکا، یا عورت ایام حیض و نفاس میں تھی اس لئے نہ پڑھ سکی، ان تمام صورتوں میں نماز کی قضا تو ہوگی، مگر وقت پر نہ پڑھنے کا کوئی گناہ نہ ہوگا۔
- ۳۔ قضا کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں اوقاتِ ممنوعہ کے علاوہ جب بھی پڑھیگا ادا ہو جائے گی، مگر بہتر ہے کہ پہلی فرصت میں پڑھ لی جائے۔
- ۴۔ جنوں یا مرض (جس میں اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھی جاسکتی ہو) مسلسل چھ نمازوں کے وقت میں رہا تو ان نمازوں کی صحت کے بعد بھی قضا نہ ہوگی، نماز نہیں۔
- ۵۔ مقیم کی چار رکعت والی نماز قضا ہوئی تو حالتِ سفر میں بھی چار ہی قضا پڑھے گا اور مسافر کی قصر نماز قضا ہوئی، تو حالتِ اقامت میں بھی قصر۔

۱۔ تفصیل فتاویٰ رضویہ ۵ پر ملاحظہ ہو ۲۔ درمختار ۳۔ عام کتب فقہ مکہ عالمگیری



کرے گا۔

۶۔ قضاء نماز پڑھتے وقت فرائض میں اور فرض میں وتر میں ترتیب کا لحاظ

ضروری ہے۔ یعنی پہلے فجر کی نماز ادا کرے پھر ظہر کی وغیرہ۔

۷۔ جس کی چند نمازیں مسلسل یا الگ الگ قضا ہو گئیں اس پر سے ترتیب سا قاط

ہو گئی۔ جب یہ تمام نمازیں قضاء پڑھ لے گا تو پھر صاحب ترتیب ہو جائیگا۔

اگر کسی شخص کی بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہیں اور اس کو علم

نہیں کہ کس وقت کی نمازیں زیادہ قضا ہوئیں اور کس وقت کی کم

## قضاء عمری

تو اسے چاہیئے کہ ادوات ممنوعہ کے علاوہ اوقات میں جب بھی موقع ملے ان نمازوں

کو ادا کرے اس کے لئے نوافل و سنن غیر موکدہ کے بجائے ان نمازوں کی ادائیگی فردی

ہے۔ اسی کو قضاۃ عمری کہتے ہیں۔ ہر دن کی بیس رکعت نماز ادا کیجائے۔ دو فرض

فجر، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء اور تین وتر۔

اس طرح نیت کرنی ضروری ہے۔ نیت کی میں نے

پہلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی۔ اسی طرح ہر نماز کے

## نیت قضاء عمری

لئے نیت کی جائے۔ ان نمازوں کی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ رکوع میں ایک

مرتبہ سبحان ربی العظیم۔ سجدے میں ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ نیز فرضوں کی تیسری

اور چوتھی رکعت میں بجائے سورۃ فاتحہ کے تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ کر رکوع کریں

وتر کی تینوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سوت پڑھنی ضروری ہے۔ آخری

التحیات کی بجائے صرف اللہم صلی علی محمد کبرک سلام پھیر سکتے ہیں اور دعا قنوت کی

جگہ صرف ایک مرتبہ رب اغفر لی کہنا کافی ہے۔

۱۔ عالمگیری ۲۔ در مختار ۳۔ فتاویٰ رضویہ ۴۲۲/۳ -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَنْصِتْ لِحُكْمِیْ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحْکَمُ فِیْهِ اَنَّ یُحْکَمَ فِیْ نَمَازِ الْفَدَیِّ

نماز کا فدیہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمے کچھ نمازیں باقی ہوں تو ورثہ کو چاہیے کہ فی نماز نصف صاع

گیہوں کا آٹا یا اس کی قیمت صدقہ کریں، اللہ تعالیٰ سے قبول کی امید ہے۔ فقہاء نے اس کا ایک طریقہ یہ لکھا ہے کہ کچھ روپیہ یا آٹا ایک فقیہ کو دیدیں، وہ مالک بن جائے کے بعد دینے والے کو ہبہ کر دے۔ اسی طرح کرتے رہیں حتیٰ کہ تمام فدیہ ادا ہو جائے۔ اللہ کی رحمت مغفرت کا بہانہ تلاش کرتی ہے۔ اگر چند مسلمان مل کر اپنے بھائی کی مغفرت کی امید پر ایسا کریں تو وہ خود بھی اجر کے مستحق ہوں گے اور مسلمان بھائی کی مغفرت بھی ہو سکتی ہے۔ اس کو حیلہ استقاط کہتے ہیں۔

## سجدہ سہو کے مسائل

۱۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھول کر رہ جائے، یا واجب میں تاخیر، یا رکن میں تقدیم یا تاخیر، یا تکرار، یا واجب میں تبدیلی ہو جائے تو ان سب صورتوں میں، آخری تشبہ کے بعد دوسری طرف سلام پھیر کر جو دو سجدے کئے جاتے ہیں ان کو سجدہ سہو کہتے ہیں۔

۲۔ اگر قصد کسی واجب کو ترک کیا، یا سہواً واجب ترک ہوا اور سجدہ سہو نہ کیا تو دونوں صورتوں میں نماز کا دہرانا واجب ہے۔

۳۔ فرض چھوٹ جاتے سے نماز ختم ہو جائے گی۔ اور سنتوں کے ترک سے سجدہ سہو نہیں ہے۔

رضویہ ۳/۶۴۷۷ مصنف رحمہ در مختار۔ ترمذی رحمہ در مختار وغیرہ شد غنیہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَنْصِتْ لِحُكْمِیْ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحْکَمُ فِیْهِ اَنَّ یُحْکَمَ فِیْ نَمَازِ الْفَدَیِّ



۱۰۔ قعدہ اخیرہ بھول جائیں تو جب تک سجدہ نہ کریں واپس لوٹ آئیں۔

۵۶ غنیہ - ۵۶ بخاری ۱/۱۶۳ -

**THE UNIVERSITY OF CHICAGO PRESS**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور سجدہ سہو حسب قاعدہ کر لیں۔ اور اگر سجدہ کر لیا تو یہ فرض نفل میں تبدیل ہو جائے گا۔ لہذا مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں ایک رکعت اور ملائیں تاکہ طاق رکعت نہ رہے۔  
۱۱۔ اگر بقدر تشہد قعدہ اخیرہ میں بیٹھ کر کھڑے ہو گئے تو جب تک سجدہ نہ کریں واپس آجائیں اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیں، اگر امام کے ساتھ ہوں تو اس کو لقمہ دیں۔ اگر امام واپس نہ لوٹے تو تشہد کے بعد سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملا کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے۔

۱۲۔ قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد اگر اتنا کہہ لیا جائے اللھم صلی علی محمد تو سجدہ سہو واجب ہے۔ کیونکہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوں۔  
۱۳۔ اگر کسی رکعت میں تشہد کا کچھ حصہ رہ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

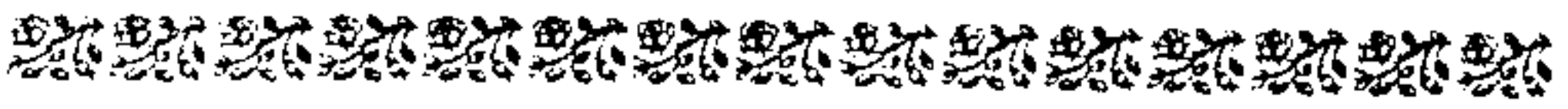
۱۴۔ قنوت یا تکبیر قنوت بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔  
۱۵۔ عیدین کی تمام تکبیریں یا بعض بھول جانے یا بے محل تکبیریں کہنے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔

۱۶۔ جمعہ اور عیدین میں اگر سہو ہو گیا اور مجمع کثیر ہے تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کریں۔ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ لوگوں میں نظم و ضبط باقی نہ

---

۱۔ ردالمحتار ۲۔ درمختار ۳۔ ردالمحتار ۴۔ ردالمحتار ۵۔ عالمگیری ۶۔ عالمگیری ۷۔ ردالمحتار۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



رہے گا۔ اسی طرح اگر دوسرے اوقات میں بھی جمعہ اور عیدین کا مسئلہ ہو جائے تو سجدہ سہو نہ کرنا چاہیے۔<sup>۱۷</sup>

۱۷۔ جہری نماز میں امام نے آہستہ پڑھا یا سری میں بآواز بلند تو سجدہ سہو واجب ہے۔<sup>۱۸</sup>

۱۸۔ منفرد نے سری میں جہر کیا تو سجدہ سہو واجب ہے اور جہر میں آہستہ پڑھا تو نہیں۔<sup>۱۹</sup>

۱۹۔ قرات وغیرہ میں کسی موقع پر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار میں وقفہ ہوا تو سجدہ سہو واجب ہے۔<sup>۲۰</sup>

۲۰۔ مقتدی سے کوئی۔ ہو واقع ہو تو اسپر نہ سجدہ سہو ہے اور نماز کا اعادہ کرنا ہے۔<sup>۲۱</sup>

۲۱۔ نماز کی رکعات میں شک ہو تو گمان غالب جس طرف ہو اس پر عمل کریں اور اس صورت میں سجدہ سہو نہیں ورنہ کم کو معتبر جانیں اور آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔ ایسی صورت میں تیسری اور چوتھی دونوں رکعتوں پر قعدہ کریں۔<sup>۲۲</sup>

## حالت مرض میں نماز

نماز کتنی اہم عبادت ہے اس کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ سخت ترین امراض میں بھی نماز کو معاف نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ اسکی ادائیگی کے طریقوں کو حیرت انگیز حد تک آسان کر دیا ہے، معاف نہ کرنا اس لئے ہے کہ مریض کا تعلق اللہ سے منقطع نہ ہونے پائے۔ بلکہ حالت مرض میں تو اس نے مصنفؒ غنیہؒ در مختارؒ رد المحتارؒ عالمگیریؒ۔





شافی مطلق اور طبیب حقیقی سے لو لگانے کی کہیں زائد ضرورت ہے۔ اور

آسان اس لئے ہے کہ ہمارا دین آسان ہے۔ چند مسائل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مرض کی وجہ سے کھڑے ہونا مشکل ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیں۔ اور بیٹھ کر نہ پڑھ سکیں تو لیٹ کر پڑھ لیں۔ بیٹھنے میں کسی خاص حالت پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جیسے بھی بن پڑے خواہ دیوار سے ٹیک لگا کر ہی ہو۔

۲۔ اگر رکوع و سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اشارہ سے کرے۔ اشارہ سے مراد یہ ہے کہ رکوع کے لئے کم سر جھکائے اور سجدہ کے لئے زیادہ۔ یہ میز کرسی پر بیٹھ کر اس صورت میں نماز ادا کر سکتا ہے، رکوع کے لئے تھوڑا سا جھک جائے اور سجدہ میز پر کر لے۔ مگر یہ درست نہیں کہ بغیر سر جھکانے کوئی دوسرا شخص کوئی تختہ وغیرہ اٹھا کر اس کے ماتھے سے لگا دے۔

۳۔ اگر پیشانی پر زخم ہے تو اشارہ سے سجدہ کافی نہیں ہے بلکہ ناک پر سجدہ کرنا ضروری ہے۔

۴۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں پیر قبلہ کی طرف نہ کریں بلکہ گھٹنے کھڑے کر لیں اور تکیہ رکھ کر سر قدرے اونچا کر لیں تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔ کر وٹ پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۵۔ جب اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکے تو نماز معاف ہے۔ اگر چھ نمازوں کا وقت مسلسل اسی حالت میں گزرا تو ان نمازوں کی قضا صحت

لے درختار ۴ عالمگیری ۳ مصنف ۴ عالمگیری ۵ درختار۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لازم نہیں ہے۔

۶۔ اگر زبان بند ہوگئی تو دل ہی میں نماز پڑھیں اور ارکان نماز حسب معمول بجالائیں۔

۷۔ اگر کوئی شخص بے ہوش ہوگیا یا دیوانہ ہوگیا اور چھ نمازوں کا وقت گزر گیا تو صحت کے بعد نمازوں کی قضا نہیں ہے۔ معمولی نزلہ زکام کو بہانہ بنا کر نماز کو چھوڑنا اور وقت کی فضیلت سے محروم رہنا سخت گناہ کی بات ہے بہر اپنی اس کوتاہی پر توجہ دینی چاہیے۔

## سجدہ تلاوت کے احکام

قرآن کریم میں بعض آیات ایسی ہیں جنہیں تلاوت کرنے کے فوراً بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سجدہ میں چلے گئے تھے۔ لہذا ایسی آیات پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ پورے قرآن میں ایسے چودہ مقامات ہیں۔ قرآن کریم میں حاشیہ پر پڑھنے والوں کے لئے سجدوں کے نشانات موجود ہیں۔ اب سجدہ تلاوت کے چند احکام ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اگر امام نماز میں آیت سجدہ پڑھے تو اس کو فوراً سجدہ میں چلے جانا چاہیے۔ اور مقتدیوں کو بھی۔

۲۔ منفرد بھی اگر آیت سجدہ تلاوت کرے تو فوراً سجدہ کر لینا چاہیے۔

۳۔ اگر نماز سے خارج قرآن کی تلاوت کی تو فوراً سجدہ کرنا چاہیے۔ تاخیر

۱۔ درمختار ۲۔ درمختار ۳۔ درمختار ۴۔ بخاری۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



مکر وہ تنزیہی ہے۔

۴۔ سجدہ کے لئے با وضو ہونا ضروری ہے۔ سجدے کے بعد تشہد اور سلام نہیں۔

۵۔ آیت سجدہ اگر نماز میں پڑھی تو نماز کے باہر سجدہ نہیں ہو سکتا نماز ہی میں ہوگا۔

۶۔ آیت سجدہ پڑھی گئی مگر کام میں مشغولیت کے باعث نہ سن سکا تو سجدہ واجب نہیں ہے۔ آجکل لاؤڈ اسپیکر پر تراویح اور شبینہ ہوتا ہے جسکی آواز دور دور جاتی ہے۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۷۔ آیات سجدہ کی خاصیت بتائی گئی ہے کہ اگر ان سب کو پڑھ لیا جائے اور سجدہ کر لیا جائے خواہ ہر ایک کا سجدہ اس کے ساتھ یا آخر میں تو جس مقصد کے لئے پڑھی جائیں گی وہ پورا ہوگا۔

۸۔ سجدہ تلاوت پڑھنے والے پر اس وقت واجب ہوگا جبکہ وہ بقصد تلاوت پڑھے۔ اسی طرح سننے والے کا حال ہے۔ اگر تقریریں۔ یا دورانِ تدریس آیت سجدہ آگئی تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

## حالت سفر میں نماز

سفر کی حالت چونکہ عام طور پر مصروفیت، عجلت اور گھبراہٹ کی ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حالت سفر میں نماز ہلکی رکھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے ”جب تم سفر کی حالت میں ہو اور کافروں سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نمازوں

۱۔ ردالمحتار ۲۔ مصنف ۳۔ غنیہ ۴۔ بخاری ۱۲۶۔



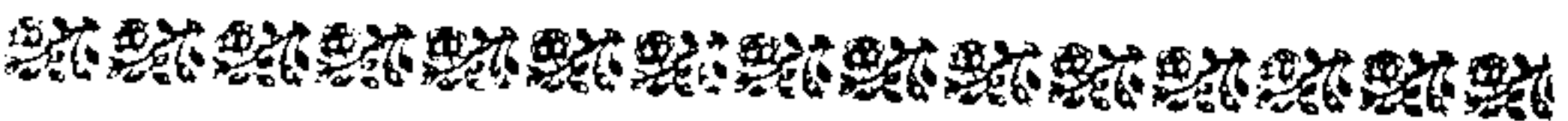


کے قصر کر لینے میں تمیر کوئی گناہ نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ نماز قصر کا حکم تو حالت خوف میں تھا۔ اب خوف کی حالت باقی نہ رہی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے۔ اسکو تم قبول کر دو۔ اسی لفظ سے فقہانے یہ استدلال قائم کیا ہے کہ حالت سفر میں پوری نماز ادا کرنا گناہ ہے کیونکہ اس صورت میں اللہ کے صدقہ کا رد کرنا ہے۔

**مسافت سفر** | تین منزل تک سفر کے ارادے سے نکلنے والا مسافر ہے جب وہ اپنی بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے یا آج کل

۱۔ بخاری ۱۲۶/۱ ۲۔ مسلم ۵۴۹ رد المحتار ص ۵۴۹ میں ہے کہ اگر کسی ولی نے سفر شرعی کی مقدار کو کرامت کے طور پر بہت ہی کم مدت میں طے کر لیا تو وہ نماز قصر نہیں کرے گا کیونکہ علت قصر، مشقت ہے جو یہاں نہیں پائی گئی۔ یہ بات اب سے کچھ پہلے عجیب سی معلوم ہوتی تھی مگر اب جبکہ ہوائی جہاز اور دوسری سواریاں نکل آئی ہیں اس پر غور و خوض ضروری ہو گیا ہے کہ آیا ہوائی جہاز کے مسافر کے لئے بھی سفر شرعی کی مقدار وہی رہے گی جو ادنت کے سوار کیلئے ہے یا نہیں؟ ریل اور ہوائی جہاز جیسی تیز رفتار سواریوں کے اس دور میں بجا طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا جو شخص آدھ گھنٹے میں سیکڑوں میل کا سفر طے کرے وہ بھی شرعاً مسافر ہے۔ نماز قصر کرے، روزہ قضا کرے اور اگر عورت ہے تو بلا محرم سفر نہ کرے۔ اس کا جواب عام طور پر یہ دیا جاتا ہے کہ جی ہاں وہ شخص مسافر ہے اور اس پر مسافر کے شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں۔ مگر کتب فقہ کے متون میں یہ عبارت موجود ہے۔

رہا بقی لکے صفحہ پہ



میسورہ ثلاثہ ایام ولیماء ولا اعتبار بالحدود

میسورہ ثلاثہ ایام ولیماء ولا اعتبار بالحدود سے باہر، تو نماز قصر کرے گا۔ ایک منزل ۱.۸ میل کی ہوتی ہے تو تین منزلیں ۵.۴ میل کی ہوں گی۔

جبکہ ایک میل ۱.۶۰۹۳۴۸۸ کیلومیٹر کے مساوی ہے۔ اس طرح ۵.۴ انگریزی میل ۸۶.۹۰۴۸۳۵ کیلومیٹر کے مساوی ہوں گے۔

(حاشیہ گذشتہ سے جوڑتے)

”میسورہ ثلاثہ ایام ولیماء ولا اعتبار بالحدود“  
علی المذہب (تذویر ۵۴۹)

علیہ اور ہدایہ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

بھرنے والے ایام میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسافت سفر کو بطریق کرامت بہت کم مدت میں طے کرے تو وہ قصر نہیں کرے گا، اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے۔  
”بانتفاء مظنة المشقة وهي العلة في القصر“

یعنی اس لئے کہ اس نے سفر کی تکالیف برداشت نہیں کیں جو قصر کی علت ہے۔  
(ردالمحتار ۵۴۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی تین دن کے سفر سے کم میں ہو تو اس پر مسافر شرعی کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ اور اس صورت نہ قرآن کی کسی نص کی خلاف ورزی ہوگی اور نہ کسی حدیث کی۔ بلکہ فقہ حنفی سے بھی انحراف نہ ہوگا۔ البتہ بعض فقہاء کی رائے سے انحراف ہوگا۔ جس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ چند سطور میں نے صرف اس نیت سے لکھی ہیں کہ علماء مزید اس مسئلہ پر توجہ دیں۔

۱۰ ردالمحتار ۵۴۹ فتاویٰ رضویہ ۳/۶۸۰



XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

۱۔ ایک جگہ پہنچنے کے کئی راستے ہیں۔ تو جس سفر کے چند مسائل | راستے سے سفر ہوگا اسی کا اعتبار ہوگا۔<sup>۱</sup>

۲۔ مسافر اس وقت ہوگا جب بستی سے باہر ہو جائے۔<sup>۲</sup> آج کل شہروں کی حدود مقرر ہیں۔ ان حدود کا اعتبار ہوگا۔ اور دیہاتوں وغیرہ میں جہاں یہ حدود نہ ہوں تو آبادی کے اختتام پر قصر نماز کی جاسکتی ہے۔  
۳۔ تین منزلوں کا سفر مسلسل ہونا مسافر ہونے کے لئے شرط ہے اگر مذکورہ مسافت سفر گزرنے سے پہلے کہیں قیام کیا جیسے سیاح کرتے ہیں تو اگرچہ ساری دنیا میں گھوم لیں مسافر نہیں۔<sup>۳</sup> یعنی پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی صورت میں یہ مسئلہ ہے۔

۴۔ چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔ حالت سفر میں پوری چار رکعت نماز پڑھنا گناہ ہے۔<sup>۴</sup>

۵۔ سنتوں میں قصر نہیں پوری پڑھیں۔ لیکن سنتیں حالت سفر میں نفل کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں نہ پڑھنے کی صورت میں کوئی گناہ نہیں۔

۶۔ جو شخص کسی جگہ پندرہ دن سے کم قیام کا ارادہ کرے وہ مسافر ہے اور پندرہ دن سے زائد قیام کا ارادہ ہو تو مقیم ہے اور اگر ارادہ ۱۵ دن سے کم کا تھا مگر کسی وجہ سے مزید قیام کرنا پڑا تو مسافر ہی شمار ہوگا خواہ کتنے ہی عرصہ قیام کیوں نہ کرنا پڑے۔ بشرطیکہ ہر مرتبہ پندرہ دن سے کم کا ارادہ ہو۔<sup>۵</sup>

۷۔ مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے۔ جب امام سلام پھیرے تو مقیم کو اپنی باقی ماندہ دو رکعتیں پوری کر لینی چاہئیں۔ مگر اپنی دو رکعتوں میں قرأت

نہ کرے، سورۃ فاتحہ کی مقدار میں چپ چاپ کھڑا رہے۔ امام کو

۱۔ عالمگیری ۲۔ مصنف ۳۔ بدایہ ۴۔ عالمگیری ۵۔ درمختار ۶۔ درمختار

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX





پہلے اور بعد میں لوگوں کو بتا دینا چاہیئے کہ میں مسافر ہوں

۸۔ مسافر جب مقیم کی اقتدا کرے تو پوری چار پڑھے۔

**وطن اصلی** | وطن وہ جگہ جہاں کوئی شخص پیدا ہوا یا اس کے اہل و عیال وہاں

رہتے ہوں یا اس نے وہاں مستقل رہنے کا ارادہ کر لیا ہو۔ دوسرے وطن

اصلی سے پہلا وطن اصلی باطل ہو جاتا ہے، مثلاً ایک شخص نے کسی دوسرے شہر میں ملازمت

اختیار کر لی اور وہیں اہل و عیال کو بسالیا تو اب اس کا پہلا وطن ختم ہو گیا وہاں جائیگا

تو مسافروں والے احکام جاری ہوں گے۔ لیکن اگر پہلے وطن میں اس کا مکان یا غیر

منقولہ جائیداد ہے تو وہ بھی وطن اصلی رہے گا اور دونوں جگہ پر نمازیں پوری پڑھیں گے۔

**وطن اقامت** | جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا ہو۔

۹۔ ایک شخص کی دو بیویاں دو شہروں میں رہتی ہوں وہ شخص ان میں سے جس

شہر میں ہو گا مقیم ہو گا۔

۱۰۔ ایک وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے۔

۱۱۔ جب لڑکی شادی کے بعد سسرال چلی جائے یا اپنے شوہر کے گھر آجائے تو میکہ وطن نہ رہا۔

## نماز جمعہ

نماز پنجگانہ محلے کے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کا ذریعہ ہے اور ہفتہ

میں ایک دن مختلف محلوں کے افراد کو یکجا کرنے کا ذریعہ نماز جمعہ ہے جو

عام طور پر علاقہ کی بڑی مساجد میں ادا کی جاتی ہے۔ جمعہ سے قبل لوگوں کو

اسلامی تعلیمات سے واقف کرنے کا ذریعہ وعظ و نصیحت رکھا گیا ہے۔ خطبہ

جمعہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ اس کی اتنی اہمیت ہے کہ دوران خطبہ گفتگو

۱۔ عالمگیریہ (۱۴۳۱ھ) ۲۔ رد مختار ۳۔ سورہ جمعہ



اور نفل نماز تک منع ہے۔ وہ نالک جہاں عربی نہیں بولی جاتی ہے۔ وہاں خطیب خطبہ جمعہ (جس کا عربی میں ہونا مسنون ہے) سے قبل حاضرین کی زبان میں وعظ و تقریر کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے عام کرنے میں جمعہ کی تقریر کا بہت بڑا دخل ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر جمعہ تقریر شروع ہونے سے پہلے ہی مسجد میں آئیں تاکہ علم دین حاصل کرنے کا یہ زہین موقع ہاتھ سے نہ جائے۔ نماز جمعہ کے سلسلے میں جو احکام ہیں ان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام طہارت اور پاکیزگی کا دین ہے نہ ظاہری یا باطنی کسی قسم کی نجاست کا متحمل نہیں۔ قرآن کریم میں بطور خاص نماز جمعہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ فرمان الہی ہے۔

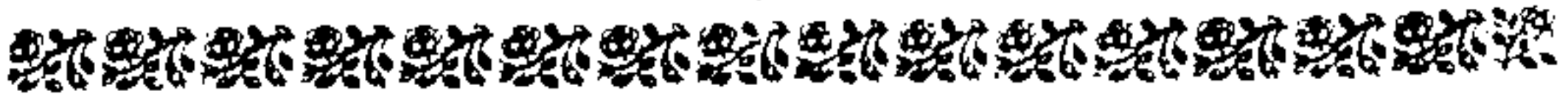
”جب نماز جمعہ کے لئے بلایا جائے تو یاد الہی کا اہتمام کرو اور تجارت بند کر دو، اگر تم جانو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔“

جموعہ کے دن کی فضیلت | حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے بہتر دن جس میں آفتاب نکلا جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ اسی میں جنت میں داخل کئے گئے اور اسی میں ان کو جنت سے اترنے کا حکم ہوا۔ اور قیامت بھی جمعہ کو ہی آئے گی۔

مقبولیت کی گھڑی | جمعہ کے دن عمر سے مغرب تک درمیانی وقفہ ایسا ہے کہ اس میں دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک

۱۔ سورہ جمعہ ۱۷۷ مسلم - ابوداؤد - ترمذی - تہ ترمذی - موطا مالک -





روایت میں یہ مبارک وقت امام کے خطبہ کے لئے منبر پر آنے سے ختم نماز تک ہے۔

**جمعہ کے دن مرنے والا** | جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں انتقال کر جائے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور شہیدوں کے زمرے میں ہوگا۔

**نماز ترک کرنے پر وعید** | ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تین جمعے کسی کی وجہ سے چھوڑ دے اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ ایک روایت میں ہے وہ منافق ہو جائے گا۔

**غسل جمعہ** | سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے تیل لگائے اور اگر خوشبو میسر ہو تو وہ استعمال کرے پھر امام کا خطبہ خاموشی سے سنے اور نماز جمعہ ادا کرے تو دو جمعوں کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے۔ درنہ وضو بھی کافی ہے۔

**نماز جمعہ کو جلد آنے کی فضیلت** | جمعہ کی پہلی اذان سنتے ہی مسجد میں آ جانا چاہیے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔ جمعہ کے دن فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر پہلے آنے والوں کا اندراج اپنے نورانی صحیفوں میں کرتے ہیں، جب امام خطبہ کے لئے آ جاتا ہے تو یہ صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ فرشتے بھی ذکر سننے میں مصروف

۱۔ مسلم ۲۔ ترمذی ۳۔ ابوداؤد ۴۔ طبرانی ۵۔ بخاری ۱۲۴/۱ ۶۔ ترمذی۔ ابوداؤد ۷۔ بخاری







ہو جاتے ہیں۔

**گردن پھلانگنے کی ممانعت** | نمازیوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صفوں میں آنا ممنوع ہے۔ جب لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو جہاں جگہ ملے کھڑے ہو جائیں۔

**خطبے کے وقت کلام کی ممانعت** | جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے۔ تو گفتگو نہ کریں۔ بلکہ اگر کوئی بات

کر رہا ہو تو اس کو بھی اشارے سے منع کریں، سلام کا جواب نہ دیں درود کی آیت اگر امام پڑھے تو مقتدی باواز بلند درود نہ پڑھیں، بلکہ آہستہ پڑھیں۔ سنتیں بھی نہ پڑھیں دعا بھی دل میں مانگیں۔ البتہ خطیب دعا مانگ سکتا ہے جس شخص تک خطبہ کی آواز نہ پہنچی ہو وہ بھی خاموش رہے، پہلا خطبہ دو زانو بیٹھ کر ہاتھ باندھ کر سنیں اور دوسرے میں تشہد کی طرح بیٹھیں۔

## جمعہ کی نماز کہاں ہو سکتی ہے؟

ہر چھوٹی موٹی جگہ نماز جمعہ نہیں ہو سکتی۔ فقہانے اس کے لئے چند شرائط رکھی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

**پہلی شرط** | ۱۔ شہر ہو یا اس کی چھاؤنی، یہاں شہر سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں بازار ہوں، تھانہ کچہری وغیرہ اجتماعی مفادات کے ادارے قائم ہوں، یہ تعریف، شہر، قصبہ، تحصیل اور بہت سے دیہاتوں پر بھی صادق آتی ہے۔ دیہاتی لوگوں کو شہر میں آکر جمعہ پڑھ لینا چاہیے۔

لے ترمذی ۱۷۰ بخاری ۱۷۰ غنیہ - ۱۷۰ بحر و خانیہ میں ۱۶۷ جلد ۱



بشرطیکہ وہ ایسا کر سکتے ہوں۔ یعنی اس پر جمعہ واجب نہیں۔

ایک ہی شہر کی متعدد مساجد میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے۔ مگر محلہ محلہ جمعہ کرنا مستحسن نہیں۔ کیونکہ اس طرح مسلمانوں کی اجتماعی شان متاثر ہوتی ہے فقہانے متعدد مقامات پر جمعات کا قول اس لئے کیا ہے کہ آجکل لوگ نماز پڑھنے میں سستی کرتے ہیں اگر دور دراز مقامات پر جمعہ ہوگا تو اکثر لوگ سرے سے نماز جمعہ ہی نہیں پڑھیں گے۔

نماز جمعہ پہلی شرط | نماز جمعہ فرض عین ہے اس کے وجوب کی شرائط درج ذیل ہیں۔

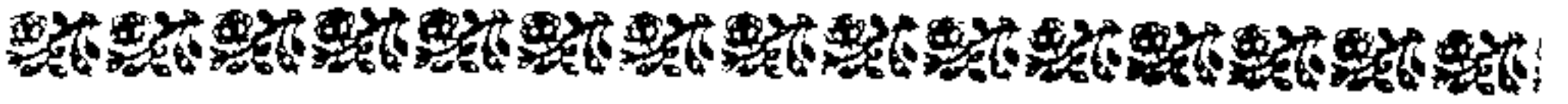
۱۔ آزاد ہو ۲۔ مرد ہو ۳۔ مقیم ہو ۴۔ تندرست ہو ۵۔ چل سکتا ہو ۶۔ دیکھ سکتا ہو اگر چلنے سے معذور شخص یا نابینا کو کوئی جمعہ کے لئے لے جانے والا ہو تب بھی ان لوگوں پر جمعہ واجب نہیں ہے البتہ اگر پڑھ لیں تو ادا ہو جائے گا۔ یہی حال مسافر کا ہے۔

سخت بارش کی وجہ سے اگر جمعہ کو نہ جاسکیں تو معاف ہے ظہر پڑھ لیں۔

بادشاہ یا بادشاہ کی طرف سے مقرر کردہ حاکم ہو | جمعہ کی دوسری شرط | مثلاً امیر، قاضی یا خطیب۔ اگر کسی ملک پر مسلمانوں

کی حکومت نہ ہو تو مسلمان جس کو اپنا خطیب بنالیں اس کی اقتداء میں جمعہ درست ہوگا۔ یہی صورت مسلمانوں کے ایسے ممالک میں ہوگی جہاں مسلمان حاکم باقاعدہ جمعہ قائم کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ ایسے ممالک میں شہر یا محلے کے

۱۔ مصنف ۲۔ عالمگیری ۱۵۳ ۳۔ کنز ۴۔ فتح القدیر ۵۔ عینی ۶۔ عالمگیری ۱۵۵



لوگ اپنا اپنا خطیب مقرر کر لیں۔

خطبہ کے وقت میں ادا کرنا۔

## جمعہ کی تیسری شرط

جمعہ سے پہلے خطبہ کا ہونا، اگر بلا خطبہ نماز پڑھی یا خطبہ قبل از وقت پڑھ لیا تو جمعہ

## جمعہ کی چوتھی شرط

ادانہ ہوگا۔

## جمعہ کا خطبہ

جمعہ کے خطبہ میں دو فرض ہیں۔ ۱۔ وقت کا ہونا۔ یعنی زوال کے بعد

نماز سے پہلے ہونا ۲۔ اللہ کا ذکر ہونا۔

خطبہ کی پندرہ سنتیں ہیں۔

۱۔ خطیب کا پاک ہونا۔ ۲۔ کھڑے ہونا۔ ۳۔ حاضرین کی طرف منہ

کرنا۔ ۴۔ آہستہ سے اعوذ پڑھنا۔ ۵۔ لوگوں کو سنانا۔ ۶۔ اللہ کی حمد سے شروع

کرنا۔ ۷۔ اللہ کی ثنا۔ ۸۔ شہادتین ادا کرنا۔ ۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔

۱۰۔ پسند و نصیحت۔ ۱۱۔ قرأت قرآن۔ ۱۲۔ دوسرے خطبہ میں حمد و ثنا اور درود

کا اعادہ کرنا۔ ۱۳۔ مسلمانوں کے لئے دعا۔ ۱۴۔ خطبہ کا مختصر ہونا۔ ۱۵۔ دونوں

خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

۱۔ خطیب کا منبر پر ہونا۔ ۲۔ آواز بلند خطبہ دینا۔ ۳۔ دوسرے

خطبہ الحمد للہ حمدہ و نستعینہ سے شروع کرنا چاہیے۔

## مستحبات خطبہ

۱۔ مصنف ۲۔ عالمگیری ۱۵۵ کافی ۳۔ عالمگیری ۵۶ ۴۔ عالمگیری ۵۷ بخاری ۱۲۵





اور خلفائے راشدین کا ذکر کرنا ۴۔ جو خطیب ہو اسی کو نماز جمعہ پڑھانی چاہئے۔  
**آداب خطبہ** | جب خطیب خطبہ کے لئے کھڑا ہو جائے تو ہر قسم کا کلام نماز اور اذکار کی ممانعت ہے۔ جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا۔ سلام اور جواب۔ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی منع ہیں۔ اگر خطیب آیت درود پڑھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے تو سامعین دل میں درود پڑھ سکتے ہیں زبان سے ادا نہ کریں۔

بعد میں آنے والوں کو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آنا منع ہے۔ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں۔

جن لوگوں تک آواز نہ پہنچے انکو بھی خاموش بیٹھنا ضروری ہے۔

خطبہ سننے کے وقت اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں۔

گمان یا لالٹھی پر ٹیک لگا کر خطبہ دینا مکروہ ہے۔ آج کل بعض حضرات خطبہ جمعہ کے وقت ایک یمنی سے لالٹھی ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ یہ غیر ضروری ہے۔

**جمعہ کی پانچویں شرط** | کم از کم تین مقتدی ہوں۔

**جمعہ کی چھٹی شرط** | اذن عام، یعنی ہر خاص و عام اس جگہ شرکت نماز کر سکتا ہو، بعض فیکڑیوں میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ اگر نماز جمعہ کے وقت فیکڑی کا دروازہ کھولا جائے اور باہر والوں کو بھی نماز میں شرکت کی اجازت ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں ہے۔

جیل خانہ میں قیدی پر نماز جمعہ نہیں۔ وہاں جمعہ کی جماعت بھی صحیح نہیں ہے۔

لے در مختار لے معراج الدرایہ لے محیط لے تبیین لے مصنف لے مصنف۔





ایک اذان جمعہ کا وقت شروع ہونے کے بعد دی جائے، دوسری اذان خطیب کے سامنے جب وہ

## جمعہ کی اذانیں

منبر پر بیٹھ جائے دی جائے، فقیر نے جو کچھ کتب فقہ سے سمجھا ہے وہ یہی ہے کہ دوسری اذان مسجد میں خطیب کے سامنے دی جائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے، **وَأَذِّنْ عَلَى الْمَنبَرِ أَذْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ**۔ اور جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے تو اس کے سامنے اذان دی جائے گی۔

پہلی اذان کے بعد بیع و شراختم کر کے جمعہ کی تیاری شروع کر دینی چاہیے۔ جمعہ کی دو رکعتیں ہیں جنہیں امام جہری قرأت کرے گا۔

خطیب کو خطبہ میں درود شریف پڑھنا چاہیے مگر ان اللہ وملائکتہ الخ

نہ پڑھے کیونکہ اس طرح سامعین با آواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جو صحیح نہیں۔ مگر اس کا مفہوم یہ نہیں کہ اس آیت کی پڑھنے کی شرعی ممانعت ہے بلکہ لوگوں کو مغالطے سے محفوظ رکھنا مقصود ہے اور اگر خطیب نے یہ آیت پڑھ لی تو سامعین دل سے درود پڑھیں خطباء کو جمعہ کے خطبات زبانی یاد کر لینے چاہئیں کیونکہ خطبہ کی کتاب نہ ہونے کی صورت میں سنت دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔

خطبہ شہو اہل عرب کی تقاریر کے انداز میں پڑھیں کیونکہ یہ تقریر ہے، افسوس

کہ ہمارے یہاں عام طور پر خطبات عجیب و غریب لہجوں میں پڑھے جاتے ہیں۔

جمعة الوداع کا کوئی خطبہ احادیث صحیحہ میں منقول نہیں اور نہ ہی جمعة الوداع

کی کوئی شرعی حیثیت ہے۔ البتہ شعبان کے آخری جمعہ کا خطبہ احادیث میں مذکور

ہے جو رمضان کے لئے استقبالیہ کلمات پر مشتمل ہے اسے یاد کر لینا چاہیے اور

شعبان کے آخری جمعہ میں پڑھنا چاہیے۔

۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری ۱۵۸ عالمگیری





جمعہ کے دن بعض خطیب منبر سے اترنے کے بعد کھڑے رہتے ہیں اور تکبیر کھڑے ہو کر سنتے ہیں اور لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں، یہ خلاف ادب ہے، اگرچہ جائز ہے، بہتر ہے کہ سب بیٹھے رہیں اور حی الصلوٰہ پر اٹھیں۔

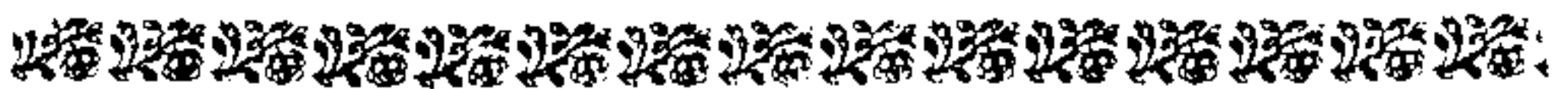
## عیدین کا بیان

۱۔ عیدین کی نماز واجب ہے۔

عیدین کے مستحبات | ۱۔ مسواک کرنا ۲۔ اچھے کپڑے پہنا، نئے ہوں تو نئے  
ورنہ دھلے ہوئے پہنیں ۳۔ غسل کرنا ۴۔ انگوٹھی پہنا

مردوں کو چاندی کی ایک انگوٹھی جو ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہنا مستحب ہے ۵۔  
خوشبو لگانا ۶۔ صبح سویرے اٹھ کر عید گاہ جانے کی تیاری کرنا ۷۔ نماز عید سے پہلے  
صدقہ فطر ادا کرنا ۸۔ محلہ کی مسجد میں نماز فجر ادا کرنا ۹۔ پیدل عید گاہ جانا ۱۰۔ ایک  
راستہ سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا ۱۱۔ نماز عید الفطر کو جانے سے پہلے  
طاق عدد کھجوروں یا جھواروں کا کھانا یا کوئی اور میٹھی چیز کھالیں، ہمارے ملک میں  
سونیاں پکائی جاتی ہیں ۱۲۔ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے، اگر قربانی  
کا گوشت میسر ہو تو نماز عید کے بعد اس کا کھانا مستحب ہے، کیونکہ یہ اللہ کی طرف  
سے اس کے بندوں کی ضیافت ہے، اگر کچھ کھالیا تب بھی حرج نہیں ہے۔ جیسے ہم لوگ  
عام طور پر چائے اور ناشتہ کر لیتے ہیں ۱۳۔ عیدین کی نماز کسی بڑے میدان میں ادا  
کرنا سنت ہے۔ لیکن بڑے شہر میں یا اس جگہ جہاں آبادی زائد ہو ایک سے زائد  
مقامات پر عیدین کے اجتماعات بھی درست ہیں۔ اور پھر میدان کی بھی شرط نہیں۔  
بڑی مساجد میں بھی یہ اجتماعات صحیح ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، اسکی ایک وجہ

۱۔ مصنف ۲۔ محیط سرخسی۔ قنیہ۔ کنز ۳۔ مصنف ۴۔ تارخانہ  
۵۔ محیط سرخسی۔





یہ بھی ہے کہ اگر کسی ایک میدان میں اجتماع ہوگا تو بہت سے لوگ نماز عید سے محروم رہ جائیں گے۔ کچھ تو حقیقی مشکلات کی وجہ سے اور کچھ اپنی سستی کے باعث۔

۱۴۔ عید گاہ جاتے وقت تکبیر کہی جائے۔ عید الاضحیٰ میں آواز بلند اور عید الفطر میں آہستہ۔

۱۵۔ جس شخص پر نماز جمعہ واجب ہے اس پر نماز عیدین بھی واجب ہے۔

۱۶۔ عیدین کا خطبہ سنت ہے۔ یہ خطبہ نماز کے بعد ہوگا۔

۱۷۔ اگر خطبہ نماز عید سے پہلے دیا تو کافی ہے۔ اگرچہ مکروہ ہے۔ بعد میں اعادہ نہیں کیا جائے گا۔

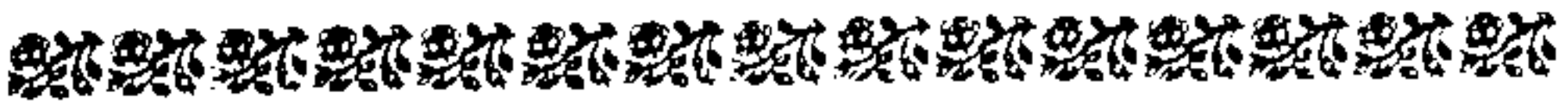
۱۸۔ بہتر یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز جلد پڑھی جائے اور عید فطر قدرے تاخیر سے پڑھی جائے۔

## نماز عیدین کی ترکیب

عیدین کی دو رکعت نماز ہے! امام و مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھیں۔ پھر امام ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہے گا۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے جائیں گے۔ پھر امام تعوذ و تسمیہ کے بعد جہر سے قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کیا جائے گا۔ پھر دوسری رکعت شروع ہوگی۔ امام قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد امام تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہے گا مقتدی بھی ایسا ہی کریں گے اور چوتھی مرتبہ امام ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر رکوع کہے گا مقتدی بھی کہیں۔ اور اس طرح نماز مکمل کی جائے گی۔

..مصنف نے جوہرہ نیرہ سے قاضیخان سے خلاصہ۔



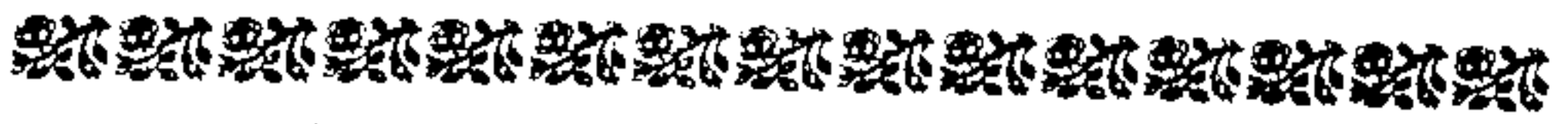


- ۱۹۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیحات کی مقدار میں سکتہ کیا جائے۔
- ۲۰۔ اگر کسی نے امام کو نماز عید کے رکوع میں پایا تو تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر ادا کرے۔ اگر یہ امید ہو کہ تکبیرات عید کھڑے ہو کر کہنے کے بعد امام کو رکوع میں پائے گا تو کھڑے ہو کر کہے ورنہ رکوع میں کہہ لے مگر رکوع میں رفع یدین نہ کرے۔ مقتدی کے تکبیرات عید ادا کرنے سے پہلے ہی اگر امام رکوع سے اٹھ جائے تو اس پر سے تکبیرات عید ساقط ہو جائیں گی۔
- ۲۱۔ اگر امام کو قومہ میں پایا تو تکبیرات اس وقت نہ کہے۔ بلکہ جب اپنی رکعت علیحدہ ادا کرے تو اس میں تکبیرات کہے۔
- ۲۲۔ اگر امام کو تشہد میں پایا تو نماز عید پوری کرے۔
- ۲۳۔ اگر امام تکبیرات عید بھول جائے تو قرأت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں کہہ لے یا رکوع میں کہہ لے۔
- ۲۴۔ اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے نماز عید الفطر نہ ہو سکے تو دوسرے دن پڑھ لیں، تیسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔
- ۲۵۔ اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے عید اضحیٰ نہ ہو سکے تو دوسرے اور تیسرے دن پڑھ سکتے ہیں اس کے بعد نہیں۔

تکبیرات تشریق | (۱) ہر نماز باجماعت کے بعد امام اور مقتدی ایک بار باواز بلند اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد کہے۔ ایک مرتبہ یہ تکبیر واجب اور تین مرتبہ مستحب ہے (۲) یہ تکبیرات عرفہ کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر تک

لے سراج الوہاج لے ظہیر یہ لے جوہرہ نیرہ۔





کبھی جائیں گی۔ ۳۔ ۳۔ تکبیرات سلام کے فوراً بعد کبھی جائیں گی۔ اگر درمیان میں  
قصداً بات چیت کی تو ساقط ہو جائیں گی۔

## مصائب کے وقت نماز

انسان پر جب بھی کوئی مصیبت آئے تو اس کے رفع کرنے کا بہترین طریقہ  
اللہ کی طرف رجوع ہے۔ وہی مصیبتوں کو رفع کرنے والا ہے۔ زلزلوں، طوفانوں  
دشمن کے خوف اور دیگر زمینی و آسمانی مصیبتوں کے مواقع پر نماز پڑھنا چاہیے  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب بھی کوئی گھبرا دینے والا معاملہ درپیش  
ہوتا تو آپ نماز پڑھتے تھے یہ بعض خاص مواقع کے لئے احادیث میں نمازیں منقول  
ہیں، جنکو ہم بیان کر چکے ہیں۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ ایسے مواقع پر جس  
قدر نوافل ممکن ہوں پڑھیں اور زائد سے زائد توبہ و استغفار کریں، ایک کلمہ  
یہ ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مُنْجَأَ مِنَ اللَّهِ  
إِلَّا إِلَيْهِ۔

## موت اور اسکے متعلقات کا بیان

اسلام نے زندگی سے موت تک کے تفصیلی احکام بیان کئے ہیں آپ  
ان احکام کے مطالعہ سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام نے انسان کے اشرف  
المخلوقات ہونے کی حیثیت کو کس طرح ہر مرحلہ پر ملحوظ رکھا ہے۔ موت ایک  
ایسی حقیقت ہے جس سے نہ تو کسی کو مفر ہے اور نہ کوئی اس کا منکر۔ اس

لے محیط۔ (مشکوٰۃ)





رقت آمیز اور ہیجان خیز موقع پر ہر مذہب و ملت کے لوگ بلکہ وہ لوگ بھی جو مذہب و ملت کے تصور سے نا آشنا ہیں کچھ نہ کچھ رسوم بجالاتے ہیں، مگر اسلام نے جو رسوم اس موقع کے لئے مقرر کی ہیں وہ عظمت انسان کی بہترین ترجمان ہیں۔

سکرات کے وقت (۱) جب انسان قریب المرگ ہو تو اس کو دائیں کروٹ پرٹا کر قبلہ رخ کر دیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے میں کچھ دقت نہ ہوئے

۲۔ مرنے والے کو تلقین کی جائے یعنی اس کے سامنے بآواز بلند اَشْهَدُ اَنْ  
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھیں۔

۳۔ مرنے والے کے پاس بیٹھ کر سورہ یسین تلاوت کی جائے

۴۔ مرنے والے کے پاس خوشبو رکھنی چاہیے

۵۔ جب مر جائے تو اس کے جڑے باندھ دیئے جائیں۔ کپڑے کی ایک

پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے لے جائیں اور سر پر باندھ دیں اور آنکھیں

بند کر دی جائیں۔ ہاتھ سیدھے کر کے بغلوں کے برابر ملا دیئے جائیں۔

۶۔ پیرسیدھے کر دیئے جائیں اور لاش کو کسی بڑے کپڑے سے ڈھانپ

دیا جائے۔

۷۔ پڑوسیوں اور دوستوں کو اطلاع کی جائے تاکہ وہ نماز جنازہ میں

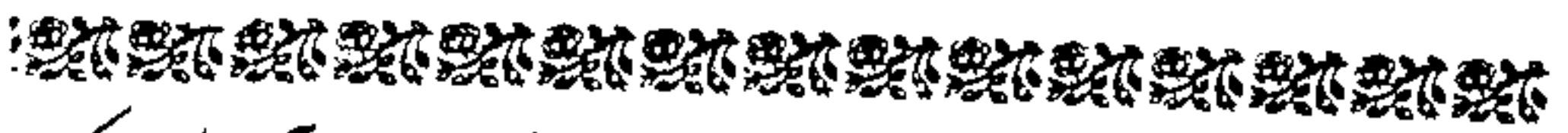
شرکت کر کے اس کا حق ادا کریں

لے زاہدی لے جوہرہ نیّرہ لے شرح منیہ لے زاہدی -

لے جوہرہ نیّرہ لے جوہرہ نیّرہ -







۸۔ جب تک میت کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ

ہے۔ لیکن گھر کے دوسرے حصوں میں یا میت سے ہٹ کر کہیں اور

تلاوت کلام پاک میں حرج نہیں ہے۔

۱۔ میت کو غسل دینا واجب ہے۔ اگرچہ غسل کا ایک

مخصوص طریقہ ہے۔ لیکن اگر کسی کو معلوم نہ ہو یا مسنون

## میت کا غسل

طریقے میں کوئی غلطی واقع ہو جائے تو بھی غسل ہو جائے گا۔

۲۔ میت کو تخت پر لٹا کر لباس اتار دیا جائے اور صرف شرمگاہ کو کپڑے

سے ڈھانپ دیا جائے۔ پھر استنجا کرایا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے

غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا پیٹ لے اور اس سے استنجا کرادے

اگر میت بالغ ہو تو اس کو وضو کرایا جائے۔ ناک میں اور منہ میں پانی

نہ ڈالیں۔ البتہ روئی یا کپڑا پانی میں تر کر کے دانت، آنکھوں کے پلک

ناک کے نتھنے وغیرہ صاف کر دیں۔

۳۔ بری کے پتے پانی میں ابال کر مناسب گرم پانی سے غسل کرائیں۔ اگر

بری کے پتے میسر نہ ہوں تو سادہ پانی بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پرانے لوگ مہر کو خطمی وغیرہ سے دھوتے تھے مگر یہ ضروری نہیں ہے۔

صابون سے منہلائیں جیسے زندگی میں نہاتے ہیں۔

۴۔ میت کو بائیں طرف کر وٹ دلا کر دائیں حصہ پر پہلے پانی بہائیں۔ پھر

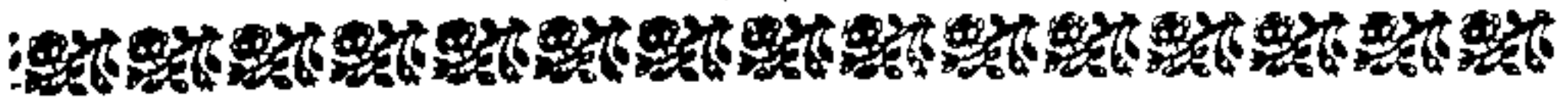
دائیں طرف کر وٹ دلا کر بائیں طرف کا حصہ دھوئیں۔ پھر میت کو

---

۱۔ تبیین الحقائق ۲۔ مصنف ۳۔ نہایہ ۴۔ بدائع ۵۔ ہدایہ۔

۶۔ ظہیر یہ ۷۔ شرح طحاوی۔





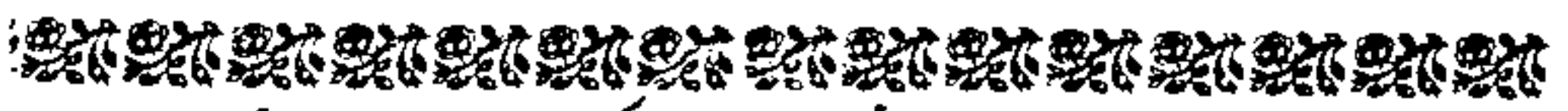
سہارا دے کر بٹھائیں اور پیٹ کو آہستہ سے ملیں۔ اگر کوئی نجاست نکلے تو اس کو دھو دیا جائے۔ وضو یا غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں پھر تولیہ سے بدن صاف کر دیں۔

- ۵۔ میت کے جسم سے بال نہ کاٹے جائیں اور نہ ناخن تراشے جائیں۔
- ۶۔ ناک، کان، آنکھ وغیرہ پر روئی رکھ دینے میں حرج نہیں۔
- ۷۔ اگر میت کا نہلانا کسی وجہ سے مشکل ہو، مثلاً جسم پھٹ چکا ہے تو صرف پانی بہا دینا کافی ہوگا۔
- ۸۔ اگر بچہ زندہ پیدا ہوا اور پھر مر جائے تو اسے غسل، کفن اور دفن سب کچھ کیا جائے گا اور اگر زندہ پیدا نہ ہو تو غسل دیکر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ نماز نہیں پڑھی جائے گی۔
- ۹۔ میت کے تخت کو طاق مرتبہ دھونی دے لینا مستحب ہے۔
- ۱۰۔ کوئی شخص اگر مردہ حالت میں ہے اور معلوم نہیں کہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر کوئی علامت مسلمانوں کی پائی یا مسلمانوں کے علاقے میں ہو تو اس کی تجہیز و تکفین اسلامی طریقہ کے مطابق ہوگی ورنہ نہیں۔
- ۱۱۔ اگر پانی کے جہاز وغیرہ میں کوئی شخص مر جائے تو اس کو غسل و کفن دیا جائے نماز پڑھی جائے اور پھر کوئی بھاری چیز ڈال کر سمندر میں ڈال دیں۔
- ۱۲۔ غسل دینے والا پاک ہوئے اگر جنب یا حائض ہے تو کراہت ہوگی۔ بے وضو میں کراہت بھی نہیں۔

---

۱۔ محیط سرخسی ۲۔ تبیین ۳۔ تارخانہ ۴۔ عینی شرح کنز ۵۔ معراج الدیابہ ۶۔ قاضی خان ۷۔ معراج ۸۔ قنیہ۔





۱۳۔ میت کا قریبی رشتہ دار غسل دے۔ اگر وہ اچھی طرح غسل نہ دے

پھر کوئی پرہیزگار شخص غسل دے۔

۱۴۔ غسل دینے والا اگر میت میں کسی خرابی کو دیکھے تو لوگوں سے بیان نہ کرے

اور اگر اچھی علامت دیکھے تو بیان کرے۔

۱۵۔ غسل کے وقت بھی آس پاس خوشبو اور دھونی دیں، بلکہ جس گھر میں

میت ہو وہاں زائد سے زائد خوشبوئیں استعمال کی جائیں تاکہ اگر میت

میں بدبو ہو تو ناظرین اس کو محسوس نہ کریں۔

۱۶۔ بہتر یہی ہے کہ میت کو مفت غسل دیا جائے، لیکن اجرت کا لینا بھی جائز

ہے۔ بالخصوص اس دور میں جبکہ کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار تک کو

غسل دینے کے لئے تیار نہیں تو سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ بعض

لوگ اس نیک کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں، اور بہتر تو یہ ہے

کہ حکومت وقت ان لوگوں کی معاشی کفالت کرے ورنہ عوام انکی خدمت

کریں۔ ایسے حضرات کو بری نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے، کیونکہ یہ کوئی

براکام نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ خدمت خلق کر رہے ہیں۔

۱۷۔ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورت غسل دے، عورت اپنے شوہر کو

غسل دے سکتی ہے، اور شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔

۱۸۔ عورت کا محرم اس کے جسم کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ مگر اجنبی ہاتھ پر کپڑا باندھ

کر چھو سکتا ہے۔ یہی حال شوہر کا ہے۔ اجنبی کو عورت کے چہرہ اور جسم پر

نگاہ کرنا جائز نہیں مگر شوہر دیکھ سکتا ہے۔

---

لے زایدی لے جوہرہ نیرہ لے مصنف لے السراج الوہاج لے قاضیخان





۱۹۔ اگر مرد مر جائے اور اسکو نہلانے کے لئے مرد میسر نہ ہو تو اسکی عورت تیمم کر دے اور اگر یہی صورت عورت کے ساتھ ہو تو اس کو بھی کوئی مرد ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کر دے۔ تیمم کا طریقہ وہی ہے جو زندہ شخص کے لئے ہے۔ اگر پاک پانی میسر نہ ہو تب بھی تیمم کر دیا جائے۔ اس صورت میں اگر نماز جنازہ پڑھ لی گئی پھر کچھ دیر بعد پانی مل گیا تو میت کو غسل دے کر دوبارہ نماز جنازہ ادا کی جائے۔

۱۔ مردہ کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔

## کفن کا بیان

۲۔ ایک چادر جو سر تا بقدم ہو۔ پھر اس پر ایک اور ایسی ہی،

اور قمیص گردن سے قدم تک، یہ تین کپڑے دنیا سنت ہے۔ ورنہ دو یعنی ازار اور لفافہ، ورنہ جو بھی میسر ہو۔

۳۔ قمیص سے مراد یہ ہے کہ ایک لمبی چادریں درمیان میں سر ڈالنے کے لئے سوراخ کر لیا جائے۔

۴۔ متاخرین نے میت کے عالم ہونے کی صورت میں عمامہ کو بھی مستحسن قرار دیا ہے۔ مگر عمامہ کا شملہ مردے کے منہ پر ڈالا جائے۔ زندہ کی طرح پشت پر نہ لٹکایا جائے۔

۵۔ عورت کے کفن میں یہ چیزیں سنت ہیں، کرتہ، ازار، دوپٹہ، لفافہ، اور ایک چھوٹا کپڑا جو سینہ باندھنے کے لئے ہو۔ یہ کپڑا سینے سے نات تک چوڑا ہونا چاہیے۔

---

۱۔ معراج الدرایہ ۲۔ مصنف ۳۔ قاضیخان ۴۔ فتح القدیر ۵۔ ہدایہ ۶۔ کافی ۷۔ جوہرہ نیرہ ۸۔ کنز ۹۔ معنی شرح کنز۔







- ۶۔ عورتوں کے کفن میں ریشمی کپڑے اور رنگین کپڑے کا استعمال جائز ہے مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ سب سے بہتر کفن سفید ہے۔ کفن کے کپڑوں کو بھی دھونی دینی چاہیے۔ عطر وغیرہ بھی مل سکتے ہیں۔
- ۷۔ جو کپڑے زندگی میں پہنا مباح ہیں وہی موت کے بعد مباح ہیں۔
- ۸۔ نیا اور پرانا کپڑا کفن میں یکساں حیثیت رکھتا ہے۔
- ۹۔ کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد کے لئے پہلے لفافہ بچھائیں۔ پھر اس پر ازار، پھر میت کو ازار پر رکھ کر قمیص پہنائیں، میت کے سر اور تمام جسم پر کا فور دھنوا لیں دیں۔ یا کوئی اور خوشبو لگا دیں۔ مردوں کے لئے زعفران استعمال نہ کریں۔

۱۰۔ عورت کو کفن اس طرح پہنائیں کہ پہلے لفافہ، پھر ازار بچھا کر عورت کو اس پر لٹائیں پھر کرتہ پہنائیں اور بالوں کو دو حصوں میں منقسم کر کے سینہ پر ڈال دیں پھر دوپٹہ اڑھائیں پھر پوری طرح کفن میں لپیٹ دیں پھر سینہ بندان تمام کپڑوں کے اوپر باندھ دیا جائے۔

۱۔ چار آدمی جنازہ اٹھائیں اور چار پائی کے چاروں

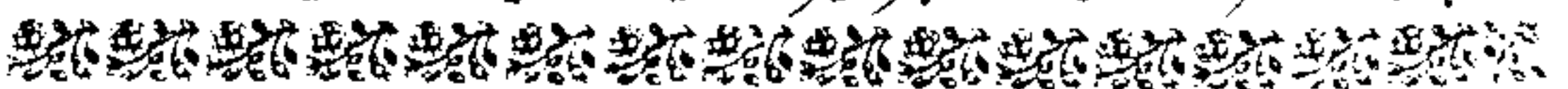
## جنازہ اٹھانے کا بیان

پایوں کو ایک شخص تھامے، ہر دس قدم بعد پایہ بدل

لیں، پایہ بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر ہانہ کا دایاں پایہ اپنے دائیں کاندھے پر رکھیں ہر پانچٹی کا دایاں پایہ اپنے دائیں کاندھے پر رکھیں پھر سر ہانے کا بائیں پایہ اپنے بائیں کاندھے پر پھر پانچٹی کا بائیں پایہ بائیں کاندھے پر۔

۲۔ چھوٹے بچے کو ہاتھوں پر اٹھایا جاسکتا ہے، تھوڑی تھوڑی دور پر لوگ

لے نہایہ لے شرح طحاوی لے جو ہر منیرہ لے محیط لے محیط لے تبیین۔





بدلتے رہیں۔

- ۳۔ جنازہ کو تیزی سے لے کر چلیں مگر دوڑنا نہیں چاہیے۔
- ۴۔ جنازہ کے پیچھے چلنا نوافل سے افضل ہے۔
- ۵۔ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہیں جانا چاہیے۔
- ۶۔ جنازہ لے جاتے وقت خاموشی سے چلیں۔ قرآن، کلمہ درود وغیرہ آہستہ پڑھتے چلیں۔

۷۔ اگر قبرستان دور ہو تو کسی گاڑی میں جنازہ لے جایا جاسکتا ہے۔

**نماز جنازہ** | ۱۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی جب بعض مسلمانوں نے پڑھ لی تو تمام پر سے یہ ذمہ داری پوری ہو گئی۔

۲۔ نماز جنازہ کی شرط میت کا مسلمان ہونا ہے، اور غسل ہے، بشرطیکہ غسل ممکن ہو،

۳۔ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ البتہ ڈاکوؤں اور حاکم برحق کے خلاف مرنے والوں کی نہ پڑھی جائے اور جو شخص اپنے باپ یا اپنی ماں کو قتل کر دے اسکی نماز بھی اسکی اہانت کے پیش نظر نہ پڑھی جائے۔

۴۔ ابوحنیفہؒ اور محمدؐ کے نزدیک خودکشی کرنے والے کی نماز پڑھی جائے گی۔

۵۔ جو شخص کسی حق کی وجہ سے قتل کیا جائے، جیسے قصاص وغیرہ۔ اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو عام مسلمان کی میت سے ہوتا ہے۔

---

۱۔ بحر الرائی ۲۔ تبیین ۳۔ عالمگیری ۴۔ عالمگیری۔  
۵۔ عالمگیری ۶۔ مصنف ۷۔ تارخانیہ ۸۔ بدائع  
۹۔ تبیین ۱۰۔ تبیین ۱۱۔ عالمگیری۔





## نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے

۱۔ نمازہ جنازہ پڑھانیکا سب سے زیادہ حق  
بادشاہ وقت کو ہے پھر قاضی کو پھر محلہ کے  
امام کو پھر ولی کو بچہ پہلا حق باپ کا ہے، پھر

بیٹے کا۔ ہاں اگر ولی دوسرے شخص کو اجازت دے دے تو جائز ہے۔ جیسے آج کل  
ائمہ مسجد نماز پڑھاتے ہیں، البتہ امام صاحب کو ولی میت سے اجازت لے لینی چاہیئے۔

۲۔ اگر مرنے والا کسی خاص شخص کے بارے میں وصیت کر جائے کہ میری نماز

جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے۔ البتہ اس کی صورت

یہ ہو سکتی ہے کہ یہ شخص میت کے ولی سے اجازت لے لے اور نماز پڑھا

دے تاکہ میت کی خواہش بھی پوری ہو جائے اور ولی کا حق بھی باطل نہ ہو۔

۳۔ اگر عورت مر جائے تو شوہر اس کا ولی نہیں ہے کیونکہ رشتہ نکاح منقطع

ہو چکا ہے۔ البتہ اجنبی لوگوں کی بہ نسبت یہ زیادہ حقدار ہے کہ جنازہ  
پڑھائے۔

۴۔ اگر شوہر اور بیٹا دونوں ہیں تو بیٹا ولی ہے۔ مگر یہ مکروہ ہے کہ باپ کی

موجودگی میں بیٹا نماز پڑھائے۔ بلکہ اسے چاہیئے کہ اپنے باپ کو آگے  
بڑھا دے۔

۵۔ جب تک ولی نماز نہ پڑھے تو جتنی مرتبہ بھی میت پر نماز پڑھی جائے جائز

ہے۔ مگر ولی کے پڑھ لینے کے بعد پھر کسی کے لئے جائز نہیں کہ میت پر

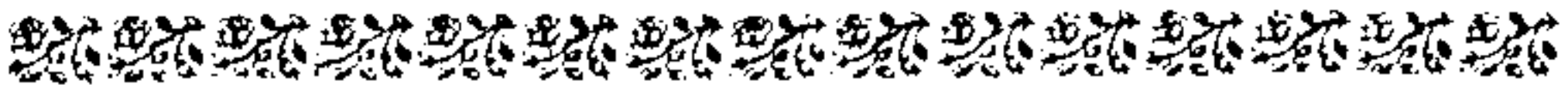
نماز پڑھے۔ اگر میت کوئی محترم شخصیت ہے جس پر کئی مرتبہ نماز کا امکان

ہے یا وطن سے دور کہیں انتقال ہو گیا تو وہاں دوست احباب نماز پڑھ لیں

---

لے فتح القدیر ۳ مصنف ۳ عالمگیری ۳ مصنف ۳ عالمگیری ۳ بدائع ۳ عالمگیری۔





اور ولی آخر میں نماز ادا کرے۔

۶۔ تمام وہ شرائط جو دوسری نمازوں کے لئے ہیں وہی نماز جنازہ کیلئے ہیں۔

## نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ کی نیت | میں نیت کرتا ہوں اس فرض کی ادائیگی کی۔ میرا منہ کعبہ کی طرف ہے، اس امام کی اقتداء میں، صرف دل سے ارادہ کر لینا بھی کافی ہے۔

۱۔ جنازہ امام کے سامنے ہو جیسا کہ معمول ہے میت کسی سواری پر یا بلند جگہ پر نہ رکھی ہو۔

۲۔ نماز جنازہ غائبانہ جائز نہیں ہے مرد ہو یا عورت امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔

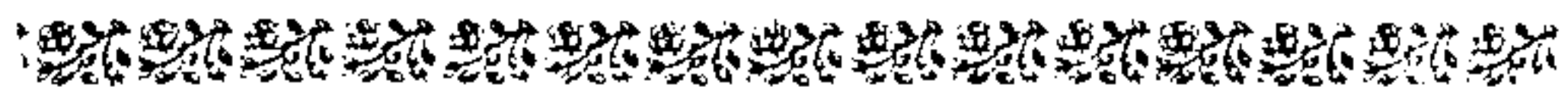
۳۔ بہتر یہ ہے کہ تین صفیں بنالی جائیں۔ اگر کل سات اشخاص ہیں تو ایک امام ہو جائے تین پہلی صف میں دو دوسری میں اور ایک پیچھے۔

۴۔ نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں، اگر ایک بھی چھوڑ دی تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔

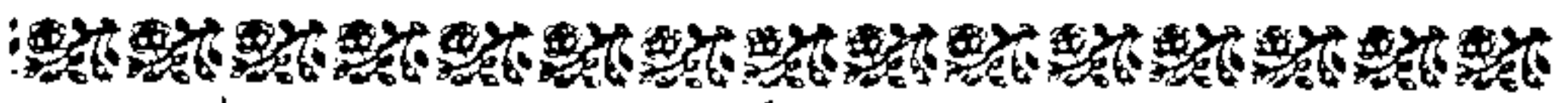
۵۔ ہاتھ اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہیں۔ پھر ہاتھ باندھ کر امام اور مقتدی یہ پڑھیں:-  
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ  
وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔

(ترجمہ) اے اللہ تو بے عیب ہے اور تیری حمد، تیرا نام بابرکت اور تیرا نعت بلند ہے اور تیری ثنا عظیم ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۔ مصنف نے بدائع الملک عالمگیری سے مصنف نے عالمگیری سے تنازعہ خانیہ نے نجاشی کی نماز جنازہ میں آپ نے چار ہی تکبیریں کہیں بخاری نے ۱۶، بخاری نے ۱۶، عالمگیری۔







پھر دوسری تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہی جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے جیسے تشہد میں پڑھتے ہیں۔ پھر تیسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہی جائے اور میت کے لئے دعا مانگی جائے۔ احادیث شریفہ میں مختلف دعائیں مذکور ہیں کوئی بھی مانگی جاسکتی ہے۔ اگر ان ادعیہ میں سے کوئی دعا یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو مانگ لے۔ ایک دعا یہ ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَاوَا  
مَيِّتِنَاوَا شَاهِدِنَاوَا غَائِبِنَا  
وَصَغِيرِنَاوَا كَبِيرِنَاوَا ذَكَرِنَا  
وَأُنْتِنَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ  
مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ  
وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ  
عَلَى الْإِيمَانِ -

اے اللہ تو ہمارے زندوں، مردوں  
حاضر و غائب، چھوٹوں، بڑوں، مردوں  
اور عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ  
تو ہم میں سے جس کو زندگی دے اسلام  
پر دے اور جس کو وفات دے ایمان  
پر دے۔

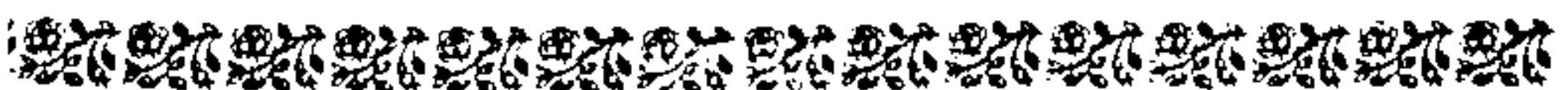
اگر میت بچہ ہو تو مذکورہ دعا کے بعد اتنا اور

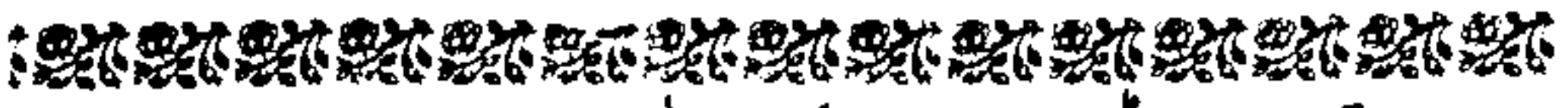
اضافہ کریں۔

**بچہ کے لئے دعا**

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا  
اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَاجْرًا  
اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَشَفْعًا  
اللہ! تو اس کو ہمارا شفیع بنا دے اور اسکی شفاعت قبول فرما۔  
پھر جو تھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیا جائے۔

●۔ اگر کوئی شخص اس وقت نماز میں شامل ہوا جبکہ امام بعض تکبیرات کہہ چکا تھا تو جو تکبیرات اسکو امام کے ساتھ ملیں وہ کہہ لے اور





باقی جنازہ اٹھنے پہلے سے ادا کرے۔

●۔ اگر امام بھول کر تیسری تکبیر پر ہی سلام پھیر دے تو اسے چوتھی تکبیر

کہہ لینی چاہیئے اور پھر سلام پھیر دے۔

●۔ اگر کئی جنازے ایک ساتھ آجائیں تو امام کو اختیار ہے، خواہ ہر ایک

پر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے یا سب پر ایک دم پڑھے۔ جنازوں کو خواہ ایک

لائن میں رکھ لیں اور اس صورت میں جو افضل ہو امام اس کو سامنے

رکھے۔ خواہ ایک کے بعد دوسرا رکھیں اور جو افضل ہو امام اس کو

اپنے قریب رکھے۔

●۔ اگر میت غسل سے پہلے یا نماز سے پہلے دفن کر دی گئی تو جب تک اسکے

پھٹ جانے کا یقین نہ ہو اسکی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

●۔ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے خواہ میت اور تمام لوگ مسجد میں ہوں

یا میت مسجد سے باہر اور لوگ اندر ہوں یا میت، امام، اور بعض لوگ

مسجد سے باہر ہوں اور باقی اندر، یا میت مسجد میں اور امام اور

مقتدی باہر ہوں۔

●۔ بارش یا اور کوئی مناسب عذر ہو تو مسجد میں پڑھ سکتے ہیں۔

●۔ جو مسجد نماز جنازہ ہی کے لئے بنائی گئی ہو اس میں نماز جنازہ مکروہ نہیں۔

●۔ جب تک میت دفن نہ کر دی جائے اس وقت تک شرکار جنازہ کو واپس

نہ آنا چاہیئے اور اگر ضرورت ہو تو اجازت لے کر واپس آئیں، البتہ دفن

کے بعد بلا اجازت بھی آ سکتے ہیں۔

---

۱۔ عالمگیری ۲۔ تارخانہ ۳۔ معراج الدرایہ ۴۔ عالمگیری ۵۔ خلاصہ عالمگیری

۶۔ کافی ۷۔ تبیین ۸۔ محیط۔





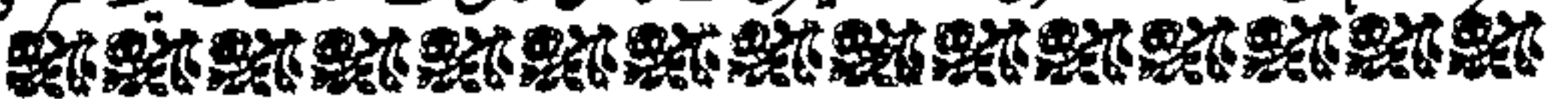
**قبر اور دفن کا بیان** (۱) میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔  
(۲) قبریں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ زمین میں سیدھا گرٹھا کھود دیا جائے اسکو عربی میں شق کہتے ہیں۔ اور دوسری لمحہ۔ یعنی پہلے گرٹھا کھودا جائے پھر قبلہ کی طرف اندر سے ایک گرٹھا کھودا جائے مسنون طریقہ یہی ہے۔ مگر جن علاقوں میں زمین نرم ہو تو وہاں شق پر ہی اکتفا کریں میت کے سینے تک گہری قبر کھودی جائے اور اس کے دونوں اطراف کچی اینٹیں لگادی جائیں پھر چھت ڈال دی جائے اور چھت پر مٹی ڈال دی جائے، قبر کی چوڑائی انسان کے نصف قد کے برابر ہونی چاہیے۔

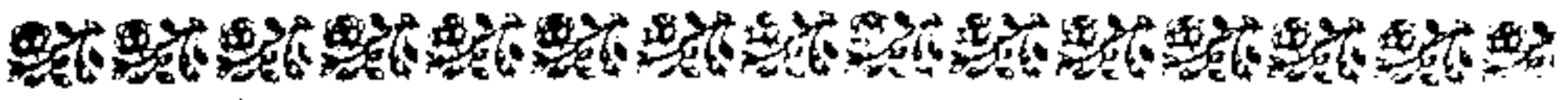
جہاں زمین نرم ہو وہاں لوہے کے تابوت میں دفن کرنا جائز ہے۔ مگر اس کا طریقہ یہ ہے کہ تابوت کے اندر مٹی بچھادی جائے اور دائیں بائیں کچی اینٹیں لگادی جائیں تاکہ تابوت کی شکل ہو جائے۔

پختہ اینٹ میت سے ملا کر لگانا مکروہ ہے۔ لیکن اگر میت کے جسم سے دور ہو تو حرج نہیں۔ دراصل پختہ اینٹ لگانے میں کراہت کی وجہ یہ ہے کہ قبر کو آگ اور اس کے آثار سے دور رکھنا مقصود ہے، ہمارے یہاں بحری اور سیمنٹ کی اینٹیں مستعمل ہیں، ظاہر ہے سیمنٹ پر بھی آگ کا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ قبر کے اندرونی حصہ میں یا تو کچی اینٹیں استعمال کی جائیں یا پتھر استعمال کیا جائے اور یا کچھ استعمال نہ کریں۔ قبر کے بیرونی حصہ پر اینٹیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

میت کو قبر میں اتارنے کے لئے قریبی رشتہ دار اتریں، اگر قریبی نہ ہو تو جو بھی میسر ہوں اتریں اور عورت قبر میں نہ اترے۔  
میت کی چار پائی قبلہ کی طرف رکھی جائے اور اتارنے والا قبر کے دوسری

۱۔ سراج الوہاج ۲۔ عالمگیری ۳۔ عالمگیری ۴۔ قاضی خان ۵۔ مصنف ۶۔ محیط ۷۔ خسی





طرف قبلہ رو ہو کر میت کو قبر میں اتارے۔ اتارنے وقت بسم اللہ و علی ملہ رسول اللہ کہے۔ پھر میت کو دائیں پہلو پر قبلہ رو لٹا دیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں۔

حاضرین کو چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ میت کے سر کی طرف مٹی ڈالیں۔ پہلی مرتبہ یہ کہیں، مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نَعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ مِنْهَا نُنْخِرُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی تھ۔  
مستحب یہ ہے کہ جس جگہ نیک لوگوں کی قبریں ہوں وہاں مردہ کو دفن کیا جائے۔ تھ

میت کو دفن کرنے کے بعد کچھ دیر تک لوگ قبر کے پاس بیٹھیں تلاوت قرآن کریں اور میت کے حق میں دعا کریں کیونکہ اس سے مردے کو نفع ہوتا ہے۔ تھ  
جب مردہ قبر میں مٹی ہو جائے تو اس میں دوسرے مردے کو دفن کر سکتے ہیں۔ وہاں کاشت بھی کر سکتے ہیں اور اس پر عمارت بھی بنا سکتے ہیں۔  
بہتر تو یہ ہے کہ جس شخص کا جہاں انتقال ہو وہیں اس کو دفن کریں۔ لیکن اگر کسی دوسرے شہر میں لے جا کر دفن کرنا چاہیں تو بھی حرج نہیں ہے۔  
اگر کسی کی مملوکہ زمین میں میت کو دفن کر دیا گیا تو مالک کو اختیار ہے کہ رہنے دے یا میت کو نکالنے کا حکم دے اور زمین کو اپنے استعمال میں لائے۔ تھ

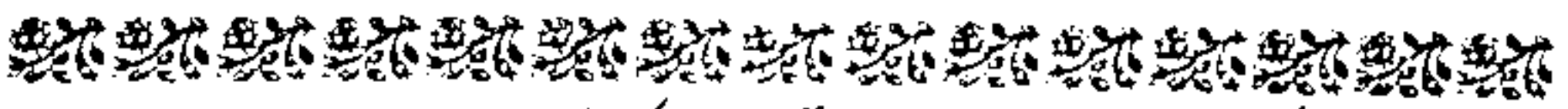
## متفرق مسائل

۱۔ قبرستان میں جو تاپہن کر چلتا ممنوع نہیں ہے تاہم قبروں کا روندنا یا اپر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ عالمگیری تھ جوہرہ منیرہ تھ عالمگیری تھ عالمگیری تھ تبیین۔  
تھ قاضی خان تھ تجنیس تھ سراج الوہاب۔







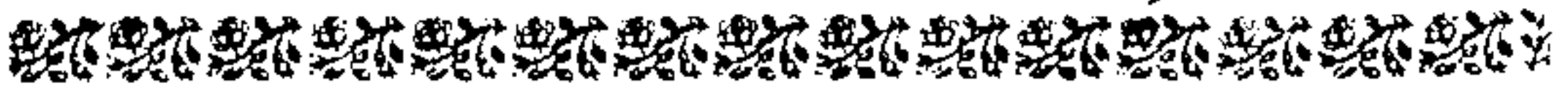
۲۔ میت کے رشتہ داروں سے تعزیت کرنی چاہیے۔ یہ سلسلہ تین دن سے زائد نہیں چلنا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی رشتہ دار غیر موجود ہو تو اسکے آجانے کے بعد تعزیت کریں۔ تعزیت میں ایسے کلمات کہیں جن سے صبر آئے، نہ کہ ایسے کلمات جن سے انہیں مزید بے صبری پیدا ہو، یہ کلمات کہیں، خدا اس کی مغفرت کرے، اس کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، آپ کو صبر و اجر دے وغیرہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے موقع پر یہ کلمات کہتے تھے۔ جو دیا اللہ نے دیا اور جس نے دیا اسی نے واپس لے لیا۔ اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔

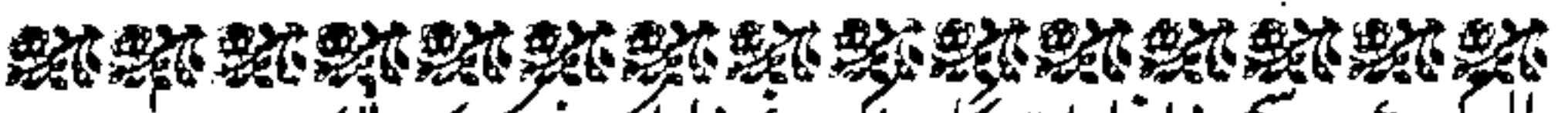
۳۔ غیر مسلموں کو بھی نامناسب الفاظ میں تعزیت کرنا جائز ہے، جس میں مغفرت وغیرہ کا ذکر نہ ہو۔  
۴۔ کسی گھر یا مسجد میں تین دن تک لوگوں کی تعزیت قبول کرنے کے لئے میت کے رشتہ دار بیٹھ سکتے ہیں۔

۵۔ کپڑے پھاڑنا، سر نوچنا، دھاڑیں مار کر رونا، گریبان پھاڑنا وغیرہ ممنوع ہے، ہاں بے اختیار رونا انسان کا فطری تقاضا ہے جسکی ممانعت نہیں ہے۔  
۶۔ تین دن تک رشتہ داروں اور دوستوں کو میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بھیجنے میں حرج نہیں بلکہ بھیجنا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اہل خانہ کے علاوہ کچھ دوست اور رشتہ دار کھانے کے وقت موجود ہوں تو ان کا اس کھانے میں شامل ہونا جائز ہے بلکہ شامل ہو جانا چاہیے جسکی وجہ نفسیاتی لحاظ سے بالکل ظاہر ہے کہ وہ لوگ اتنے غمزدہ ہوتے ہیں کہ اگر ان کو تنہا چھوڑ دیا جائے تو شاید ایک لقمہ بھی نہ کھا سکیں البتہ اگر دوسرے لوگ بھی شامل ہو جائیں تو کچھ نہ کچھ کھا لیتے ہیں، اس صورت

---

لے عالمگیری لے سراج الوہاج لے ظہیر یہ لے عالمگیری۔





حال کو دعوت سمجھنا غلط ہوگا، بلکہ یہ غم غلط کرنے کی ایک شکل ہے۔

پختہ قبر بنانا اور کتبہ لکھنا | اس سلسلہ میں مختصر بات یہ ہے کہ آگ سے پختہ اینٹ قبر کے اندر میت سے متصل لگانے کی ممانعت ہے۔ تاکہ بد فالی سے بچا جائے ورنہ تو لوہے اور لکڑی وغیرہ کے تابوت میں میت کو رکھ کر دفن کرنے کی اجازت ہے۔ مگر قبر بنانے کے بعد اوپر کسی چیز کے استعمال کی ممانعت نہیں، چنانچہ فقہ حنفی کی مستند کتاب کے الفاظ یہ ہیں۔

اور قبر نہ تو پختہ کی جائے اور نہ ہی اس پر کوئی عمارت بلند کی جائے اور ایک قول یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں اور یہی مختار ہے۔ جیسا کہ سراجیہ کے باب الکراہت اور باب الخبائز میں ہے، اور اگر ضرورت ہو تو قبر پر

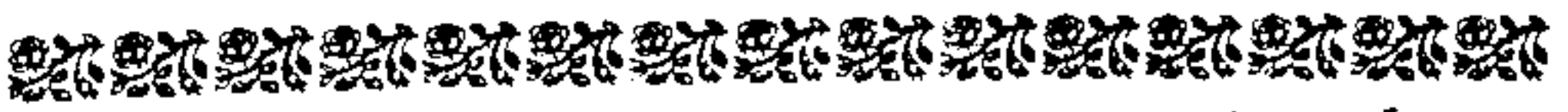
وَلَا يُجَصَّصُ وَلَا يُطَيَّنُ وَلَا يُرْفَعُ عَلَيْهِ بِنَاءٌ وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِهِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ كَمَا فِي كِرَاهَةِ السَّرَاحِيَةِ وَفِي جَنَائِزِهَا وَلَا بَأْسَ بِالْكَتَابَةِ إِنْ أَحْتَجَّ إِلَيْهَا حَتَّى لَا يَذْهَبَ الْإِشْرَ وَلَا عُتَيْهَنَ لَيْه

لکھنے میں حرج نہیں تاکہ نشان نہ مٹے اور قبر کی بے حرمتی نہ کی جائے۔

البتہ صرف زینت کے اظہار کے لئے منع ہے۔ جب میت کسی بزرگ کی ہو تو اسپر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں کیے قبروں پر قبے بنانا اور ان پر کتبات لکھنا سلف و خلف سب کا معمول ہے اور یہ امت مسلمہ کا عملی اجماع ہے۔ لہذا اس کو غلط کہنا سراسر غلط ہے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کے سرہانے ایک پتھر بطور نشان قائم فرمایا تھا۔ تاکہ اپنے دوسرے حضرات کو وہاں دفن کریں۔ بعض روایات میں قبروں کو توڑ دینے کا جو حکم آیا ہے اس سے مراد مشرکین کی قبریں ہیں۔ اگر ایسا کوئی حکم مسلمانوں کی قبروں کے بارے

۱۔ مصنف ۲۔ در مختار ۳۔ ابوداؤد ۴۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر کا ذکر بخاری





میں ہوتا تو ضرور فقہاء اربعہ، سلاطین اسلام اور بزرگان دین اس نیک کام میں حصہ لیتے۔ مگر ہم اس کے برعکس دیکھتے ہیں کہ وہ حضرات جن کے زہد و تقویٰ میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ انھوں نے قبروں پر قبے بنائے ہیں

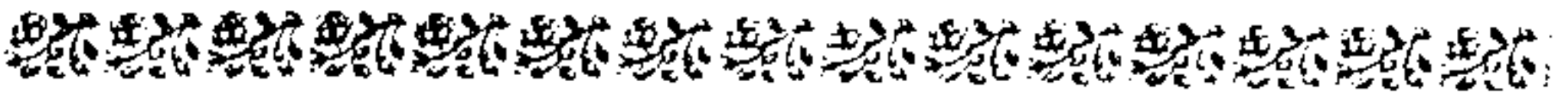
**شہید کے احکام** | شریعت کی اصطلاح میں شہید سے مراد وہ شخص ہے جس کو دشمن نے قتل کیا ہو یا باغیوں نے، ڈاکوؤں نے یا میدان جنگ میں زخمی حالت میں ملا ہو، یا دشمنوں نے پانی یا آگ میں ڈال دیا ہو یا اس کو دیوار سے پھینک دیا ہو یا دیوار اس پر گر گئی ہو وغیرہ، جو شخص اپنی جان اپنے مال یا مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت میں مارا جائے تو وہ بھی شہید ہے۔

۲۔ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ البتہ کپڑوں پر اگر نجاست ہو تو اس کو دھو دیا جائے گا۔ اس کو خون والے کپڑوں ہی میں غسل دے کر دفن کر دیا جائے۔ ہتھیار وغیرہ اتار لئے جائیں۔

۳۔ اگر وہ شخص حالت جنابت میں شہید ہوا تو اس کو غسل دیا جائے۔  
۴۔ اگر زخمی ہونے کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہا۔ کھایا پیا، یا دوا استعمال کی پھر مرا تو مذکورہ احکام اس کے لئے نہیں ہے۔

---

۱۷۹۱ء عالمگیری ۳۷ء محیط ۳۷ء تبیین ۳۷ء ہدایہ



## موت کے بعد شرعی رسوم

دنیا کے تمام ادیان و مذاہب میں انسان کے مرنے کے بعد کچھ نہ کچھ رسوم ہوتی ہیں، اسلام نے بھی اس سلسلہ میں انسان کے فطری تقاضوں کی تکمیل کے احکام دیئے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے اہم چیز ایصالِ ثواب ہے۔

### ایصالِ ثواب

مرنے کے بعد ہی سے مسلمان قرآن خوانی اور صدقہ و خیرات کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں، مگر انتظامی سہولتوں کی پیش نظر ایصالِ ثواب کے لئے کچھ خاص ایام اور کچھ خاص طریقے وضع کر لئے ہیں مثلاً تیجہ، دسواں بیسواں، چالیسواں، سی بزرگ کی چھٹی، کسی کی گیارہویں، کسی کی سترہویں وغیرہ، تو ان تمام چیزوں پر الگ الگ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں، صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ان تمام کی اصل ایصالِ ثواب ہے یعنی مردہ کی روح کو ثواب پہنچانا اور ایصالِ ثواب قرآنِ حدیث کی رو سے درست ہے، یہاں مختصراً چند دلائل تحریر کئے جاتے ہیں۔

عبادت خواہ بدنی ہو یا مالی یا دلوں کا مرکب، اس کا ثواب مردے کی روح کو پہنچایا جاسکتا ہے۔

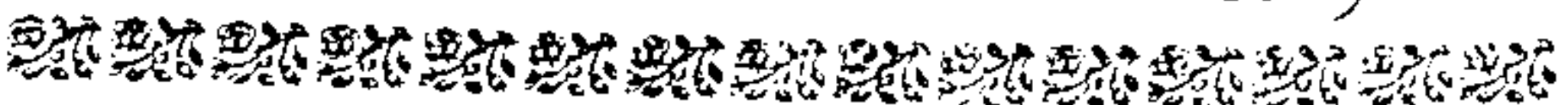
قرآن کریم میں ہے،  
وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ

بدنی عبادات کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے

يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ -

ترجمہ :- اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے، کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو بحالت ایمان ہم سے پہلے گزر گئے ہیں۔

لے الحشر - آیت ۱۰





اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں کی تعریف کی ہے اور ان کا قابل تعریف کا رنامہ یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائیوں کی بخشش کے لئے دعائے کرتے ہیں۔ اب دعا جو ایک عبادت ہے بلکہ عادت کا مغز ہے اگر اس سے مردے کو فائدہ نہ پہنچتا تو زندوں کا مردوں کے لئے دعا کرنا لغو قرار پاتا اور اللہ تعالیٰ لغویات پر کبھی انکی تعریف نہ فرماتا۔ معلوم ہوا کہ دعا مفید امر ہے۔ اور یہی ایصالِ ثواب ہے۔

۲۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ جب تک میرے والدین زندہ تھے اس وقت تک میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا اب ان کے مرجانے کے بعد میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا، اب تو انکے ساتھ یہ نیکی کر سکتا ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھا اور اپنے روزوں کے ان کے لئے بھی روزے رکھ لے۔

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرحلے اور اس کے ذمہ روزے باقی ہوں تو اسکی طرف سے اس کا دلی روزے رکھے۔

۴۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اس نے آپ سے عرض کی میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا ہاں، تو اس کی طرف سے روزے رکھ۔ اس نے کہا میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا تھا۔ میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کر لے۔

اس حدیث میں نماز روزہ تو بدنی عبادات ہیں اور حج بدنی اور مالی عبادت کا مجموعہ ہے اور ان دونوں اقسام کی عبادات کا ثواب مردہ کو پہنچانا اس روایت سے ثابت ہے۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر تسبیح و تکبیر پڑھی۔ پھر فرمایا اس کی وجہ سے اللہ نے اسکی قبر کو فراخ کر دیا ہے۔ مردے کی قبر پر اذان بھی نا لباً اسی

۱۔ مشکوٰۃ طبرانی۔ دارقطنی۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ

۲۔ مشکوٰۃ طبرانی۔ دارقطنی۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ

کے دلی جال ہے۔

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ترشاخ کے دو ٹکڑے کر کے دو قبروں پر گاڑ دیئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے استفسار پر فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔ یہ قبروں پر پھولوں کی چادر بھی اسی لئے چڑھاتے ہیں۔

۷۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو شخص قبرستان پر سے گزرے اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے برابر اس شخص کو اجر ملے گا۔

۱۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کی کہ میری ماں مر گئی ہیں اور انھوں نے کوئی وصیت نہیں کی اگر میں انکی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

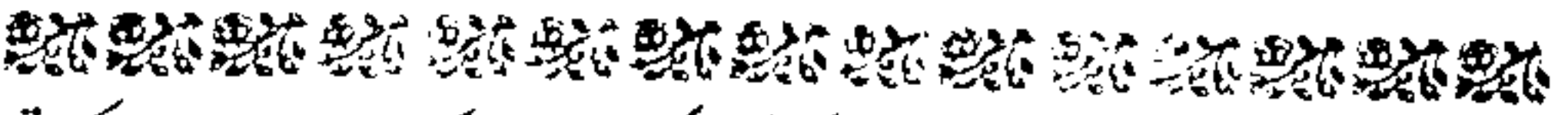
۲۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنا پورا باغ انکی طرف سے صدقہ کر دیا۔ ان دلائل کے علاوہ بھی بے شمار دلائل ہیں۔ بنظر اختصار ان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے آخر میں فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

اہلسنت وجماعت کے نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کے لئے کر سکتا ہے، خواہ یہ عمل نماز ہو یا روزہ وغیرہ۔

فاتحہ کی حقیقت بھی یہی ایصالِ ثواب ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ کسی بزرگ کی فاتحہ کی نیت سے کھیر پکانے اور کھلانے میں مضائقہ نہیں ہے، اگر کسی بزرگ کی فاتحہ ہو تو مالدار بھی اس سے کھا سکتے ہیں۔

۱۔ مصنف ۲۔ بخاری مسلم ۳۔ دارقطنی۔ در مختار ۴۔ مسلم، بخاری، موطا مالک۔ ابوداؤد ۵۔ بخاری، نسائی، موطا مالک ۶۔ ہدایہ۔ شرح عقائد نفسی ۷۔ زبدۃ النصارح ۸۔ ۱۳۲، فتاویٰ

عزیز، صراط مستقیم



مومنوں کی قبور کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے حق میں  
زیارت قبور کا بیان دعا کرنا سنت ہے، زیارت قبور سے دل نرم ہوتا ہے

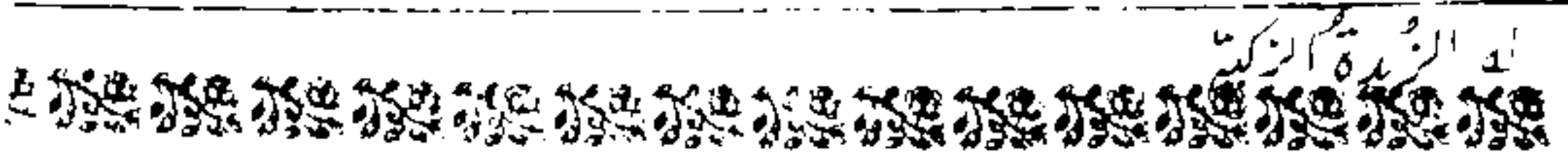
ہر ہفتے میں ایک دن زیارت مستحب ہے، سب سے بہتر جمعہ کی صبح ہے، شب برابر ت  
ذوالحجہ کے دس دن، عیدین اور عشرہ محرم میں بھی قبور کی زیارت افضل ہے، ایک  
روایت ہے جب کوئی شخص اپنی جان پہچان والے مسلمان کی قبر پر جاتا ہے اور سلام  
کرتا ہے تو مردہ اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور عورتیں بھی قبروں پر جا  
سکتی ہیں مگر پورے پردے کے ساتھ۔ غلط رسوم اور بیہودہ باتوں سے اجتناب کریں  
قبر کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرنا حرام ہے اور بہ نیت عبادت شک ہے۔

قبرستان میں جو تاپہن کر بھی جاسکتے ہیں مگر تنگے پر جانا بہتر  
زیارت قبور کا طریقہ ہے اندر جا کر دوں کو اس طرح سلام کرے۔ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكُمْ دَا اِسَ قَوْمٌ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ پھر  
میت کے پائنتی سے آکر میت کے منہ کے سامنے قبلہ کو پشت کر کے کھڑا ہو جائے۔  
اور اگر ایسا موقع نہ ہو تو جس طرف بھی کھڑا ہو گا جائز ہے، بیٹھنا بھی جائز ہے، پھر جو  
اوراد و اذکار چاہے پڑھے اور مستحب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ الحمد سے مغلحون تک، آیۃ  
الکرسی، آمَنَ الرَّسُولُ سے آخر سورہ بقرہ تک، سورہ یٰسین، سورہ ملک، البکہ، التکاثر  
اور چاروں قل جن میں تین مرتبہ قل ہو اللہ شامل ہے، اول آخر درود شریف اور جو  
میسر ہو اس کا ثواب تمام مردوں کو بوسلیہ حضور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم و تمام انبیاء و  
مرسلین و صدیقین و شہداء و صالحین۔ بھیجے۔

## اوراد و وظائف

چند دعائیں، وظائف اور تعویذات ہیں، جو عوام کے نفع کے لئے درج کئے جاتے  
ہیں میں تمام قارئین کو انکی اجازت دیتا ہوں تاکہ وہ خود بھی ان سے نفع حاصل کریں اور  
دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیں۔





قرآن کریم شفاء اور رحمت ہے، اسمیں روحانی اور جسمانی تمام امراض کا دوا ہے۔ امت مسلمہ کے نزدیک یہ طے شدہ امر ہے کہ قرآنی آیات اور بعض دوسرے پاکیزہ کلمات جسمانی امراض کا علاج ہیں بلکہ لا علاج امراض کا بھی علاج ہیں۔ احادیث صحیحہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قرآنی آیات اور دوسرے کلمات طیبات سے جسمانی امراض کا علاج فرمایا، پھر بعد میں صحابہ اور تابعین، علماء، محدثین، مفسرین اور صالحین کا معمول رہا حتیٰ کہ طب روحانی مستقل ایک فن بن گیا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ان تمام اوراد و ظالفت کی حیثیت اللہ کے حضور دعا و التجاہ ہے، وہ ان التجاؤں اور دعاؤں کو قبول بھی فرما سکتا ہے اور رد بھی فرما سکتا ہے۔ پوری نوع انسانی کی فلاح و نجات کا وہی جاننے والا ہے کسی کو اس کے امور مملکت میں عمل دخل نہیں۔ تاہم اس کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے نیک بندوں کی دعا کو رد نہیں فرماتا۔ ایسی مثالیں صحف سماویہ میں ایک سے زائد ہیں کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کی دعاؤں سے ایسے امور ظاہر فرمائے جو بظاہر ناممکن تھے۔

احادیث میں بعض جگہ جنت منتر اور گلے وغیرہ میں لٹکائی جانے والی چیزوں کی ممانعت آئی ہے، وہ درحقیقت ایسی چیزوں سے متعلق ہے جن میں شرکیہ کلمات کا استعمال تھا اور مشرک انھیں مصیبتوں کے رفع کرنے کیلئے استعمال کرتے تھے ان روایات کا اسلامی تعویذات اور جھاڑ پھونک سے کچھ تعلق نہیں۔ دونوں باتوں کو الگ الگ اپنے محل پر سمجھنا چاہیے اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ کسی چیز سے انسانیت کو رد کرتا ہے تو اس کا بہتر بدل بھی عطا فرماتا ہے۔ پس یہ کیسے ممکن تھا کہ شرکیہ کلمات، شیاطین کے نام اور دوسری چیزیں دشمنانِ خدا کے لئے شفا بخش ہوں اور مسلمانوں کو ان کے استعمال سے

۱۔ بنی اسرائیل آیت ۸۲ ۲۔ عام کتب احادیث میں کتاب الطب والرقی کا ہونا اس کا ثبوت ہے ۳۔ اِسْتَرْقُوا فَاِنَّ بِهَا النُّظْرَةَ متفق علیہ ۴۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ انکی قسم ضرور پوری کرتا ہے۔ متفق علیہ وسلم۔ کتاب القصاص ۵۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ۔ کتاب الطب والرقی۔







روکنے کے باوجود ان کا کوئی نعم البدل عطا نہ ہوا، اعداۃ اللہ جہنم کے ذریعے لوگوں پر دیوسی دہوتاؤں کا رعب قائم کریں جبکہ موحدین کے پاس انسانیت کو اس کے مہربان رب کی طرف رجوع کرانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ پس اللہ نے اپنے نیک بندوں کو غیر مسلح نہیں رکھا اس نے ہر سطح پر اپنے دشمنوں کی کاٹ کے لئے اپنے ادلیا کر قوت عطا فرمائی ہے، ہر میدان میں غلبہ اور فتح خدا پرستوں کا مقدر ہے۔

یہ چند کلمات رجوع تمہید کے لئے عرض کئے گئے۔ اب چند عملیات پیش کرتا ہوں۔

**حاکم کی ناراضگی سے نجات :-** فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (پ ۱۷)  
ترجمہ :- عنقریب اللہ ان کو کافی ہوگا اور وہی سننے اور جاننے والا ہے۔ جس سے حاکم ناراض ہو یا جسکو کسی سے کسی قسم کا خطرہ ہو وہ اس آیت کو کثرت سے پڑھے یا لکھ کر بازو پر باندھے۔  
**امراض قلب کے لئے :-** لِيَرْبِّطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ترجمہ :- تاکہ وہ تمہارے دلوں کو سکون عطا کرے اور اس کے ذریعے قدموں کو ثابت کرے۔ اس کا تعویذ بنا کر مریض کے گلے میں اس طرح ڈالیں کہ دل پر رہے۔ دل کی گھبراہٹ، اور دوسری بیماریوں کے لئے مفید ہے۔

**بد خوابی کے لئے :-** جس شخص کو ڈراؤنے خواب نظر آتے ہوں وہ اس آیت کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے۔ لَيْسَ الْبَشَرُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلُ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ترجمہ :- انکے لئے دنیا اور آخرت کی زندگی میں بشارت ہے، اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

**دفع سحر کے لئے :-** جس کسی پر جادو کا اثر ہو اس کے گلے میں درج ذیل آیات کا تعویذ ڈالیں یا زعفران سے کسی طشتری پر لکھ کر پلائیں۔ فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوسٰى مَا جِئْتُمْ بِهٖ السِّحْرِ۔ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُہٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْلَحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ترجمہ :- جب انھوں نے اپنی لادھیل اور رسواں پھینکیں تو موسیٰ نے فرمایا، جو تم نے پیش کیا ہے، جادو ہے۔ اللہ اس کو یقیناً باطل فرمائے گا۔ بیشک اللہ مفسدین کے عمل کو ٹھیک نہیں کرتا اور مجرم خواہ،



<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

~~~~~

بادشاہت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لیتا ہے اور جسے چاہے عزت بختا ہے اور جسے چاہے رسوا کر دیتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

برائے اولاد صالح :- جس کے اولاد نہ ہو وہ یہ دعا بکثرت پڑھے۔ انشاء اللہ اولاد ملے گی۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔ ترجمہ :- اے میرے رب! تو مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بلاشبہ تو دعا کا سننے والا ہے۔

کشادگی رزق کے لیے :- اسلامی مہینے کے پہلے جمعہ سے چالیس جمعہ تک درج ذیل آیت مغرب کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے اور ایک کاغذ پر لکھ کر کسی کنوئیں میں ڈال دیا جائے انشاء اللہ مالدار ہو جائے گا۔ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ۔ ترجمہ :- اور بلاشبہ ہم نے تم کو زمین میں قوت عطا کی، اور ہم نے تمہارے لئے اس زمین میں روزی مقرر کی، تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔ گم شدہ چیز کی بازیابی :- اگر کوئی چیز گم ہو جائے یا کوئی حادثہ درپیش آئے تو یہ پڑھیں، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَاخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا۔ ترجمہ :- بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں یا اللہ مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما، اور اس سے (فوت شدہ) بہتر عطا فرما۔

اگر ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی شیطاں اور چور کو دور رکھنے کا وظیفہ :- پڑھ لی جائے تو شیطاں دور رہے گا۔

نیز اگر رات کو سوتے وقت ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر تین مرتبہ تالیاں بجا دی جائیں تو جہاں تک آواز جائے گی انشاء اللہ وہ مقامات چوروں سے محفوظ رہیں گے۔ آیت الکرسی :- اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سے آخر تک۔

~~~~~  
وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنِّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ه

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



